باب اول

اسلام میں حقوق اطفال کا تعارف، تحفظ کی صورتیں، اثرات

فصل اول: حق و طفل کا مفہوم واقسام

فصل دوم: حقوقِ اطفال کی اسلامی تعلیمات

فصل سوم: حقوق اطفال کے تحفظ کی صورتیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

فصل چہارم: تربیتِ اطفال کے اثرات و ثمرات

فصل اول

حق کا مفہوم و اقسام

فصل اول

حق کا معنی و مفہوم

حق کے لغوی معانی

لفظ حق عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا مادہ "ح-ق-ق" ہے۔ لفظ "حق" حَقَّ یَحِقُّ حَقًّا کے صیغے میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ باب ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا سے ہے۔ مختلف اہل لغت اور ماہرین نے "حق" کے مختلف معانی بیان کیے ہیں جس سے لفظ "حق" کے مختلف مطالب کا پتہ چلتا ہے۔

- لسان العرب میں "حق" کے معنی یہ بتائے گئے ہیں۔

الحق نقیض الباطل (۱)

حق باطل کے برعکس ہے۔

- امام راغب اصفہانی نے "حق" کی لغوی تعریف یوں کی ہے۔

"یعنی حق کی اصل مطابقت اور موافقت ہیں جیسا کہ دروازے کی چول اپنے گڑھے میں اس طرح فٹ آتی ہے کہ وہ استقامت کے ساتھ اس میں گھومتی رہتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ میں نے حق کے متعلق اس سے جھگڑا کیا اور غالب رہا۔ (۲)

- القاموس المحیط میں "حق" کے معنی یہ ہیں:

الحق یعنی الامر المقضی،الحق یعنی الملک،الحق یعنی الموت (۳)

حق سے مراد فیصلہ شدہ امر ہے، حق سے مراد ملکیت بھی ہے اور حق سے مراد موت بھی ہے۔

- آکسفورڈ ڈکشنری میں "حق" کی تعریف:

RIGHT : “Morally Good, Justified, True or Correct as a Fact”(۴)

حق: "اخلاقی طور پر اچھا، جائز، ایک حقیقت کے طور پر سچ یا درست ہونے کے ہیں۔"

۱۔ ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب،، دار صادر بیروت، ۱۹۵۶ء، ۱۰/ ۵۱

۲۔ حسین بن محمد راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، دار القلم بیروت، لبنان، ۱۴۱۲ھ، ص: ۱۲۵

۳- فیروز آبادی محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دار الجلیل، بیروت، لبنان، ۸۱۷ھ، ۲/ ۱۱۶۲

4- “Oxford Advanced Learner’s Dictionary” , London,1948 ,P:1011

- Dictionary of Modern Written Arabic

Right : To be one's due,Legal Claim,to Deserve, Entitled, Demand be confirmed.[1]

حق: "واجب الادا، قانونی دعویٰ، حقدار ہونا، مستحق، مطالبہ کی تصدیق"

○ قرآن مجید میں لفظ "حق" کا استعمال

قاموس القرآن میں "حق" کے معنی

"حق سے مراد اللہ تعالی کی ذات، قرآن، اسلام، عدل، توحید، صدق (سچائی)، واجب، حصہ، ضرورت جو چیز باطل نہ ہو۔"[۲]

قرآن مجید کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں ایک ہی لفظ کے کئی معانی کئی طریقوں سے بیان ہوئے ہیں۔ جیسے لفظ "حق" بطور ایک ہی لفظ کے مختلف معانی میں بیان کیا گیا ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

﴿يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ﴾[۳]

اس دن اللہ ان کو پورا پورا ٹھیک بدلہ دے گا اور ان کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا برحق ظاہر کرنے والا ہے۔

اس آیت میں "الحق" سے مراد عدل ہے۔[۴]

﴿وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ﴾[۵]

اور خدائے (برحق) ان کی خواہشوں پر چلے تو آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب درہم برہم ہو جائیں۔

یہاں "حق" اللہ تعالیٰ کی ذات تعالیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے۔[۶]

﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾[۷]

اور کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا۔

یہاں "حق" سے مراد "اسلام" ہے[۸]

1- "A Dictionary of Modern Written Arabic" Otto Harrasowetze, Germany, 1961, P:191

۲۔ حسین بن محمد الدامغانی، قاموس القرآن، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۹۷۷ء، ص: ۱۳۹

۳- سورۃ النور: ۲۴/ ۲۵

۴- قاموس القرآن، ص:۱۳۹

۵- سورہ المومنون: ۲۳/ ۷۱

۶- قاموس القرآن، ص: ۱۳۹

۷- سورۃ الاسرا: ۱۷/ ۸۱

۸- قاموس القرآن، ص:۱۳۹

﴿بَلۡ كَذَّبُوۡا بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ﴾[1]

بلکہ جب ان کے پاس حق آ پہنچا تو انہوں نے اس کو جھوٹ سمجھا۔

یہاں "حق" سے مراد قرآن مجید ہے۔[2]

﴿ وَالَّذِيۡنَ فِىۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ مَّعۡلُوۡمٌ﴾[3]

اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے۔

یہاں "حق" سے مراد "الحظ" (حصہ) کے ہیں۔[4]

﴿ وَيَسۡتَنۡۢبِـُٔوۡنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؔ قُلۡ اِىۡ وَرَبِّىۡۤ اِنَّهٗ لَحَـقٌّ﴾[5]

اور تم سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا یہ سچ ہے۔ کہہ دو ہاں خدا کی قسم سچ ہے۔

یہاں "حق" سے مراد "صدق" کے ہیں۔[6]

﴿ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ الۡحَـقِّ شَيۡـًٔـا﴾[7]

اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کارآمد نہیں ہو سکتا۔

علامہ قرطبی کے نزدیک یہاں "حق" سے مراد اللہ تعالی کے عذاب کے بارے میں یقین ہے۔[8]

○ احادیث مبارکہ میں "حق" کا استعمال

احادیث مبارکہ میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں کئی دفعہ لفظ "حق" استعمال ہوا ہے۔ یہاں چند احادیث بیان کی جارہی ہے جن میں لفظ "حق" آیا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا

((فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ))[9]

بے شک زکوۃ مال کا حق ہے۔

۱- سورۃ المائدہ: ۵/ ۵۰

۲- قاموس القرآن، ص:۱۱۳۹

۳- سورۃ المعارج: ۷۰/ ۲۴

۴- قاموس القرآن، ص: ۱۴۱

۵- سورۃ یونس:۱۰/ ۵۳

۶- قاموس القرآن، ص: ۱۴۰

۷- سورۃ یونس: ۱۰/ ۳۶

۸- قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، موسستہ الرسالہ، بیروت، لبنان، طبع اولی، ۱۴۲۷ھ، ۱۰/ ۵۰۲

۹- بخاری، عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار السلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ، کتاب الزکوۃ، بَابُ وُجُوبِ الزَّكَاةِ، حدیث:۱۴۰۰، ۱/ ۶۰۵

اس حدیث میں "حق" حصہ کے معنی میں آیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔

((إنَّ اللهَ وَضَعَ الحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَيَقُولُ بِهِ))(۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے حق (سچائی) کو عمر رضی اللہ کی زبان پر رکھ دیا ہے۔

یہاں "حق" سچائی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

((مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الحَقَّ))(۲)

جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق کو دیکھا۔

ابن الاثیر نے یہاں "الحق" سے مرادرؤیا صادقہ لیا ہے۔(۳)

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔

((إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ))(۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق ادا کر دیا ہے۔

نیز رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ،يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)) (۵)

کسی مسلمان کے لیے جس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں اسے وصیت کرنی ہو مناسب نہیں ہے کہ اس کی دو راتیں بھی ایسی گزریں کہ اس کی لکھی ہوئی وصیت اس کے پاس موجود نہ ہو۔

یہاں "حق" بمعنی وجوب استعمال ہوا ہے۔

معلوم ہوا کہ لغوی لحاظ سے حق کے کئی ایک معانی ہیں جن میں سے اکثر و بیشتر مذکورہ بالا آیات واحادیث میں بیان ہو چکے ہیں۔

۱- ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی ، سنن ابی داؤد، دار السلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ، کتاب الخراج والفيء والإمارة، باب: في تدوين العطاء، حدیث: ۲۹۶۲، ۳/ ۱۱۲

۲- صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب من رای النبي ﷺ في المنام، حدیث: ۶۹۹۶، ۶/ ۲۸۲

۳- مبارک بن محمد ابن الاثر، النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، المکتبہ العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۷۹ء، ص: ۴۱۳

۴- "سنن ابی داؤد"، کتاب البیوع، باب تضمین العاریہ، حدیث: ۳۳۲۶، ۳/ ۲۹۵

۵- "سنن ابی داؤد"، کتاب الوصایا، باب، مَا جَاءَ فِيمَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْوَصِيَّةِ، حدیث: ۲۸۶۲، ۳/ ۱۱۱

○ حق کی اصطلاحی تعریف

فقہانے لفظ حق کی تعریف اپنے اپنے الفاظ میں کچھ اس طرح کی ہے۔

مصطفی زرقانے لفظ حق کی فقہی تعریف ان الفاظ میں کی ہے

الحق اختصاص يقرر به الشرع من اجل مصالحة (۱)

حق ایک خصوصی تعلق کا نام ہے جس کی وجہ سے شریعت کسی اختیار یا ذمہ داری کو مقرر کرتی ہے۔

وھبتہ الزحیلی حق کے بارے میں کہتے ہیں۔

الحق هو مصلحة مستحقة شرعا (۲)

حق وہ مصلحت ہے جس کا انسان کے لیے شرعاً مستحق قرار پاتا ہے۔

عبد الحق السنہوری حق کی تعریف میں کہتے ہیں۔

الحق مصلحة ذات قيمه مالية يحميها القانون (۳)

حق وہ قیمتی اور مالی مصلحت ہے جسے قانون کی حمایت حاصل ہو۔

فریڈرک پولاک (Frederick Pollock)(۴) کے مطابق "حق" کی تعریف

" قانونی طور پر مہیا کردہ آزادی اور طاقت کا نام حق ہے۔"(۵)

جولیو ہرمن وان کرچمن (Julius Hermann von Kirchmann) (۶) "حق" کے بارے میں کہتے ہیں۔

"حق ایک ایسی حقیقی طاقت ہے جو صاحبِ اختیار کے ذریعے نہ صرف اخلاقی بنیادوں پر حمایت یافتہ ہو

۱۔ مصطفی احمد الزرقاء، المدخل الفقہی العام،، دار القلم، دمشق،۱۹۶۸ء،۳/۱۰

۲۔ وھبتہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ،، دار الفکر، دمشق، شام،۱۹۹۹ء،۲/۹

۳۔عبد الرزاق السنہوری، مصادر الحق فی الفقہ الاسلامی، مکتبہ الحلبی الحقوقیۃ،، بیروت، لبنان،۱۹۹۸ء،۱/۷

۴- فریڈرک پولاک (۱۸۴۵-۱۹۳۷) مشہور برطانوی قانون دان اور سیاست دان تھے۔ پولاک یونیورسٹی آف آکسفورڈ اور انس آف کورٹ میں قانون کے پروفیسر کے طور پر بھی کام کیا۔

(Pollock, Sir Frederick, third baronet, Richard A. Cosgrove , Oxford University Press, 2018)

۵- ڈاکٹر اسلم خاکی، مضامین انسانی حقوق، پکٹوریل پرنٹرز، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء، ص: ۲۹

۶- کرچمن(۱۸۰۲-۱۸۸۴) جرمن قانون دان اور فلسفی تھا۔ وہ برلن کے مجرمانہ عدالت میں ریاست کے اٹارنی جنرل رہے۔ ان کا فلسفہ حقیقت پسندانہ اور مثالی تعصب کے درمیان مداخلت کرنے کی کوشش تھا۔

(Kirchmann ,Rudolf Wiethölter, Universitätsbibliothek Johann Christian Senkenberg,1988, P: 44)

بلکہ وہ کسی قانون شکن یا برائی کے علم بردار کے خلاف حفاظت بھی کر سکتی ہو۔"[۱]

ہارولڈ جوزف لاسکی[۲] (Harold Laski) کے نزدیک حق کی تعریف

"حقوق معاشی زندگی کے وہ لوازم ہیں جن کے بغیر عام طور پر فرد اپنی ذاتی صلاحیت کو پورے طور پر بروئے کار نہیں لا سکتا۔"[۳]

- انگلش ویکیپیڈیا میں حق کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"Right is claim or a title to anything whatever that can be enforced or a claim to act, possess or enjoy anything, or the use of therof, or it may exist in the nature of a privilege or power. Right has also being legally defined "as that which one has a legal claim to do; legal power; authority". A legal right is one which is protected by law"[۴]

"حق کسی بھی چیز کا وہ دعویٰ ہوتا ہے جسے حاصل کیا جاسکے یا جس کے حصول کا دعویٰ کیا جاسکے جسے استعمال کیا جاسکے یا بطورِ حق یا استحقاق ثابت ہو۔ حق کو قانونی طور پر یوں بیان کیا گیا ہے وہ چیز جس کے حصول کا کوئی دعویٰ کر سکے۔ اسے قانونی طاقت یا اتھارٹی سے حاصل کر سکے۔ قانونی حق وہ ہوتا ہے جس کا تحفظ قانون کرے اور اس کے تحفظ سے مراد یہ ہے کہ اس کے نقصان کی تلافی ہو۔ قانونی حق کی وجہ سے ہی قانونی چارہ جوئی ہوتی ہے اور ان میں سے ایک دوسرے کے بغیر نہیں پائی جاتی"۔

- **حق اور فرض کا باہمی تعلق**

حق اور فرض کا ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا رشتہ ہے۔ ہر حق کے مقابل ایک فرض ہوتا ہے۔ اس دنیا میں جو شخص بھی حقوق کا طلب گار ہے اسے ان حقوق کے بدلے کچھ فرائض بھی ادا کرنے ہوتے ہیں مثلاً والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کریں کیونکہ یہ اولاد کا حق ہے اسی طرح اولاد کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ بھی والدین کی خدمت اور فرمانبرداری کریں کیونکہ یہ والدین کا حق ہے۔ لہٰذا حقوق و فرائض دونوں لازم و ملزوم ہے اگر دونوں میں سے ایک کو جدا

۱-"مضامین انسانی حقوق"، ص:۲۹

۲- ہارالڈ جوزف لاسکی (۱۹۵۰-۱۸۹۳) ایک برطانوی اقتصادیات، مصنف، اور لیکچرر تھے. لاسکی لندن سکول آف اقتصادیات میں پروفیسر کے عہدے پر بھی رہے۔

(The Journal of Politics,Kingsley Martin,NewYork,The Viking press,1953, Vol.16,P: 384)

3-Laski,H.J. "A Gramar of Politics", Georgy Allen Union Ltd, London,1970, P: 91

4-"Encyclopedia Americana"HathiTrust, America,1920 ,Vol.23,P: 519

کر دیا جائے تو دونوں کا مصرف فوت ہو جاتا ہے ۔[۱]

مشہور قانون دان جان ولیم سالمنڈ (John William Salmond)[۲] نے حق اور فرض کی تعریف یوں کی ہے۔

> Right: "A right is an interest recognized and protected by a rule of right. It is an interest, respect for which is a duty, and the disregard of which is a wrong"
> Duty : "A duty is an obligatory act, that is to say, is an act,the opposite of which would be a wrong."[۳]

حق: "ایک حق وہ مفاد ہے جسے قانون کا کوئی اصول تسلیم کرتا ہو اور اس کی حفاظت کرتا ہو یہ ایک ایسا مفاد ہے جس کا احترام فرض ہے اور جس کی پامالی ناجائز ہے۔"

فرض: " فرض ایک ذمہ داری والا عمل ہے جس کے بارے میں کہہ سکتے ہیں یہ ایک ایسا عمل ہے جس کی مخالفت غلطی اور جرم ہوتا ہے۔"

- **اسلام کا فلسفہ حقوق و فرائض**

اسلام کے امتیازی خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اسلام نے حقوق و فرائض میں توازن قائم کیا ہے۔ باقی تمام مذاہب میں اتنا حسین توازن نہیں ملتا۔ دینِ اسلام جب کسی فرد کو کوئی حق دیتا ہے تو اس کے مقابلے میں فرض بھی عائد کرتا ہے۔ اسلام کے دائرے میں ایسا کوئی فرد نہیں ہے جس کو کوئی حق تو دیا جائے لیکن اس کے مقابلے میں کوئی فرض لاگو نہ کیا جائے۔[۴]

اسلام کے حقوق و فرائض کا فلسفہ یہ ہے کہ جب معاشرے کا ہر فرد اپنے فرائض کا ادراک کر لے گا تو معاشرے میں حقوق کو خود بخود تحفظ ملے گا۔ کسی فرد کی حق تلفی نہیں ہو گی اور نہ ہی اسے اپنے حقوق مانگنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس طرح حقوق و فرائض میں باقاعدگی پیدا ہو جائے گی۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے حقوق و فرائض کے عمل کو مضبوط بنایا جائے تاکہ ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل ممکن ہو سکے۔

- **حقوق کی اقسام**

اسلام نے حقوق کی درجہ بندی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صورت میں کی ہے۔ حقوق کی ویسے تو کئی اقسام ہیں لیکن

۱-"، ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن پبلیشرز، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص: ۸۶

۲- جان ولیم سالمنڈ (۱۹۲۴-۱۸۶۲) نیوزی لینڈ سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ قانون دان اور جج تھے۔

(Salmond, Sir John William,Diane Langmore, Australian Dictionary of Biography,1988)

3 –Salmond, "Jurisprudence",Printed Sweet and Nexwell Limited, London, 1924, P:236

۴- اسلام میں انسانی حقوق"، ص: ۴۷

بنیادی طور پر حقوق کی دو اقسام ہیں۔ حقوقُ اللہ اور حقوقُ العباد۔ حقوقُ اللہ کو اجتماعی حقوق اور حقوق العباد کو نجی حقوق بھی کہا جاتا ہے۔

حقوق اللہ

حقوق اللہ سے مراد عبادات (ایمان، نماز، زکوۃ، روزہ، حج) عقوباتِ کاملہ (حدود جیسے چوری، سرقہ، زنا، بدکاری، شراب نوشی، قذف) عقباتِ قاصرہ (جزیہ، محروم الارث، حرمان الارث، بالقتل) ہیں۔ یہ عقوبات سنت سے ثابت ہیں اس کے علاوہ کفارات، عشر، خراج، غنائم بھی حقوق اللہ کے ذیل میں آتے ہیں۔ حقوق اللہ کا نفاذ ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ان کی خلاف ورزی کے کئی نقصانات ہیں جبکہ اس کی یعنی حقوق اللہ کی ادائیگی کے بے انتہا فوائد ہیں۔ ان حقوق کی ادائیگی کی وجہ یہ نہیں سمجھنی چاہیے کہ اس میں اللہ کا کوئی مفاد مضمر ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان مفادات سے بے نیاز ہے وہ تو کل کائنات کا مالک و خالق ہے۔ (۱)

حقوق العباد

حقوق العباد کا تعلق بندوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ہر فرد کو جو حق حاصل ہوتا ہے وہ حقوق العباد کی ذیل میں آتا ہے۔
حقوق العباد میں درج ذیل حقوق شامل ہیں۔

☆حقِ نفس	☆حقِ ملک
☆حقِ زوجیت	☆حقِ ولایت
☆حقِ تصرف	☆حقِ حریت
☆حقِ ارث	☆حقِ حرمت

یہ حقوق العباد وہ ہیں جس پر فرد کا اختیار ہوتا ہے۔ وہ اس کو اپنی مرضی سے معاف بھی کر سکتا ہے۔ ان حقوق کو نجی یا شخصی حقوق سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حقوق العباد کا تعلق انفرادی حیثیت سے ہوتا ہے نا کہ اجتماعی حیثیت سے۔ (۲)

الغرض ایک صحت مند اسلامی معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں رہنے والے افراد اپنے حقوق و فرائض میں توازن قائم کریں تا کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف کر سکتا ہے لیکن بندوں کی بندوں کے ساتھ زیادتی کو تب تک معاف نہیں کرتا جب تک بندہ معاف نہ کرے۔ لہٰذا دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لئے حقوق و فرائض کا ادراک ہونا ہر فرد کے لئے لازم ہے۔

۱- حافظ صلاح الدین یوسف، حقوق و فرائض، مکتبہ الرحمانیہ، لاہور، ۲۰۰۷، ۱۷

۲- مولانا اشرف علی تھانوی، حقوق العباد، ادارہ اسلامیات، کراچی، ۱۴۲۷ھ، ۴۸

• طفل کا معانی و مفہوم

طفل عربی زبان کا لفظ ہے۔ طفل کی جمع اطفال ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔

طَفَلَتِ الناقةُ رَبَّتْ طِفْلَهَا[۱]

اوٹنی نے اپنے بچے کی نشوونما کی۔

اسی طرح یہ کہا بھی جاتا ہے۔

طَفِلَ النَّبَاتُ: أَصَابَهُ التُّرَابُ فَأَفْسَدَهُ ولم يطُلْ

نباتات کو مٹی نے خراب کر دیا اور وہ بڑھ نہ سکی۔

اہل لغت نے "طفل" کی تعریف اس طرح کی ہے۔

- ابن منظور" نے طفل کا لغوی معنی بیان کیا ہے۔

الطفل: الصغير من كل شيئ[۲]

ہر چیز کا چھوٹا۔

- علامہ فراھیدی بیان کرتے ہیں۔

الطفل: الصغيره من الاولاد للناس[۳]

انسان کے چھوٹے بچوں کو کہتے ہیں۔

- فراہنگ عاصفیہ میں "طفل"

"طفل سے مراد لڑکا، بچہ، بالک، شیر خوار، دودھ پیتا۔ نوزادہ، نادان کے ہیں۔[۴]

- A Learner's Arabic- English Dictionary

Child: young and tender, An immature or irresponsible person.[5]

بچہ: چھوٹا، نازک، ناپختہ، ذمہ داریوں سے آزاد

۱۔ ابراہیم انیس، المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرہ، ۱۳۷۹ھ، ص:۴۷۷

۲-لسان العرب، ۱۱/۴۰۱

۳۔الفراھیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، دار الکتب العلمیہ، ۱۳۸۳ھ، ۷/۴۲۸

۴-"فراہنگ آصفیہ"، مولوی سید احمد دہلوی، رفاہ عامہ پریس، ۱۹۰۸ء، ۳/ ۲۴۶

5-"A Learner's Arabic- English Dictionary" Lebanon, 1989,P: 638

• طفل کی اصطلاحی تعریف

اصطلاحی اعتبار سے بچے کا ابتدائی مرحلہ اس کی پیدائش سے لے کر سن بلاغت تک بچہ شمار ہوتا ہے اور بلوغت کا اعتبار کبھی علامات اور کبھی عمر سے ہوتا ہے۔ لڑکے کے بلوغت کی علامات میں سے احتلام یا احبال ہے یعنی جسکی وجہ سے عورت حاملہ ہو جائے اور لڑکی کی بلوغت کی علامات میں سے حیض کا آنا یا احتلام ہونا یا حاملہ ہونا ہے۔[۱]

بچہ کس عمر میں بالغ ہوتا ہے اس بارے میں فقہا میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بچہ ۱۸ سال اور بچی ۱۷ سال کی عمر میں بالغ ہوتے ہیں۔[۲]

- Defination of child according to united nation convention on the rights of the child.

"A child means every human being below the age of Eighteen years unless under the law applicable to the child, majority is attained earlier."[۳]

"بچوں کے حقوق کے عالمی اعلامیہ کے مطابق بچے سے مراد اٹھارہ سال سے کم عمر تمام انسان ہیں بجز اس کے کہ وہ بچوں کے قوانین کے مطابق اس سے پہلے بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہوں۔"

- فقہ اسلامی میں "طفل" کا تصور عموماً ۱۲ یا ۱۳ سال ہے۔ لڑکیوں میں بلوغت کا آغاز ۸ سے ۱۷ سال کے عمر میں جبکہ لڑکوں میں ۱۰ سے ۱۸ سال کے عمر کے دوران ہوتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے جیسے ہی لڑکا یا لڑکی میں بلوغت کی نشانیاں رونما ہو جائیں تو وہ "طفل" کی عمر سے نکل جائیں گے ۔[۴]
- پاکستان کے آئین میں بچے کی عمر کے متعلق کہیں واضح تعریف نظر نہیں آتی ہے۔ اگر کوئی ایسی صورتحال درپیش آجائے جس میں بچے کی عمر کا تعین کرنا ہو تو خانہ پوری کرنے کی لیے دوسرے آرٹیکلز کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اٹھارویں آئینی ترمیم میں محکمہ محنت نے پنجاب میں بچوں کے کام کرنے کی عمر ۱۵ سال جبکہ باقی صوبوں میں ۱۴ سال عمر رکھی گئی لیکن آج تک بچے کی کوئی واضح تعریف سامنے نہیں آئی۔[۵]

○ قرآن مجید میں "طفل" کا استعمال

قرآن مجید میں لفظ طفل مندرجہ ذیل معانی میں استعمال ہوا ہے جیسے سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۱۔ البابرتی، محمد بن محمد، العنایة في شرح الهدایة، دار لفکر، ۸۵۵ھ، ۹/۲۷

۲۔ النووی، ابو زکریا محی الدین یحیی بن شرف، المجموع، دار لفکر بیروت، ۲۰۱۰،۶ ، ۳۳/۶

3-Social work and the Right of the child, Cristina Martins,Munsingen Switzerland , 2002, P:15

۴۔ فیصل احمد ندوی بھٹکی، بچوں کے احکام و مسائل، ادارہ احیائے علم و دعوت لکھنو، مکتبہ الباب العلمیہ، طبع اول، ۲۰۱۱ء، ص: ۴۱۱

۵۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، جامعہ کراچی دار التحقیق برائے علم و دانش، ۲۰۱۵ء، ص: ۳۲

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ(۱)

اور جب تمہارے لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں انہیں بھی اجازت لے کر آنا چاہیے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگ اجازت لے کر آتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ(۲)

اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک میعاد مقرر تک پیٹ میں ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر تم جوانی کو پہنچتے ہو۔

اسی طرح سورۃ مومن میں لفظ طفل کا ذکر اس طرح آیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا(۳)

وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں بچے کی تخلیق کے مراحل بیان کیے گئے ہیں کہ کس طرح ایک بچہ مختلف مراحل سے گزر کر جوانی کو پہنچتا ہے۔ آیات کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب تک بچے میں بلوغت کی نشانیاں رونما نہیں ہو جاتی تب تک وہ بچہ مانا جائے گا لیکن جیسے ہی اس میں بلوغت کی نشانیاں رونما ہو جاتیں ہیں تب اس پر مذہب کی طرف سے کچھ پابندیاں عائد ہو جائیں گئیں۔

○ طفل کی اقسام:

طفل یا بچے کی درج ذیل چھ اقسام ہیں۔

۱- لقیط بچہ ۲-یتیم بچہ ۳-ولد الزنا بچہ ۴-غیر مسلم بچہ ۵- متبنی بچہ ۶-عام بچہ

۱-لقیط بچہ

لقیط سے مراد وہ بچہ ہے جو راستے میں گرا ہوا ملے اور اس کے والدین کا پتہ نہ ہو۔

امام سرخسی لقیط بچے کے متعلق کہتے ہیں۔۔۔

لقیط سے مراد وہ زندہ نومولود بچہ ہے جس کو اس کے گھر والوں نے تنگ دستی یا تہمت سے بچنے کے لیے یا کسی اور وجہ سے پھینک دیا ہو (۴)

۱۔ سورۃ النور:۲۴/۵۹

۲۔ سورۃ الحج:۲۲/۵

۳۔ سورۃ المومن:۴۰/ ۶۷

۴- شمس الدین ابو بکر محمد بن اسماعیل، المبسوط"، دار المعرفہ للطباعہ والنشر، بیروت، لبنان، ۱۴۰۶ھ، ۱۰ /۲۰۹

۲- یتیم بچہ

یتیم کی جمع یتامی ہے۔ یتیم اس بچے کو کہا جاتا ہے جس نے اپنے باپ کو بلوغ سے پہلے مفقود پایا ہو۔ (۱)

۳- ولد الزنا بچہ

اس سے مراد وہ بچہ ہے جس کی ماں نے بدکاری کی ہو اور وہ اس کے نتیجے میں دنیا میں آیا ہو یا پھر وہ حرام تعلقات کا نتیجہ ہو۔ (۲)

۴- غیر مسلم بچہ

اس سے مراد وہ بچہ ہے جو مسلمان گھرانے میں پیدا نہ ہوا ہو۔ دین اسلام غیر مسلم بچے کو تحفظ جان، اختیار مذہب، وراثت، امان، جزیہ کی معافی، جیسے حقوق رکھتا ہے۔ (۳)

۵- متبنی بچہ

اس سے مراد وہ بچہ ہے جس کو کوئی شخص گود لیتا ہے اور اپنے بچے کی طرح پالتا ہے۔ (۴)

۶- عام بچہ

اس سے مراد معاشرے میں میں رہنے والے عام بچے ہیں۔ اسلام ان بچوں کے حقوق کا تحفظ بھی ممکن بناتا ہے۔ ان حقوق میں بنیادی، ذاتی، معاشرتی و تمدنی، معاشی و اقتصادی اور قانونی حقوق شامل ہیں۔ (۵)

۱- محمد فواد عبد الباقی، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، منشورات ذوی القربی، ۱۴۲۱ھ، ۲/ ۷۰۲

۲- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۸/ ۴۳۰

۳- محمد اختر عابد، انسانی حقوق (اسلامی اور مغربی قوانین کے تناظر میں)، ۲۰۰۸ء، ۱/ ۲۹۸

۴- حافظ عمران ایوب لاہوری، اولاد اور والدین، فقہ الحدیث پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۵۳

۵- اولاد اور والدین، ص: ۱۵۳

فصل دوم
حقوق اطفال کی اسلامی تعلیمات

حقوق اطفال کی اسلامی تعلیمات

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس میں زندگی کے تمام معاملات سے احسن طریقے سے نمٹنے کے رہنما اصول موجود ہیں۔ اسلام نے جہاں بنی نوع انسان کے دیگر طبقات کو حقوق مہیا کیے ہیں وہیں اسلام بچوں کے حقوق کا بھی پاسبان ہے اوراس حقیقت کا ثبوت یہ امر ہے کہ اسلام بچوں کو پیدائش کے بعد ہی نہیں بلکہ پیدائش سے پہلے بھی وراثت، وصیت، نان نفقہ، وقف جیسے حقوق سے نوازتا ہے جس کی دوسرے مذاہب میں مثال نہیں ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حقوق اطفال کے بارے میں تعلیمات قرآن مجید میں وضع کی ہیں بلکہ ان تعلیمات کی مزید وضاحت کے لیے نبی ﷺ کی ذات مبارکہ عملی شکل میں لاکر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی ہے جو ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ اسلامی تعلیمات میں حقوق اطفال کے بنیادی ماخذ قرآن وسنت ہیں۔[۱]

○ آیات قرآنی بابت حقوق اطفال

اسلام نے بچے کو حقوق عطا کرنے کا آغاز حالت جنین سے کیا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ دین اسلام بچوں کے حقوق پر زور دیتا ہے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے تعلیمات بھی وضع کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیات ایسی ہیں جس میں بچوں کے حقوق کا تحفظ نظر آتا ہے۔

۱۔ تخلیق انسانیت کے مراحل

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بچے کی تخلیق کے مراحل بیان فرمائیں ہیں کہ ایک بچہ یا انسان کن مراحل سے گزر کر اس دنیا میں آتا ہے اس سلسلے میں اسلام نے حالت جنین سے ہی بچے کے لئے زندگی کے حق کو مانا ہے۔[۲]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ﴾[۳]

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے، پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت

۱۔ اسلام میں انسانی حقوق، ص: ۴۸۷

۲۔ ڈاکٹر محمد اقبال خلیل، اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، اسلامک ریسرچ کمیٹی، کراچی، ۲۰۱۱ء، ص: ۵۳

۳۔ سورۃ المومنون: ۲۳/ ۱۲-۱۶

(پوست) چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو خدا جو سب سے بہتر بنانے والا بڑا بابرکت ہے۔ پھر اس کے بعد تم مر جاتے ہو۔ پھر قیامت کے روز اُٹھا کھڑے کئے جاؤ گے۔

"مولانا امین احسن اصلاحی" اس آیت کے بارے میں یہ رائے دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق ۷ مراحل میں کی ہے جو کہ سائنسی لحاظ سے بھی ثابت شدہ ہے۔ خلقت کے اس تدریجی مراحل سے یہ بات مقصود ہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا کیونکہ جو رب انسان کی تخلیق اس طرح کر سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ انسان کو دوبارہ زندہ کرے۔"[۱]

اللہ تعالیٰ انسانی تخلیق کے بارے میں قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

﴿هُوَالَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْعَزِیْزُالْحَكِیْمُ﴾[۲]

وہی تو ہے جو (ماں کے پیٹ میں) جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾[۳]

اے محمد ﷺ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ انسانی تخلیق کے مراحل بیان کرتے ہیں کہ کس طرح ایک انسان مختلف مراحل سے گزر کر دنیا میں ایک بچے کی صورت میں آتا ہے۔ ان مراحل سے اللہ تعالیٰ کی جہاں قدرت عیاں ہوتی ہے وہیں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جب ماں کے شکم میں بچے کی شکل وصورت بن جاتی ہے یعنی حمل کے چار ماہ بعد تب سے ہی بچے کو زندگی کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حمل ضائع کرنا قتل کے مترادف ہوتا ہے اور یہ کبیرہ گناہ میں شمار ہوتا ہے۔[۴]

قبل از اسلام عرب کے لوگ اپنی بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے۔ بیٹی کو لوگ قابل توہین اور شرمندگی کا باعث سمجھتے تھے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ روز قیامت کی سختیوں اور مصائب کے باب میں فرماتے ہیں۔

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾[۵]

اور جب لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی ہو گی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی۔

۱- امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان، ۲۰۰۹ء، ۵/ ۳۰۳

۲- سورۃ ال عمران: ۳/ ۶

۳- سورۃ العلق: ۹۶/ ۱-۲

۴- اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ،: ص: ۵۴

۵- سورۃ التکویر: ۸۱/ ۸، ۹

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ [1]

یقیناً خسارے میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو جہالت و نادانی میں قتل کیا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ غربت اور افلاس کی وجہ سے اولاد کے قتل کی ممانعت فرماتے ہیں اور ایسا کرنے والوں کے لیے سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ [2]

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا۔ ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے۔

"مفتی محمد شفیع اس آیت کے بارے میں یہ رائے دیتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ اپنی اولاد خصوصاً بیٹیوں کو مفلسی کی ڈر سے قتل کر دیتے تھے کیونکہ وہ انہیں معاشی طور پر بوجھ تصور کرتے تھے۔ اس تناظر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو کیونکہ جس طرح ہم تم لوگوں کو رزق عطا کرتے ہیں اسی طرح تم لوگوں سے پہلے ان کے رزق کا انتظام کرتے ہیں۔" [3]

۲-رضاعت کا حق

اللہ تعالیٰ نے ماں پر واجب کیا ہے کہ وہ دو سال تک بچے کو دودھ پلائے کیونکہ اتنی مدت بچے کی نفسیاتی وجسمانی صحت کے لیے ضروری ہے۔ آج سائنس بھی دو سال کی مدت رضاعت [4] کو ضروری قرار دیتی ہے جس کی تصدیق اللہ قرآن مجید میں کر چکے ہیں۔ [5]

قرآن پاک میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ [6]

اورمائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔

۱-سورۃ الانعام "۶" / ۱۴۰

۲-سورۃ الاسراء:۱۷ / ۳۱

۳- مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارہ معارف العلوم، کراچی، ۱۹۷۳ء، ۵ / ۴۷۵

۴-رضاعت: بچے کا ولادت کے بعد پہلے دو سالوں میں عورت کی چھاتی سے دودھ چوسنا ہے۔ (طاہر القادری اسلام میں انسانی حقوق، ص:۵۰۰)

۵-محمد بن جمیل، اسلام میں بچوں کی تعلیم و تربیت، حدیبیہ پبلیشرز، ۲۰۰۵ء، ص: ۳۸

۶-سورۃ البقراۃ:۲ / ۲۳۳

تدبر قرآن میں اس آیت کی روشنی میں یہ رائے دی گئی ہے کہ یہ آیت رضاعت سے متعلق بیان کی گئی ہے جس میں بہت سے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے متعلقہ پر اپنے بچے کو دودھ پلانے کی ذمہ داری ہے اگر طلاق دینے والا شوہر یہ چاہتا ہے کہ عورت رضاعت کی مدت پوری کرے تو اس مدت میں بچے کے باپ پر متعلقہ کے کھانے پینے کی ذمہ داری ہو گی۔ دونوں فریقین شوہر کی حیثیت اور عورت کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کرے گے کہ عورت کو نان نفقہ کی صورت میں کیا دیا جائے۔"(۱)

۳۔حسن سلوک

اللہ تعالیٰ اولاد سے حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں۔ اولاد چاہے لڑکا ہو یا لڑکی ان میں عدل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جو لوگ اولاد کے ساتھ اچھا سلوک رکھتے ہیں ان کی اچھی تربیت کرتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کی نوید سناتے ہیں۔(۲)

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴾ (۳)

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی (راہ) ایمان میں ان کے پیچھے چلی۔ ہم ان کی اولاد کو بھی ان (کے درجے) تک پہنچا دیں گے اور ان کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال میں پھنسا ہوا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ یتیم بچوں کے ساتھ بھی حسن سلوک اور انصاف کا حکم دیتا ہے اور ان کے مالوں کی حفاظت کا حکم دیتے ہے جب تک وہ نکاح کی عمر یا باشعور نہیں ہو جاتے ہیں۔(۴)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا﴾ (۵)

اور یتیموں کا مال ان کے حوالے کر دو اور ان کے پاکیزہ مال کو برے مال سے نہ بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔

پیر محمد کرم شاہ اس آیت کے بارے میں یہ رائے دیتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں یتیموں پر طرح طرح سے ظلم کیے جاتے تھے۔ جب ان کا باپ مر جاتا تو ان کے مال پر ان کے رشتے دار قبضہ جما لیتے۔ یتیموں کے اعلیٰ فربہ جانور کو لاغر اور دبلے جانوروں سے

۱۔تدبر قرآن، ۱/ ۵۰۱

۲۔اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ص:۵۸

۳۔سورۃ الطور:۵۲/ ۲۱

۴۔اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ص:۵۰

۵۔سورۃ النساء:۴/ ۲

بدل دیا جاتا اس کے علاوہ ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ خلط ملط کر کے ہڑپ کر لیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام حالات کو بیان کر کے صورتحال کو واضح کر دیا اور سختی سے منع فرما دیا کہ یتیم کا مال نہ کھایا جائے یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ان کی سخت سزا ہے۔ [1]

اسی طرح ایک اور جگہ بھی یتیموں کے بارے میں اللہ پاک فرماتے ہیں۔

﴿ وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا ﴾ [2]

اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو پھر اگر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال انکے حوالے کر دو اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر۔

۴- وراثت

اللہ تعالیٰ بچے کو وراثت [3] کا حق اس وقت بھی دیتا جب ابھی وہ ماں کے شکم میں ہوتا ہے لیکن اس سلسلے میں فقہا کرام کے نزدیک دو شرائط ہیں۔

- ترکہ چھوڑنے والے کے موت کے وقت بچہ ماں کے پیٹ میں ہو اور اس میں زندگی کا حکم لاگو ہو تب وہ میت کی وراثت میں حق دار ہو گا۔
- وضع حمل [4] کے وقت وہ زندہ ہو کیونکہ مردہ انسان وارث نہیں بن سکتا۔ لہٰذا وراثت کا حق زندہ انسان رکھتا ہے مردہ انسان وارث نہیں بن سکتا۔ [5]

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ﴾ [6]

خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے۔

۱-، پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، ۱۹۹۵ء، ۱/۳۱۶

۲- سورۃ النساء: ۴/۶

۳-وراثت، میراث یا ترکہ اس جائیداد کو کہا جاتا ہے جو کوئی شخص وفات کے وقت چھوڑتا ہے، اور اس وقت موجود ورثاء میں تقسیم ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی، علم میراث اور اس کے مسائل، اردو نیوز، کراچی، ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۷ء)

۴-وضع حمل: ماں کے پیٹ سے بچے کا جنم لینا (مولوی سید احمد دہلوی "فرہنگ آصفیہ"، رفاہ عام پریس، ۱۹۰۸ء، ۵/۶۵۰)

۵- اسلام میں انسانی حقوق، ص: ۴۸۴

۶-سورۃ النساء: ۴/۱۱

۵- حق وصیت

اسلام جنین کو حق وصیت [۱] بھی دیتا ہے۔ فقہا کا اس پر اجماع ہے کہ اگر بچہ زندہ پیدا ہو تو اسے وصیت کا حق حاصل ہے اس شرط کے ساتھ کہ وصیت کے وقت وہ ماں کے پیٹ میں موجود ہو جبکہ بعض کے نزدیک اگر جنین ماں کے پیٹ میں موجود نہ بھی ہو تب بھی اس کو وصیت کا حق حاصل ہو گا۔ [۲]

۶- حق نفقہ

اسلام پیدا ہونے والے بچے کو حق نفقہ دیتا ہے جو کہ قرآن پاک کی اس آیت سے ثابت ہے۔

﴿وَاِنۡ كُنَّ اُولَاتِ حَمۡلٍ فَاَنۡفِقُوۡا عَلَيۡهِنَّ حَتّٰى يَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ﴾ [۳]

اور اگر حمل سے ہوں تو بچّہ جننے تک ان کا خرچ دیتے رہو۔

مولانا مودودی اس آیت کی روشنی میں یہ رائے دیتے ہیں کہ عورت خواہ رجعیہ ہو، مطلقہ ہو، اگر حمل سے ہے تو وضع حمل تک اس کی سکونت اور نفقہ کی ذمہ دار شوہر ہو گا اور اگر شوہر مر گیا ہو یا اس نے طلاق دی ہو یا طلاق نہ دی ہو تو زمانہ حمل میں بیوہ ہو گئی ہو تو ایسی صورت میں شوہر کے مجموعی ترکہ میں اس کا نفقہ واجب ہو گا۔ اور اگر شوہر کی کوئی میراث نہ ہو تو میت کے وارثوں کو اس پر خرچ کرنا چاہیے۔" [۴]

۷- حق نسب

اللہ تعالیٰ بچے کو حق نسب بھی عطا کرتا ہے کیونکہ یہ بچے کی پہچان ہوتی ہے۔ [۵]

نسب کی اہمیت کو قرآن میں اللہ نے یوں بیان کیا ہے۔

﴿اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ هُوَ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ﴾ [۶]

مومنو! لے پالکوں کو اُن کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو کہ خدا کے نزدیک یہی بات درست ہے۔

۱- وصیت اس کام کو کہتے ہیں جس پر عمل کرنے کا حکم موت کے بعد ہو، یعنی اُس کام پر عمل زندگی میں نہیں بلکہ موت کے بعد ہو۔ (ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی، اسلام میں وصیت کا حکم اور اُس کی شرعی حیثیت، روزنامہ جنگ، اسلام آباد، ۲۹ اپریل ۲۰۱۸ء)

۲- اسلام میں انسانی حقوق، ص: ۴۷۵

۳- سورۃ الطلاق: ۶/۶۵

۴۔ ابو علی الاموودی، تفہیم القرآن، آرمی ایجوکیشن پریس، ۱۹۹۹ء، ۵/۵۷۷

۵۔ اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ص: ۴۹۶

۶۔ سورۃ الاحزاب: ۵/۳۳

۸- دوران حمل حد جاری نہ ہونا

اسلام بچے کی حقوق کا اس حد خیر خواہ ہے کہ اگر حاملہ عورت پر حد قائم ہوتی ہو تو بچے کی زندگی کی بقاء کو مد نظر رکھتے ہوئے وضع حمل تک نہ تو حاملہ پر کوئی حد جاری ہو گی نہ ہی اس سے قصاص لیا جائے گا۔[۱]

حضرت عمران بن حصین روایت کرتے ہیں:

"قبیلہ جہنیہ کی ایک عورت حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور وہ بدکاری سے حاملہ تھی۔اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے حد قائم ہونے والا فعل کیا ہے پس مجھ پر حد لگائیے۔ حضور ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا: اسے احسن طریقے سے رکھ جب تک وہ بچہ جَن نہ لے، جب بچہ جَن لے تو اسے میرے پاس لے آنا۔اس نے ایسا ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق حکم دیا تو اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیئے گئے۔پھر حکم دیا اسے سنگسار کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا تھا! آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے توبہ بھی تو ایسی کی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے کافی ہو اور کیا تم نے اس سے بہتر دیکھی ہے کہ جس نے اپنے رب کے لیے جان دے دی۔"[۲]

۹- حقوق لقیط

لقیط اس بچے کو کہتے ہیں جو راستے میں گرا ہوا ملے جس کے والدین کا پتا نہ ہو اور نہ ہی اس کے نسب کے بارے میں معلوم ہو۔ تو ایسے بچے کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا قرآن کی اس آیت کے روشنی سے واجب ہے۔[۳]

﴿ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ﴾[۴]

"اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا"

پاکستان میں کہیں سالوں سے ایک فلاحی ادارہ "ایدھی فاؤنڈیشن" لوگوں کو خدمات فراہم کر رہا ہے۔یہ ادارہ 1951 میں عبد الستار ایدھی نے قائم کیا تھا۔اس ادارے میں ضرورت مند لوگوں کو خدمات فراہم کی جاتیں ہیں۔ایدھی ٹرسٹ جہاں دوسرے ضرورت مند لوگوں کی خدمت کر رہا ہے وہیں لقیط بچوں کی دیکھ بھال کے حوالے سے اپنا اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ایسے بچے جو ناجائز تعلقات کے سبب پیدا ہوتے ہیں ان کو قتل سے بچانے کے لیے ٹرسٹ نے ایک نظام "جھولا" کے نام

۱۔ اسلام میں انسانی حقوق، ص:۴۸۸

۲- صحیح بخاری، کِتَاب الْحُدُودِ، باب مَنِ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا، حدیث:۱۶۹۶، ۳/۱۳۲۴

۳- اسلام میں انسانی حقوق، ص: ۵۱۳

۴- سورۃ المائدہ:۵/۳۲

سے متعارف کروایا تاکہ لوگ بچوں کو قتل کرنے کے بجائے اس جھولے میں ڈال دیں۔ آج بھی ایدھی ٹرسٹ لاکھوں لقیط بچوں کو قتل ہونے سے بچا رہا ہے اور ان کی مناسب دیکھ بھال میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ (۱)

○ احادیث مبارکہ بابت حقوق اطفال

آقائے دو جہاں رحمت للعالمین ﷺ کی زندگی کے جس گوشہ مبارک پر نظر ڈالیں آپ ﷺ کامل و مکمل نظر آتے ہیں۔ آپ ﷺ جہاں ایک بہترین شوہر، بہادر سپہ سالار تھے وہیں آپ ﷺ کا بچوں کے ساتھ محبت، شفقت، رحم بھی اعلی پائے کا تھا۔ آپ ﷺ کا بچوں سے محبت، شفقت رہتی دنیا تک کے تمام انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے بلا امتیاز رنگ و نسل ہر طبقے کے بچوں سے پیار فرمایا اور بچوں کے ساتھ شفقت والا معاملہ کرنے کا درس دیا۔ (۲)

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)) (۳)

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

اسی طرح آپؐ نے فرمایا

((لَيْسَ مِنَّامَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرِ كَبِيرَنَا)) (٤)

جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:

((مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الخَيْرَ)) (٥)

جو نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے۔

○ اولاد و احفاد کے ساتھ برتاؤ

جب آپ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو غم کی وجہ سے آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپؐ ﷺ سے حیرت سے کہا: آپ ﷺ بھی رو رہے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ https://www.bbc.com

۲- ڈاکٹر عبد الراؤف ظفر، اطراف سیرت ﷺ، نشریات، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص: ۱۱۸

۳- صحیح بخاری، کتاب الأدب، بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ، حدیث:۵۹۹۷، ۵/۲۲۳۵

۴- سنن ابی داوٗد، کتاب الأدب، باب فِي الرَّحْمَةِ، حدیث:۴۹۴۳، ۴/۳۲۱

۵- صحیح مسلم، کِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب فضل الرفق، حدیث:۲۵۹۲، ۴/ ۲۳۱

((إِن الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ)) [1]

بلاشبہ آنسو بہہ رہے ہیں، دل غمزدہ ہے۔ لیکن ہم حالت غم میں بھی ہی بات کہیں گے جس سے اللہ راضی ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے غم زدہ ہیں۔

اسی طرح

((جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ، فَمَا نُقَبِّلُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ)) [2]

ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

○ حضرت شداد رضی اللہ سے مروی ہے:

((عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَارَسُولُ اللَّهِ ﷺفِي إِحْدَى صَلَاتَيْ الْعَشِيِّ الظُّهْرِ أَوْالْعَصْرِوَهُوَ حَامِلُ حَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلَّى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَيْ صَلَاتِهِ سَجْدَةً أَطَالَهَا قَالَ إِنِّي رَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَاالصَّبِيُّ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ فِي سُجُودِي فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ النَّاسُ يَارَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَيْ الصَّلَاةِ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْكَ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلَكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ)) [3]

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ظہر یا عصر میں سے کسی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو حضرت امام حسن یا امام حسین رضی اللہ کو اٹھائے ہوئے تھے آپ آگے بڑھ کر انہیں ایک طرف بٹھا دیا اور نماز کے لئے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ سجدے میں گئے تو خوب طویل کر دیا۔ میں نے درمیان میں سر اٹھا کر دیکھا تو ایک بچہ نبی کریم ﷺ کی پشت پر سوار تھا اور نبی کریم ﷺ سجدے ہی میں تھے۔ میں یہ دیکھ کر دوبارہ سجدے میں چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج تو آپ نے اس نماز میں بہت لمبا سجدہ کیا ہم تو سمجھے کہ شاید کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے یا آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا البتہ میرا بیٹا میرے اوپر سوار ہو گیا تھا میں نے اسے اپنی

۱- صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم : إنابك لمحزونون، حدیث:۱۳۰۳، ۲/ ۲۵۸

۲- احمد بن حسین بیہقی، السنن الکبری، مکتبہ دار الباز، سعودی عرب، ۱۹۹۴ء، ۷/ ۱۳۶۹۰

۳- احمد بن حنبل، مسند احمد،، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۹۶۸ء، حدیث:۱۶۰۳۳، ۱۲/ ۴۲۳

کی تکمیل سے پہلے جلدی میں مبتلا کرنا اچھا نہ سمجھا۔

- آپ ﷺ کا بچوں سے پیار و محبت کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا۔ پس تھوڑی دیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ ﷺ نے انھیں بوسہ دیا اور فرمایا:

((اللهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ))(۱)

اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔

دیگر بچوں کے ساتھ حسن سلوک

- دیگر بچوں سے بھی آپ ﷺ کا حسن سلوک قابل دید تھا اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلاَةً وَلاَ أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ"))(۲)

نبی کریم ﷺ سے زیادہ ہلکی لیکن کامل نماز میں نے کسی امام کے پیچھے کبھی نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ کا یہ حال تھا کہ اگر آپ ﷺ بچے کے رونے کی آواز سن لیتے تو اس خیال سے کہ اس کی ماں کہیں پریشانی میں نہ مبتلا ہو جائے نماز مختصر کر دیتے۔

- اسی طرح ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کیا:

((خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَصَلَّى، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا)) (۳)

نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور امامہ بنت ابی العاص) جو بچی تھیں (وہ آپ کے شانہ مبارک پر تھیں پھر نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی جب آپ رکوع کرتے تو انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔

آپ ﷺ نے جنگ میں بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا اس بارے میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

((وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ، وَالصِّبْيَانِ))(۴)

۱- صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن، حدیث:۳۷۴۹، ۲۲۳۴/۵

۲- صحیح بخاری، کتاب الأذان، بَابُ مَنْ أَخَفَّ الصَّلاَةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ، حدیث: ۷۰۸، ۱۱۲/۱

۳- صحیح بخاری، کتاب الأدب ، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، حدیث:۵۹۹۶، ۵۸۶/۵

۴- صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسير، بَابُ قَتْلِ النِّسَاءِ فِي الحَرْبِ، حدیث:۳۰۱۵، ۳۲۹/۳

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کسی غزوے میں مقتول پائی گئی تو نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔

- ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی محبت و شفقت کے بارے میں بیان کیا:

((أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيهَاخَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ، فَقَالَ:مَنْ تَرَوْنَ أَنْ نَكْسُوَ هَذِهِ فَسَكَتَ الْقَوْمُ،قَالَ:ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِهَاتُحْمَلُ،فَأَخَذَالخَمِيصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَاوَقَالَ: أَبْلِي وَأَخْلِقِي وكَانَ فِيهَاعَلَمٌ أَخْضَرُأَوْأَصْفَرُ،فَقَالَ:يَاأُمَّ خَالِدٍ،هَذَا سَنَاهْ وَسَنَاهْ بِالحَبَشِيَّةِحَسَنٌ"))[1]

کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی۔ میں اس وقت ایک زرد رنگ کی قمیص پہنے ہوئے تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا" سنہ سنہ " عبد اللہ نے کہا یہ لفظ حبشی زبان میں عمدہ کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں مہر نبوت کے ساتھ) جو آپ کے پشت پر تھی (کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے مت ڈانٹو، پھر آپ ﷺ نے ام خالد کو) درازی عمر کی (دعا دی کہ اس قمیص کو خوب پہن اور پرانی کر، پھر پہن اور پرانی کر، اور پھر پہن اور پرانی کر، عبد اللہ نے کہا کہ چنانچہ یہ قمیص اتنے دنوں تک باقی رہی کہ زبانوں پر اس کا چرچا آگیا۔

- آپ ﷺ کا یتیموں کے ساتھ بھی بہت مشفقانہ سلوک روا رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک غزوہ میں ایک صحابی شہید ہو گئے ان کی شہادت پر ان کا بیٹا غم زادہ کھڑا تھا تو حضور ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: میرے بیٹے کیا تم اس پر راضی نہیں کہ عائشہ تمھاری ماں اور محمد ﷺ تمھارا باپ ہو۔[2]

- حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ))[3]

مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک ہو۔

لڑکی کا مقام

اسلام سے قبل عرب کے لوگ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن دیتے تھے۔ لڑکی کا پیدا ہونا شرمندگی کا باعث سمجھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے لڑکیوں کے حقوق کو تحفظ دیا ان کے اکرام کا درس دیا اور فرمایا:

۱- صحیح بخاری، کتاب اللباس ،بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ، حدیث:۵۸۲۳، ۵/ ۵۱۲

۲- اطراف سیرت ﷺ، ص:۱۲۱

۳-ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، سنن ابن ماجہ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۹ء کتاب الأدب، باب حق الیتیم، حدیث:۳۶۷۹، ۲/ ۱۲۱۳

((لا يَكُونُ لأَحَدِكُمْ ثَلاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلاثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [1]

جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی، قیامت کے دن وہ اور میں ایک ساتھ ہونگے۔

یہودی بچے کے ساتھ طرز عمل

حضوؐر کا حسن سلوک صرف مسلمان بچوں تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ کافر بچوں کے ساتھ بھی آپؐ نرمی سے پیش آتے تھے۔

((كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَرَأْسِهِ فَقَالَ لَهُأَسْلِمْ، فَنَظَرَإِلَى أَبِيهِ وَهُوَعِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَطِعْ أَبَاالْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ:الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ)) [2]

ایک یہودی لڑکا (عبد القدوس) نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن وہ بیمار ہو گیا۔ آپ ﷺ اس کا مزاج معلوم کرنے کے لیے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ وہیں موجود تھا۔ اس نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے۔ ابو القاسم ﷺ جو کچھ کہتے ہیں مان لے۔ چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا۔ جب نبی کریم ﷺ باہر نکلے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شکر ہے اللہ پاک کا جس نے اس بچے کو جہنم سے بچا لیا۔

الغرض آپ ﷺ نے اپنے قول و فعل سے معاشرے کے ایک کمزور طبقے کے حقوق کا تحفظ بلا امتیاز رنگ و نسل کے ممکن بنایا اور ان حقوق کہ عملی جامہ پہنا کر آنے والی امت کو اس بات کا درس دیا کہ وہ بچوں کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھیں۔ ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتے۔ کیونکہ یہی بچے مستقبل کے معمار ہیں اگر ان کی تعلیم و تربیت صحیح میں ہو گی تو وہ مستقبل کا چمکتا ستارہ بن کے معاشرے میں مثبت کردار ادا کر سکے گا۔

۱۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، دار لعرب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ء، کتاب: البر والصلة عن رسول الله ﷺ، باب: مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ وَالأَخَوَاتِ، حدیث: ۱۹۱۲، ۳۱۸/۴

۲۔ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا سلم الصبی فمات، حدیث: ۱۳۵۶، ۲۹۲/۲

فصل سوم

حقوقِ اطفال کی تحفظ کی صورتیں

حقوقِ اطفال کی تحفظ کی صورتیں

اسلامی تعلیمات کی روسے بچوں کی حفاظت ونگہداشت بہت ضروری ہے۔ اسلام نے بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے خصوصی قوانین مرتب کئے ہیں ان حقوق میں سے کچھ کا تعلق بچوں کی ذات سے ہوتا ہے جبکہ کچھ کا تعلق معاشرے سے ہوتا ہے کیونکہ بچہ معاشرے کا حصہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اسلام نے بچوں کے حقوق کے تحفظ کے پیشِ نظر مختلف صورتیں بیان کی ہیں اس اعتبار سے بچوں کے حقوق کو مندرجہ ذیل اقسام میں بیان کیا جاسکتا ہے۔[۱]

(۱) بچوں کے ذاتی وبنیادی حقوق

(۲) بچوں کے معاشرتی اور تمدنی حقوق

(۳) بچوں کے معاشی اور اقتصادی حقوق

(۴) بچوں کے قانونی حقوق

○ بچوں کے ذاتی وبنیادی حقوق:

بچوں کے ذاتی وبنیادی حقوق میں درج ذیل حقوق شامل ہیں۔

۱۔ حقِ جان

۲۔ حقِ صحت

۳۔ حقِ رضاعت

۴۔ حقِ حضانت

۵۔ حقِ تعلیم

۶۔ حقِ تربیت

۱۔ حقِ جان

ایک بچے کے لیے سب سے اہم اور بنیادی حق زندگی کا ہے اور اسلام نے بچے کی زندگی کا آغاز حالت جنین [۲] سے کیا ہے اس سے بچے کو قانونی حق زندگی دے دیا جاتا ہے۔ اسلام میں اسقاط حمل بغیر کسی بڑی وجہ کے جائز نہیں ہے کیونکہ ہر جان اللہ کے ہاں معتبر ہے۔ فقہا کرام کے مطابق چار ماہ کے بعد اسقاط حمل قتل کے مترادف ہے اور یہ حرام ہو گا۔

۱- ڈاکٹر خالد علوی، اسلام میں اولاد کے حقوق، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۱ء، ص: ۸

۲- جنین: ماں کے پیٹ میں زیر پرورش بچہ (ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام میں انسانی حقوق، ص: ۴۸۴)

لیکن اگر چار ماہ کے بعد حمل کے دوران عورت کی جان کو خطرہ لاحق ہو تو اس صورت میں اسقاط حمل [1] جائز ہو گا۔ [2]

اسلام میں ایک بچے کی جان کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی ایک بڑے انسان کی اس لیے اللہ تعالیٰ نے بچوں کی زندگی کی حفاظت کے لئے درج ذیل باتوں پر زور دیا ہے۔

○ قتل اولاد کی مذمت

اسلام سے پہلے لوگ اپنی اولاد کو معاشی بدحالی یا غربت کا سبب سمجھتے تھے اس لیے وہ اپنی اولادوں کو مفلسی کی وجہ سے قتل کر دیتے تھے۔ اسلام نے اس فعل کی مذمت کی ہے اور ان کہ ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ [3]

اللہ پاک قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ [4]

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا۔ (کیونکہ) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے۔

ایک اور جگہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾ [5]

اور جب لڑکی سے جو زندہ دفنادی گئی ہو پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی

○ بچے کی جان کی خاطر حدود اللہ میں تاخیر

اسلام میں بچے کی جان کی حفاظت کتنی اہم ہے اس بات کا اندازہ حضور ﷺ کے اس فعل سے بخوبی ہوتا ہے جب آپ ﷺ نے بچے کی جان کی خاطر حدود اللہ میں تاخیر فرمائی۔ [6]

ایک دفعہ غامد کی عورت آئی اور کہنے لگی:

یارسول اللہ! میں نے زنا کیا مجھ کو پاک کیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کو پھیر دیا۔ جب دوسرا دن ہوا اس نے کہا: یا

۱- اسقاط حمل سے مراد ایک ایسا عمل ہے جس کے دوران میں رحم مادر میں موجود بچہ رحم سے خارج ہو جاتا ہے جو بچے کی موت کا باعث بنتا ہے۔(ہے۔(فیصل احمد ندوی، بچوں کے احکام و مسائل، ص:۵۴)

۲- اولاد اور والدین، ص:۴۶

۳- حافظ صلاح الدین یوسف، حقوق اولاد، دار لسلام، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص:۵

۴- سورۃ الاسرا:۱۷/ ۳۱

۵- سورۃ التکویر:۸۱/ ۹،۸

۶- اسلام میں انسانی حقوق، ص: ۴۸۸

رسول اللہ! آپ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں شاید آپ ایسے پھرانا چاہتے ہیں جیسے ماعز کو پھرایا تھا قسم اللہ کی! میں تو حاملہ ہوں تو اب زنا میں کیا شک ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اچھا اگر تو نہیں لوٹتی (اور توبہ کر کے پاک ہونا نہیں چاہتی بلکہ دنیا کی سزا ہی چاہتی ہے) تو جاجننے کے بعد آنا۔ جب وہ جنی تو بچہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لائی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اسی کو تو نے جنا جا اس کو دودھ پلا، جب اس کا دودھ چھٹے تو آ۔ جب اس کا دودھ چھٹا تو وہ بچے کو لے کر آئی اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور عرض کرنے لگی: اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا۔ اور یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہ بچہ ایک مسلمان کو دے دیا پرورش کے لیے پھر حکم دیا اور ایک گڑھا کھودا گیا اس کے سینے تک اور لوگوں کو حکم دیا اس کو سنگسار کرنے کا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا تو خون اڑ کر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے منہ پر گرا، سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو برا کہا، یہ برا کہنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سن لیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا": خبردار اے خالد! قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز محصول لینے والا ایسی توبہ کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے۔ حالانکہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس پر نماز پڑھی اور وہ دفن کی گئی [۱]

○ بچے کی جان بچانے کی خاطر مردہ عورت کا شکم چاک کرنا

اسلام بچے کی زندگی کا کس قدر خیر خواہ ہیں اس بات کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوتا ہے کہ اگر کوئی حاملہ عورت مر جائے اور پیٹ میں بچے کا زندہ ہونے کا غالب گماں ہو توماں کا پیٹ بچے کی جان بچانے کی خاطر چاک کیا جاسکتا ہے۔

بقول امام نووی

"اگر کوئی عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر اس بچے کی زندگی کی امید ہو تو اس عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا اور اس بچے کو پیٹ سے نکالا جائے گا۔ پھر اس عورت کو دفن کیا جائے گا۔" [۲]

بقول ابن حزم

"اگر کوئی حاملہ عورت فوت ہو جائے اور بچہ ٦ ماہ سے زائد ہو اور وہ زندہ بھی ہو تو بچے کو نکالا جائے گا کیونکہ اللہ کا فرمان ہے جس نے کسی جان کو بچایا گویا اس نے تمام لوگوں کو بچایا اور جس نے اسے جان بوجھ کے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر جائے تو مر جائے تو وہ اس جان کو قتل کرنے والا ہے۔" [۳]

۱- صحیح مسلم، کتاب: حدود، باب: من اعترف علی نفسه بالزنی، حدیث: ۴۴۲۰، ۳/ ۱۳۲۴

۲- ابوزکریا محی الدین یحی بن شرف نووی، روضتہ الطالبین، المکتب الاسلامی، بیروت، ٦٧٢ھ، ۲/ ۱۴۳

۳- علی بن سعید بن حزم اندلسی، المحلی، دارالآفاق الجدیدہ، بیروت، لبنان،، ۴۵٦ھ، ۵/ ۱٦٦

۲- حق صحت

بچے کے بنیادی حقوق میں صحت بھی ایک حق ہے۔ دین اسلام نے بچے کی صحت کے لیے بھی اقدامات کیے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

○ بچوں کو دو سال تک دودھ پلانے کا حق

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی صحت کے لیے سب سے مفید غذا ماں کا دودھ ہے۔ اسلام نے بچے کو ۲ سال تک ماں کا دودھ پینے کا حق دیا ہے۔(۱)

ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ﴾(۲)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔

عالمی ادارہ صحت نے دنیا بھر میں بچوں کو ماں کا دودھ پلانے کی خصوصی مہم چلائی جس میں یہ رپورٹ جاری کی گئی کہ جو بچے ماں کا دودھ پیتے ہیں ان کے مقابلے میں بوتل کا دودھ پینے والے بچوں کی شرح اموات "تین" گنا زیادہ ہیں۔ دودھ میں ملانے والا پانی، بوتل، چمچہ اور چوسنی کو جراثیم سے پاک رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے جس کی وجہ سے بچوں کو متعدد بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔(۳)

۳- ختنہ کا حق

ختنہ سنت رسول ﷺ ہے۔ بچے کا حق ہے کہ پیدائش کے ساتویں روز بچے کا ختنہ کیا جائے۔ ختنہ صحت و تندرستی کی علامت بھی ہے اور اس کے بے شمار فائدے بھی ہیں۔ جن بچوں کے ختنے نہیں کروائیں جاتے ان کی پیشاب کی نالی میں سوزش ہو جاتی ہے۔(۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِوَنَتْفُ الْآبَاطِ)) (۵)

۱- ابو حنظلہ، محمد نواز چیمہ، خطبات حقوق الوالدین والاولاد، حنظلہ اکیڈمی، ۲۰۰۹ء، ص: ۱۱۵

۲- سورۃ البقراء: ۲/ ۲۳۳

۳- حکیم، سیف اللہ سیکھو، طب نبوی اور اکیسویں صدی، علم و عرفان، لاہور۔ ۲۰۰۵ء ۲/ ۳۱۸

۴- ابو عبد الرحمن شبیر، تہذیب اطفال، نور اسلامی اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص: ۳۷

۵- صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب تقلیم الاطفار، حدیث: ۵۸۹۱، ۵/ ۵۴۳

فطرت پانچ چیزوں میں ہے، ختنہ کرنا، زیر ناف بال کاٹنا، مونچھیں کاٹنا اور بغلوں کے بال کاٹنا۔

۲- حق حجامت

پیدائش کے بعد ساتویں دن بچے کے سر کے بال منڈوانہ بچے کا بنیادی حق ہوتا ہے تاکہ اس سے پیدائشی آلائش صاف ہو سکے۔[۱]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے حضرت حسن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اور حضرت حسین رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی طرف سے ان کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کیا اور ان کے نام رکھے اور اس بات کا حکم دیا کہ ان کے سر سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا جائے۔(یعنی بال منڈوا دیے جائیں)[۲]

۳- رضاعت کا حق

رضاعت ہر بچے کا بنیادی حق ہے۔ ہر ماں پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچے کو ۲ سال تک دودھ پلائے۔ یہ بچے کی صحت کے لیے انتہائی اہم ہے۔[۳]

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾[۴]

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔

فقہ حنفی اور حنبلی کے مطابق اگر ماں بچے کو دودھ نہیں پلاتی تو وہ اللہ ک نزدیک گناہگار ہو گی لیکن اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ فقہ مالکی کے مطابق بچے کو دودھ پلانا واجب ہے اس کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔[۵]

۴- حق حضانت

لسان العرب میں حضانت کا مفہوم اس طرح بیان ہے

"حضانت کا لغوی معنی ہے پہلو یا سینہ اور دونوں بازو اور جو کچھ ان کے درمیان ہوتا ہے جب پرندہ اپنے انڈوں کو اپنے پروں کے نیچے اپنے سینے کے ساتھ لگاتا ہے تو کہا جاتا ہے "حضن الطائر بیضہ " اور جب ماں اپنے بچے کو اپنے پہلو کے

۱- تہذیب الاطفال، ص:۴۹

۲- ابو عبد اللہ محمد حاکم، المستدرک علی الصحیحین، دار لکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۱ھ، حدیث:۷۸۸۶، ۴/ ۲۶۴

۳- ڈاکٹر طاہر القادری، بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص: ۴۹۸

۴- سورۃ البقراء:۲/ ۲۳۳

۵- الجامع الاحکام القرآن، ۲/ ۱۷۳

ساتھ یا اپنے سینے کے ساتھ لگاتی ہے اور اس کی پرورش کرتی ہے تو کہتے ہیں "حصنت الام ولدھا" اور اس وقت اس کو حاضنتہ کا نام دیا جاتا ہے۔"[۱]

پس حضانت[۲] ماں اور بچے دونوں کا حق ہے اگر ماں باپ کے درمیان علیحدگی ہو جائے تو یہ بچے کا حق ہے کہ اس کی تربیت اس کی ماں کرے اور اسی طرح ماں کا فرض ہے کہ وہ بچے خود سے جدا نہ کرے اور ان کی تربیت و پرورش کرے کیونکہ ماں سے بڑھ کر بچے کو کوئی اور ہستی چاہ ہی نہیں سکتی۔

۵- حق تعلیم

تعلیم بچے کا بنیادی حق ہے اور یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کی تعلیم و تربیت پر توجہ دیں۔ اللہ پاک نے ہر مرد اور عورت پر تعلیم فرض کی ہے۔[۳] اس کا اندازہ اس آیت مبارکہ سے بخوبی ہوتا ہے۔

﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾[٤]

کہو اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

حضور ﷺ نے علم کو فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))[۵]

علم حاصل کرنا ہر مرد عورت پر فرض ہے۔

امام غزالی علم کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

"ہمیں چاہیے کہ ہم بچوں کو بچپن سے ہی تعلیم سے آراستہ کریں کیونکہ بچپن میں تعلیم ایسے ہے جیسے پتھر پر کوئی نقش لگانا۔ ایک بچے کا پاک دل ایسا عمدہ و سادہ اور ہر نقش و صورت سے خالی جوہر ہوتا ہے جو ہر اس چیز کو قبول کرنے والا ہوتا ہے جو اس میں نقش کی جائے اور ہر اس چیز کی طرف مائل ہونے والا جس کی طرف اس کو مائل کیا جائے اگر اسے خیر کی عادت ڈالی جائے تو وہ سیکھ لیتا ہے اور اسی پر پروان چڑھتا ہے۔ اگر اس کو شر کی عادت ڈالی جائے اور چوپایوں کی غفلت کی طرح سے غافل جائے گا۔"[٦]

۱- لسان العرب، ۱۱/۱۷۵

۲- شرعی اصطلاح میں مال یا کسی شرعی مستحق کے کسی چھوٹے بچے کی پرورش کرنے کو حضانت کہتے ہیں۔ (بچوں کے احکام و مسائل، ص:۲۲۷)

۳- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص: ۳۱۴

۴- سورۃ طٰہٰ:۲۰/۱۱۴

۵- سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث:۲۲۴، ۱/۸۱

٦- امام ابو حامد محمد الغزالی، احیاء علوم الدین،، مطبعہ عثمانیہ، مصر، ۱۳۵۲ء، ۳/۷۲

۶-تربیت کا حق

معاشرے میں بگاڑ کا سب سے بڑا سبب بچوں کی اچھی تربیت کا فقدان ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت صحیح نہج پر کریں تاکہ وہ آنے والے وقتوں میں معاشرے کا ایک کار آمد فرد بن کر سامنے آئے۔ [۱]

بچوں کی تربیت کے مختلف مراحل کا ذکر کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا:

((مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوابَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) [۲]

اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ ۷ سال کی ہو جائے اور جب وہ دو دس کی ہو جائے تو اس مارو اور انہیں الگ الگ سلاؤ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

((أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ)) [۳]

اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں ادب سیکھاؤ

حضرت لقمان رحمۃ اللہ نے اپنے بیٹے کو جو وعظ و نصیحت اور تعلیم و تربیت کی۔ قرآن مجید نے اس کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِه وَهُوَيَعِظُه يَا بُنَيَّ لَاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ [٤]

"جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اسے نصیحت کر رہا تھا اے میرے فرزند! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔"

عبد اللہ ناصح علوان نے بچے کی تربیت کی درج ذیل ۷ اقسام بتائی ہیں۔

ایمانی تربیت، اخلاقی تربیت، جسمانی تربیت، عقلی تربیت، نفسیاتی تربیت، اجتماعی تربیت، جنسی تربیت شامل ہیں۔ [۵]

○ بچوں کے معاشرتی اور تمدنی حقوق

بچوں کے معاشرتی و تمدنی حقوق میں درج ذیل حقوق شامل ہیں۔

۱-کان میں اذان کا حق

۲-حسن نام کا حق

۱- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص: ۵۰۳

۲-"سنن ابی داؤد"، کتاب الصلاۃ، باب متی یومرالغلام الصلاۃ، حدیث: ۴۹۵، ۱/۱۳۳

۳-"سنن ابن ماجہ"، کتاب الأدب، باب: بر الوالد والإحسان إلى البنات، حدیث: ۳۶۷۱، ۲/۱۲۱۱

۴- سورۃ لقمان: ۳۱/۱۳

۵- عبد اللہ ناصح علوان، تربیۃ الاولاد فی اسلام، دار الاسلام، مصر، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۶۸

۳- حقِ تحنیک

۴- حقِ نسب

۵- حقِ عقیقہ

۶- حقِ عدل

۷- حقِ محبت وشفقت [۱]

۱- کان میں اذان کا حق

پیدائش کے بعد بچے کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان کی آواز سنائی جائے۔ اذان چونکہ توحید کی آواز ہے اس آواز سے شیطان بھاگتا ہے۔ [۲]

- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ)) [۳]

میں نے دیکھا جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جنم دیا تو رسول ﷺ نے ان کے کان میں نماز والی اذان کہی۔

۲- حسن نام کا حق

اسلام بچے کو یہ حق بھی دیتا ہے کہ اس کا خوبصورت سا نام رکھا جائے جس کے معنی اچھے ہوں۔ بچے کا نام ولادت کے دن رکھ دیا جائے یا ولادت کے ساتویں دن رکھا جائے۔ قبل از اسلام عرب کے لوگ اپنے بچوں کے عجیب نام رکھتے تھے اس لیے اسلام نے بچوں کے اچھے نام رکھنے کی تلقین کی ہے۔ [۴]

"ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول ﷺ! میرے بچے کا مجھ پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((تحَسَّنَ إِسْمُه وَأَدَّبَه وَصَنَعَه مَوْضِعاً حَسَناً)) [۵]

تو اس کا اچھا نام رکھ، اسے آداب سکھا اور اس کی اچھی تربیت کر۔

۱- بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار، ص: ۴۹۰

۲- تہذیب الاطفال، ص:۳۳

۳- سنن ترمذی، کتاب الأضاحی عن رسول الله ﷺ، باب الأَذَانِ فِي أُذُنِ الْمَوْلُودِ، حدیث:۱۵۱۴، ۲/ ۴۵۴

۴- بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار، ص: ۴۹۲

۵- احمد بن حنبل، مسند احمد، مؤستہ قرطبۃ، مصر، ۲۴۱ھ، حدیث:۲۱۷۳۹، ۵/ ۱۹۴

○ حضرت درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ))(۱)

روز قیامت تم اپنے ناموں اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے اس لیے اپنے اچھے نام رکھا کرو۔

اچھے ناموں کی وضاحت میں رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔

((تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِالأَنْبِيَاء وَأَحَبُّ الأَسْمَاءِإِلَى اللهِ عَبْدُاللهِ وَعَبْدُالرَّحْمَنِ وَأَصْدَقُهَاحَارِثٌ وَهَمَّامٌ وَأَقْبَحُهَاحَرْبٌ وَمُرَّةُ))(۲)

انبیاء کرام کے ناموں پر نام رکھا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں اور سب سے سچے نام حارث و ہمام ہیں اور ان میں سے برے نام حرب اور مرۃ ہیں۔

۳- حق تحنیک(۳)

بچے کا یہ بھی حق ہے کہ اسے پیدائش کے روز اپنی یا کسی بزرگ کی گھٹی دلائی جائے۔(۴)

سید ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

((وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِوَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسَى))(۵)

میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ میں اس کو لے کر رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اس کو کھجور کی گھٹی دی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ))(۶)

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک نومولود بچہ لایا گیا تا کہ آپ اس کی تحنیک کر دیں اس بچہ نے آپ ﷺ کے اوپر پیشاب کر دیا آپ ﷺ نے اس پر پانی بہا دیا۔

۱- سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فِي تَغْيِيرِ الأَسْمَاءِ، حدیث:۴۹۴۸، ۴/ ۲۸۵

۲- سنن ابو داود، کتاب الأدب، باب فِي تَغْيِيرِ الأَسْمَاءِ، حدیث:۴۹۵۰، ۴/ ۲۸۷

۳- تحنیک: بچے / بچی کو پیدائش کے روز اپنی یا کسی بزرگ کی گھٹی دینا۔ (مولانا محمد ھود بچوں کی تربیت، ص:۳۶)

۴- تہذیب الاطفال، ص:۳۵

۵- صحیح بخاری، کتاب العقیقہ، باب تسمیہ، حدیث:۵۴۶۷، ۲/ ۸۲۱

۶- صحیح بخاری، کتاب العقیقہ، باب تسمیہ، حدیث:۵۴۶۸، ۲/ ۸۲۲

۴-حق نسب

اسلام نے بچے کو نسب [۱] کا حق دیا ہے تاکہ اس کی معاشرے میں اس نسب کی وجہ سے ایک پہچان ہو کیونکہ رضاعت، نان نفقہ وراثت، نکاح کے بے شمار مسائل کا تعلق ثبوت نسب سے ہوتا ہے۔ [۲]

قرآن پاک میں ارشاد ہے

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [۳]

"مومنو! لے پالکوں کو اُن کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ کہ خدا کے نزدیک یہی بات درست ہے۔"

حضور ﷺ نے نسب کی حفاظت پر زور دیا ہے اور اس میں ملاوٹ کرنے والوں کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے اور فرمایا ہے

((مَن ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)) [۴]

"جو اپنے باپ کو علاوہ کسی اور کے متعلق دعویٰ کرے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے"

پس بچے کی تربیت، اس کے مالی تحفظات اور معاشرے میں عار سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا نسب اس کا والدین سے منسوب ہو۔

۵-حق عقیقہ

ہر پیدا ہونے والے بچے کا یہ حق ہے کہ اس کا عقیقہ [۵] کیا جائے۔ عقیقہ اصل میں بچے کی پیدائش پر بچے کی طرف سے ایک قربانی ہوتی ہے اس سے بچے کو کثیر فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ بچہ بہت سے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن کیا جاتا ہے عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو جانور جبکہ لڑکی کی طرف سے ایک جانور کی قربانی کی جاتی ہے۔ عقیقہ کے مستحب ہونے کے حوالے سے کئی احادیث موجود ہیں جبکہ فقہاء کے نزدیک عقیقہ واجب ہے۔ [۶]

آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔

۱-نسب: بچے کو اس کے اصلی باپ کی طرف سے دی گئی پہچان۔ (طاہر القادری، اسلام میں انسانی حقوق، ص:۴۹۶)

۲-بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص: ۴۹۲

۳- سورۃ الاحزاب: ۳۳/ ۵

۴- صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعى إلى غير ابيه، حدیث: ۶۷۶۶، ۶/ ۲۱۲

۵- عقیقہ کے لغوی معنی کاٹنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نومولود بچہ / بچی کی جانب سے اس کی پیدائش کے ساتویں دن جو خون بہایا جاتا ہے اسے عقیقہ کہتے ہیں۔ (سراج الدین ندوی، بچوں کی تربیت کیسے کریں، ص:۷۱)

۶- محمد بن جمیل، اسلام میں بچوں کی تعلیم و تربیت حدیبیہ پبلیشرز، ۲۰۰۵ء، ص: ۳۲

((كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ، يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمُ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمَّي)) [1]

ہر بچہ اپنے عقیقہ کی وجہ سے گروی ہے۔ ولادت کے ساتویں روز اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اس کا نام رکھا جائے، اور اس کے بال مونڈے جائیں۔

حضور پاک ﷺ نے نہ صرف عقیقہ کی تلقین کی بلکہ خود اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی عنہ فرماتے ہیں۔

((عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ)) [2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کیے۔"

۶- حق عدل

اسلام نے والدین کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان عدل قائم کریں۔ اولاد چاہے لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کے درمیان امتیازی سلوک روا رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ [3]

آپ ﷺ کا ارشاد ہے

((اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ)) [4]

اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں کے درمیان عدل کرو۔

ہمارے معاشرے میں عام طور پر لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اس لیے یہ خدشہ تھا کہ لوگ بیٹوں کو بیٹیوں کی نسبت زیادہ مال و دولت سے نوازیں گے۔

اس لیے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَامَاصَحِبَتَاهُ أَوْصَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ)) [5]

جس شخص کے پاس دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک) اچھا برتاؤ کرے جب تک کہ وہ دونوں اس کے ساتھ رہیں، یا وہ ان دونوں کے ساتھ رہے تو وہ دونوں لڑکیاں اسے جنت میں پہنچائیں گی"

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں

۱- مسند احمد، ۵/ ۱۲

۲- احمد بن شعیب النسائی، سنن نسائی،، دارالسلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ، کتاب العقیقة، باب: کم یعق عن الجاریة، حدیث:۴۲۲۴، ۱۸۷/۳

۳- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص:۵۰۵

۴- صحیح مسلم، کتاب الھبات، باب کراھتہ تفضیل بعض الاولاد فی الھبتہ، حدیث:۴۱۸۱، ۱۲۴۲/۳

۵- سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، بَابُ: بِرِّ الْوَالِدِ وَالإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ، حدیث:۳۶۷۰، ۱۲۱۰/۲

((أَتَى بِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا،فَقَالَ: أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ؟ قَالَ: لَا،قَالَ:فَارْدُدْهُ.)) (۱)

میرے والد مجھے لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو یہ غلام تحفہ میں دیا ہے، نبی ﷺ نے پوچھا" کیاسب بیٹوں کو تونے تحفہ دیا؟ "انہوں نے کہا: نہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا" :اس سے واپس لے لو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کے درمیان امتیازی سلوک کرنا بھی ظلم کے معنوں میں آتا ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

۷-حق محبت وشفقت

بچے کا یہ بھی حق ہے کہ اس کے ساتھ محبت وشفقت والا سلوک روا رکھا جائے، ان کو بوسہ دیا جائے، ان کے ساتھ کھیلا جائے، باتیں کی جائے۔ حضور ﷺ بچوں کو پیار کرتے وقت ان کو بوسہ دیتے تھے۔ (۲)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے تو اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کہا میرے دس بچے ہیں میں نے آج تک کسی کو نہیں چوما۔ یہ سن کر رسولؐ نے فرمایا:

((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)) (۳)

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

○ بچوں کے معاشی واقتصادی حقوق

دین اسلام نے جہاں بچوں کو ذاتی، اخلاقی، مذہبی، معاشرتی حقوق سے نوازہ ہے وہیں بچوں کو معاشی واقتصادی حقوق بھی عطا کیے ہیں۔

اس حوالے سے بچوں کو مندرجہ ذیل حقوق عطا کیے گئے ہیں۔ (۴)

۱-حق نفقہ

۲-حق وراثت

۳-حق وصیت

۴-حق وقف

۱- صحیح مسلم، کتاب الہبات، باب کراھتہ تفضیل بعض الاولاد فی الھبتہ، حدیث:۱۶۲۳، ۱۲۴۱/۳

۲-بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار، ص: ۵۰۴

۳- صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمتہ الصبیان والعصیال و تو اضعہ وفضل ذالک، حدیث:۶۰۲۸، ۱۸۰۸/۴

۴- اسلام میں اولاد کے حقوق، ص:۲۴

۵- حق بیع

۱- حق نفقہ

اسلام نے نفقہ [۱] کے حوالے سے بھی بچے کے حق کو تسلیم کیا ہے۔ باپ پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ اپنے بچے کا خرچ خرچ اٹھائے۔ احادیث مبارکہ میں بھی نفقہ کا وجوب باپ کے ذمہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ [۲]

ابو سفیان کی بیوی ھند بنت عتبہ رضی اللہ عنہ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس آئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میرا شوہر کنجوس آدمی ہے۔ وہ مجھے اتنی رقم نہیں دیتا کہ جو میرے اور میرے بچوں کے اخراجات کے لیے کافی ہو سوائے اس کے کہ میں اس کو بتائے بغیر اس کے مال سے کچھ لے لوں۔ کیا میرے لیے یہ لینا جائز ہے؟ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ)) [۳]

جو تیرے لیے اور تیرے بچے کے لیے کافی ہو اتنا لے لیا کرو۔

تمام فقہا کرام اس بات پر متفق ہیں کہ وہ بچہ جس کے پاس مال نہ ہو اس کا نفقہ اس کے باپ کے ذمہ ہے کیونکہ بچہ باپ کا جزو ہوتا ہے تو جس طرح انسان اپنے وجود پر خرچ کرتا ہے اسی طرح اپنے بچوں پر خرچ کرنا بھی لازم ہے۔

۲- حق وراثت

قبل از اسلام عورتوں اور بچوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عرب میں یہ رواج تھا کہ عرب میں یہ رواج تھا کہ وراثت وہی لوگ حصہ دار ٹھہریں گے جو قبیلے کا دفاع کر سکیں لہٰذا جس میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی تھی وہ میراث سے محروم رہتا تھا۔ [۴]

اس کیفیت کہ شیخ محمد علی الصابونی رحمۃ اللہ یوں بیان کرتے ہیں۔

"عربی یہ کہا کرتے تھے "ہم اس بچے کو ترکہ کیسے دیں جو گھوڑے پر سواری نہیں کر سکتا اور تلوار نہیں اٹھا سکتا اور دشمن کے خلاف لڑائی نہیں کر سکتا۔" [۵]

جبکہ دین اسلام نے اپنی انقلابی تعلیمات کے ذریعے جہاں ہر گوشہ زندگی میں تبدیلی لائی ہے وہاں نظام وراثت میں بھی تبدیلی لا

۱- نفقہ کے لفظی معنی خرچ کرنے اور نکال دینے کے ہیں۔ فقہ کی اصطلاح میں نفقہ سے مراد اس خرچ کی ذمہ داری ہے جو شوہر پر عائد ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام میں انسانی حقوق، ص:۴۸۹)

۲- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص:۴۸۹

۳- صحیح بخاری، کتاب النفقات، بَابُ إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ ،حدیث:۵۳۶۴، ۵/ ۲۸۳

۴- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص:۴۸۴

۵- محمد علی الصابونی، الموارث،، عالم الکتب، بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ء، ص:۱۹

کر عورتوں اور بچوں کو وراثت میں حقدار ٹھہرایا ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے

﴿وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ وَمَاتَفْعَلُوْامِنْ خَيْرٍفَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِه عَلِيْمًا﴾ (۱)

اور (نیز) بیچارے بے بس بچوں کے بارے میں۔ اور یہ (بھی حکم دیتا ہے) کہ یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو۔ اور جو بھلائی تم کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔

۳۔ حق وصیت

بچے کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ کسی شخص کی طرف سے کی گئی وصیت کو اپنے حق میں قبول کرے ۔ البتہ اس معاملے میں یہ اختلاف ہے کہ آیا وہ وصیت کو خود قبول کرے گا یا پھر اس کی طرف سے اس کا ولی قبول کرے گا۔ احناف کے مطابق وہ خود قبول کرے گا کیونکہ اس میں اس کا یقینی فائدہ ہے اور نقصان کا کوئی پہلو نہیں۔ ولی کو اس کا محافظ اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ بچے کے کوئی نقصان نہ پہنچے اور اس قبولیت میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ (۲)

فقہا کرام نے ناقص اہلیت والے شخص کے قبول وصیت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ جمہور فقہا کے مطابق ناقص اہلیت کی طرف سے رد یا قبول کرنے کا معاملہ ولی کے ذمہ ہے اس لیے ولی کو چاہیے کہ وہ اس میں ایسا فعل کرے جس میں بچے کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔

۴۔ حق وقف

اسلام نے بچے کو حق وقف بھی دیا ہے۔ وقف بچے کے قبول کرنے سے ثابت ہو جائے گا کیونکہ وقف میں "قبول" رکن نہیں ہے بچہ ایسا فعل کرے جس میں اس کا نفع محض ہو تو وہ فعل معتبر ہو گا۔

شیخ وھبتہ الزحیلی نے اس کی تصریح ان الفاظ میں کی ہے۔

> "وقف کا رکن ان کے ہاں "ایجاب" ہے جو واقف سے صادر ہو اور وقف (۳) پر دلالت کرے اور موقوف علیہ کی طرف سے قبول کرنا یہ وقف کا رکن نہیں یہ احناف اور حنابلہ کا موقف ہے۔ مالکیہ اور شافعیہ اور بعض حنابلہ کے ہاں قبول کو رکن شمار کیا جاتا ہے، جب وقف کسی معین شخص پر ہو اور وہ موقوف علیہ قبول کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اور اگر موقوف علیہ قبول

۱۔ سورۃ النساء: ۴/۱۲۷

۲۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۸/۲۱

۳۔ وقف کسی شے (چیز) کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ تعالی کی مِلک کر دینا اس طرح کہ اُس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ (فیصل احمد ندوی، بچوں کے احکام و مسائل، ص: ۲۳۸)

کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی قبول کرے گا جس طرح ہبہ اور وصیت میں ولی قبول کرتا ہے۔"[1]

۵-حق بیع

اسلام باشعور بچے کو حق بیع بھی دیتا ہے کیونکہ بیع کی بنیادی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ متعاقدین ایجاب و قبول کی صلاحیت رکھتے ہوں اور ان میں عقل ہو۔ اپنی کہی ہوئی بات کا مطلب جانتے ہوں۔ پس اس لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ بچہ جو عقل و شعور رکھتا ہے وہ بیع کا اہل قرار پائے گا۔

اسی لیے احناف، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک باشعور بچے کی بیع منعقد ہو جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ ولی نے اس کو اختیار دے رکھا ہو اور اس بیع کے منعقد ہونے کی دلیل یہ ہے تصرف کا مدار ولی کے اذن کی اجازت پر ہے نہ کہ بچے پر، بس ولی کے اذن کی اجازت کے سبب بچے کی بیع درست ہے کیونکہ اس وقت بچہ ایک دلال اور دوسرے شخص کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہوتا ہے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ بچے کے رشد کے بعد اس کو مال دیا جانا اس لیے ہوتا ہے کہ وہ خرید و فروخت کر سکے۔[2]

لیکن شوافع کے ہاں بچہ خواہ سن شعور کو پہنچ چکا ہو اس کی بیع منعقد نہیں ہوتی کیونکہ عقد کے لیے بلوغ شرط ہے اور یہ شرط اس میں مفقود ہے۔

"بچے اور مجنوں کی عبارت سے بیع منعقد نہیں ہوتی، نہ تو ان کے اپنے لئے اور نہ دوسروں کے لیے خواہ بچہ باشعور ہو اور اس نے یہ ایجاب و قبول ولی کی اجازت سے کیا ہو یا اس کی اجازت کے بغیر کیا ہو۔"[3]

○ بچوں کے قانونی حقوق

اسلام نے بچوں کو بہت سے قانونی حقوق عطا کیے ہیں۔ ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ بچوں کی سزاؤں رعایت برتی گئی ہیں اور بعض دفعہ سزا کو مکمل طور پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ اسلام میں حدود اور قصاص بچے پر جاری نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکہ حدود اور قصاص کے لیے عقل اور بلوغ شرط ہے۔[4]

نابالغ پر حدود اور قصاص جاری نہ ہونے کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ:عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ،وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَشِبَّوَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتَّى يَعْقِلَ))[5]

تین افراد سے قلم اٹھا دیا گیا ہے سوئے ہوئے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے، اور بچے سے یہاں

۱- الفقہ الاسلامی وادلتہ ۸/۲۱

۲- ایضا، ص: ۲۰

۳- روضۃ الطالبین، ۲/۱۴۳

۵- روضۃ الطالبین، ۲/۱۴۳

۵- جامع ترمذی، کتاب الحدود عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فيمن لا يجب عليه الحد، حدیث: ۱۴۲۳، ۲/۳۷۹

تک کہ بالغ ہو جائے اور مجنوں سے یہاں تک کہ عقلمند ہو جائے یا اس کو افاقہ ہو جائے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ نابالغ، دیوانے، اور سوئے ہوئے پر حدود جاری نہیں ہوں گی۔

بچے پر حدود اور قصاص (۱) جاری نہ ہونے کی عقلی دلیل یہ ہے کہ سزا جرم کے عوض ہوتی ہے جب نابالغ کے کسی فعل کو جرم قرار نہیں دیا جاتا تو اسے سزا کیسے مل سکتی ہے۔ لہذا اس پر قطع ید، کوڑوں کی سزا نہیں اور نہ اسے قصاصا قتل کیا جائے گا۔

۱- بچے کا فعل جرم نہیں:

احناف کے نزدیک اگر بچہ یا مجنوں حملہ کرے تو اس کے جواب میں اس کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کی طرف سے حملہ شمار نہیں ہو گا۔

شیخ وھبتہ الزحیلی اس کی عقلی دلیل یہ بیان کرتے ہیں

اما فعل الصبى والمجنون فلا يوصف بكونه جريمته او بغيا فلا تسقط به عصمته النفس (۲)

"البتہ بچے اور پاگل کا برا فعل اس کو جرم یا بے حیائی سے تعبیر نہ کیا جائے گا اور اس سے ان کی عصمت بھی ختم نہ ہو گی۔"

۲- بچے پر حد جاری نہ ہونے کی وجہ

اگر کوئی نابالغ یا مجنوں شخص کسی اجنبی عورت سے مباشرت کرے تو اس پر حد واجب نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس کے فعل پر حرام کی اصطلاح صادق نہیں آتی اور نہ ہی اس کی یہ مباشرت زنا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی بچہ شراب پی لیتا ہیں تو اس پر حد جاری نہیں ہو گی کیونکہ شراب کی حد کے وجوب کے لیے عاقل اور بالغ ہونا شرط ہے۔ (۳)

۳- نابالغ پر تعزیر کا اجراء

قانونی حقوق میں یہ حق بھی دیا گیا ہے کہ نابالغ پر حد جاری نہ ہو گی لیکن تعزیر (۴) جاری ہو سکتی ہے کیونکہ تعزیر کے وجوب کے لیے صرف عقل شرط ہے لہذا نابالغ پر تعزیر جاری ہو سکتی ہے اور یہ سزا کے طور پر نہیں بلکہ تادیب کے طور پر ہے۔ (۵)

۱- "قتل کے بدلے قتل کرنا اور زخم کے بدلے زخم لگانا قصاص کہلاتا ہے۔" (ڈاکٹر طاہر القادری اسلام میں انسانی حقوق، ص: ۱۰۲)

۲- الفقہ الاسلامی، ۵/ ۵۷

۳- اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ص: ۳۲۸

۴- تعزیر کے شرعی معنی اس سزا کے ہیں جو حاکم وقت تادیبا کسی ایسے جرم کے لیے تجویز کرتا ہے جس کے لیے شرع اسلامی میں کوئی سزا مقرر نہ ہو۔ (ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام میں انسانی حقوق، ۱۰۸)

۵- اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ۳۲۹

فصل چہارم

تربیت اطفال کے اثرات و ثمرات

○ تربیت اطفال

بچہ چاہے مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا ہو یا کافر گھرانے میں دونوں کے والدین بچے کی تعلیم وتربیت کے بارے میں فکر مند ہوتے ہیں اور اسے ضروری خیال کرتے ہیں۔ اگرچہ دونوں گھرانوں (مسلمان اور کافر) کی تعلیم وتربیت کا انداز ایک دوسرے سے جدا ہوتا ہے لیکن دونوں ہی اپنے اپنے مذہبی عقائد کی بنیاد پر بچے کی تعلیم وتربیت کے قائل نظر آتے ہیں کیونکہ انسانی فطرت کے مطابق بچپن کا دور ہی وہ دور ہوتا ہے جس پر بچے کی پوری زندگی کا انحصار ہوتا ہے۔ اسی دور میں ہی بچے کی ذہن سازی ہوتی ہے۔ بچپن میں بچہ کا جیسا ذہن بنے گا اس کے اثرات اس کی جوانی اور بڑھاپے تک باقی رہیں گے لہٰذا اگر بچے کے اخلاق وکردار کو تعلیم وتربیت کے اچھے سانچے میں ڈھالا جائے گا تو یہ اس کی پوری زندگی کے لیے انمول تحفہ ہوگا اور اگر شروع ہی سے اس کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی تو آگے جا کر اس کی اصلاح کرنا مشکل ہو جائے گی۔

ایک مسلمان ہونے کے ناطے والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی بچپن سے ہی اچھی تعلیم وتربیت کریں، انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کروائیں، انہیں اچھے برے میں فرق کرنا سکھائیں۔ (۱)

ارشاد ربانی ہے

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ (۲)

مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) (۳)

تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا۔

مندرجہ بالا آیت وحدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ خود تو احکامات کرے شرعیہ کی پابندی لیکن اپنے بیوی بچوں کو اس کا حکم نہ دیتا ہو۔ اس لیے جہاں خود دینی معاملات کا سیکھنا اور عمل کرنا ضروری ہے وہی اپنے اہل وعیال کو اس کا درس دینا ضروری ہے۔

۱- مولانا عمران اشرف عثمانی، اولاد کی تعلیم وتربیت میں والدین کا کردار، بیت العلوم، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص:۵

۲- سورۃ التحریم:۶۶/۶

۳- صحیح بخاری، کتاب الجمعه، باب الجمعه فی القرن والمدن، حدیث:۸۹۳، ۱/۶۰۵

والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بچے کو دینی ماحول میں رکھیں کیونکہ گھر کے ماحول اور والدین کی تربیت کا بہت اثر ہوتا ہے۔
ارشاد نبوی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے۔

((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ))(۱)

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

اس حدیث پاک کا بیان یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ مسلمان ہوتا ہے پھر والدین جیسے اس کی تربیت کرتے ہیں وہ ویسے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ ان کی تربیت شریعت کے تقاضوں کے مطابق کریں تا کہ وہ معاشرے کا اچھا فرد بن سکے۔ اسی طرح اللہ پاک نے قرآن پاک میں انبیاء کرام کے حالات مذکور کیے ہیں۔ ان میں بعض انبیاء نے اپنی اولادوں کو جو نصائح فرمائی ہیں ان کو قرآن پاک نے بطور خاص ذکر فرمایا ہے اگر ان نصائح پر والدین عمل کرے تو یقیناً ان کی اولاد بے راہ روی کا شکار نہیں ہوگی۔

انبیاء کرام کی اپنی اولاد کو کی جانے والی نصائح درج ذیل ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت

﴿ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴾(۲)

بیٹا نماز کی پابندی رکھنا اور اچھے کاموں کے کرنے کا امر اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا۔ بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ اور لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین میں میں اکڑ کر نہ چلنا کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں اعتدال کئے رہنا اور آواز نیچی رکھنا کیونکہ (اُونچی آواز گدھوں کی ہے اور کچھ شک نہیں کہ سب آوازوں سے بُری آواز گدھوں کی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی بیٹے کو نصیحت

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو طوفان نوح آنے کے بعد آخری وقت تک نصیحت فرمائی جس کو قرآن پاک اس طرح بیان فرماتا ہے۔

﴿ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ

۱- صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیه، حدیث:۱۳۵۵، ۱/۱۸۱

۲- سورۃ لقمان:۳۱/۱۹-۱۷

الْكٰفِرِيْنَ ﴾(۱)

اور وہ ان کو لے کر (طوفان کی) لہروں میں چلنے لگی۔ (لہریں کیا تھیں) گویا پہاڑ (تھے) اس وقت نوح نے اپنے بیٹے کو جو کہ (کشتی سے) الگ تھا، پکارا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل و عیال کے لیے دنیا و آخرت کی راحت و سکون کی یہ دعا مانگی۔

﴿ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَاۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴾(۲)

اے پروردگار ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بنائے رکھنا اور ہمیں طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما۔ بے شک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا اہل و عیال کو نماز کا حکم

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۔وَ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَه بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّه مَرْضِيًّا ﴾(۳)

اور کتاب میں اسمٰعیل علیہ السلام کا بھی ذکر کرو وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے نبی تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ (و برگزیدہ) تھے۔

مندرجہ بالا انبیاء کرام کے نصائح و دعائیں جو قرآن پاک میں مذکور ہیں والدین کے لیے قیمتی اثاثہ ہے ان باتوں پر عمل کر کے والدین اپنے بچوں کی یقیناً اچھی تعلیم و تربیت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے صالح اور خدا کے محبوب ابنیاء کرام کے نقش قدم پر چل کر اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ہماری رہنمائی کے لیے مذکور کیا ہے۔

○ تربیت اطفال کے چند بنیادی اصول

تربیت ہر فرد کے لیے ضروری ہے لیکن بچے کی تربیت سب سے زیادہ اہم ہے۔ بچے کی تربیت کے سلسلے میں حکمت و دانائی سے کام لینا چاہیے کیونکہ تھوڑی سی بے احتیاطی بھی بہت سی مشکلات کا سبب بن سکتی ہے۔ قرآن پاک میں بھی حکمت و دانائی پر زور دیا گیا ہے۔ حدیث مبارکہ میں بھی حکمت کو مومن کی گمشدہ میراث کہا گیا ہے۔ رسول پاک ﷺ ہر درجہ حکمت

۱- سورۃ ہود: ۱۱/ ۴۲

۲- سورۃ البقرہ: ۲ / ۱۲۶، ۱۲۸

۳- سورۃ مریم: ۱۹/ ۵۵، ۵۴

ودانائی کا خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کی تعلیم وتربیت میں حکمت ودانائی کو خاص طور پر مد نظر رکھتے تھے۔ کوئی بھی ایسا لفظ زبان سے نہیں نکالتے تھے جس سے حاضرین پر برا اثر مرتب ہو۔ آپ ﷺ کا ہر قول حکمت ودانائی سے لبریز ہوتا تھا تاکہ افراد کی کردار کشی بہتر طور پر ہوسکے۔[۱]

ذیل میں تربیت اطفال کے لیے چند اصول بیان کیے جاتے ہیں جو بچوں کی بہتر تعلیم وتربیت میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔

۱- بچوں کی بہتر تربیت کے لیے ضروری ہے کہ گھر کا ماحول خوشگوار رکھا جائے۔ والدین کے آپس کے تعلقات اچھے ہونے چاہیے تاکہ بچے کے ذہن پر اچھا اثر مرتب ہو۔ جن بچوں کے والدین کے آپس میں لڑائی جھگڑے ہوں وہ بچے نفسیاتی مسائل کا شکار ہوکر غیر اخلاقی سرگرمیوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

۲- اگر بچے سے کوئی غلطی ہوجائے تو اس پیار ومحبت سے سمجھائیں ناکہ مشتعل ہوکر اس کو سزادیں۔ سزادینے سے بچے میں نفرت جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اگر بچے سے غلطی ہوجائے تو اس کی غلطی کو بار بار یاد نہ دلایا جائے اس سے بچے ضدی اور چڑ جاتے ہیں۔

۳- بچے کو کبھی بھی لوگوں کے سامنے نہیں ڈانٹیں بلکہ تنہائی میں پیار سے سمجھائیں کیونکہ لوگوں کے سامنے ڈانٹنے سے ان میں خوداعتمادی پیدا نہیں ہوگی۔

۴- بچے کو ہر وقت ان کی غلطیوں پر برا بھلا نہ کہیں بلکہ ان کے چھوٹے سے اچھے عمل پر بھی اس کی حوصلہ افزائی کریں اس سے بچہ مزید اچھا بننے کی کوشش کرے گا۔

۵- اگر گھر میں کوئی مہمان آجائے تو اس کے سامنے بچے کی شکایت ہرگز نہ کی جائے اس سے بچے میں بے عزتی اور ڈر جیسے جذبات پیدا ہونگے جس کی وجہ سے وہ خود کو برا سمجھے گا اور لوگوں میں آنے سے کترائے گا۔

۶- بچے کو بچے کے معیار پر جانچیں ناکہ بڑوں کے معیار پر، یہ سوچیں کہ ہم بھی ان کی جگہ پر تھے جب ہم کو بھی صحیح غلط کی پہچان نہ تھی۔ الغرض بچے کو صبر وحوصلہ سے سمجھائیں۔

۷- بچے کو کچھ کام آزادانہ طور پر کرنے دیں تاکہ ان میں خوداعتمادی پیدا ہو اگر اس سلسلے میں تھوڑا مالی نقصان ہوجائے تو اس کو نظر انداز کردیں۔ اگر بچے کو بار بار ٹوکے گے تو اس سے ان میں ڈر پیدا ہوگا وہ کبھی کوئی کام خوداعتمادی سے نہیں کرپائیں گے اور نہ ہی ان کی صلاحیتوں میں نکھار آپائے گا۔[۲]

۸- بچوں کی فطری خواہشوں کو حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کریں اور آہستہ آہستہ اس پر قابو پانے کی تربیت دیں دیں۔ بچوں میں مل کر کھیلنے اور کھانے جیسے اطوار پیدا کریں تاکہ ان میں ایک دوسرے کے لیے احساس پیدا ہو۔

۱- مولانا محمد ہود، بچوں کی تربیت (قرآن وسنت کی روشنی میں)، دارالاندلس لاہور، ۲۰۰۳ء، ص: ۲۰

۲- سراج الدین ندوی، بچوں کی تربیت کیسے کریں، دارالابلاغ، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۶۳

۹- بچوں کو فحش فلم بینی، ٹی وی ریڈیو سے دور رکھنے کے علاوہ غیر اخلاقی لٹریچر کے بجائے اصلاحی، تعمیری اور دلچسپ مطالعے کا عادی بنائیں۔

۱۰- گھر میں بچے کو ایک الماری یا کچھ حصہ مہیا کریں جس پر اس کو تصرف کا حق ہو تا کہ وہ وہاں پر اپنی چیزیں رکھ سکے۔ اس سے بچے میں یہ احساس پیدا ہو گا کہ اس کی بھی کوئی اہمیت ہے۔

۱۱- بچے کو بے جا لاڈ پیار نہ دیں اس سے بچے میں بری عادات پیدا ہو جاتی ہیں۔ بچہ بے جا پیار سے ضدی، خود پسند بن جاتا ہے۔

۱۲- بچوں کی تعلیم و تربیت میں ان کی عمر اور استعداد کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ ان کی صلاحیت کے مطابق ان سے کام لینا چاہیے۔

۱۳- بچوں کی نفسیات، احساسات و جذبات کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر ہماری کسی روش سے ان کے احساسات و جذبات مجروح ہو رہے ہوں تو یہ خطرے والی بات ہو گی کیونکہ اس بچے مزید بگڑتے ہیں۔

۱۴- بچوں کو کہانیوں میں دلچسپی ہوتی ہے۔ بچوں کو نصیحت آموز کہانیاں سنائیں اور دوران کہانی، کہانیوں سے متعلق سوال جواب کرتے رہیں اس سے بچوں کی ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ ہو گا۔

۱۵- والدین کو بھی چاہیے کہ وہ بچوں کے سامنے مثالی نمونہ بن کے پیش آئیں اگر والدین میں لڑائی جھگڑے ہوں گے تو بچے بھی جھگڑالو ہوں گے اس برعکس اگر والدین صلح جو ہوں گے تو بچے صلح جو ہوں گے۔[۱]

الغرض اگر بچے کی تربیت میں ان اصولوں کو مد نظر رکھا جائے تو بلاشبہ بچہ معاشرے کا کارآمد فرد بن کے سامنے آسکتا ہے۔

○ تربیت اطفال کے اہم پہلوؤں اور اس کے اثرات و ثمرات

ہمارے معاشرے میں بگاڑ کی سب سے بڑی وجہ تربیت کا فقدان ہے تربیت اطفال کے سلسلے میں چند ایک پہلوؤں کو ملحوظ خاطر رکھنا کافی نہیں ہوتا بلکہ بچے کی اچھی تعلیم و تربیت اور اسے معاشرے کا ذمہ دار فرد بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی ذات کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھا جائے تاکہ اس کی تربیت صحیح خطوط پر استوار ہو سکے۔ تربیت اطفال کے سلسلے میں جن پہلوؤں کا خیال رکھنا چاہیے ان میں بچوں کی ایمانی تربیت، اخلاقی تربیت، جسمانی تربیت، اجتماعی و معاشرتی تربیت، جنسی تربیت، جہادی تربیت، ذہنی تربیت، حسی تربیت، نفسیاتی تربیت، عصری تربیت، شامل ہے۔ الغرض اگر بچوں کی تربیت میں ان پہلوؤں کا خیال رکھا جائے تو یقیناوہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران رہے گے۔[۲]

۱- اسلام میں بچوں کی تعلیم و تربیت، ص:۴۸

۲- اولاد اور والدین، ص: ۲۹

۱- ایمانی تربیت

ایمانی تربیت سے مراد یہ ہے کی بچوں کو احکامات شرعیہ کا پابند بنایا جائے۔ اسلامی منہج کے مطابق ایمانی تربیت بچے کی شخصیت کی تعمیر میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایمان ایک ایسی ضرورت ہے جس کی ہر انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ یہ انسان میں نکھار پیدا کر کے اسے دوسری مخلوقات سے منفرد بناتی ہے۔ یہ انسان کی ضروریات میں رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔ بچے کی ایمانی تربیت سے مراد یہ ہے کہ بچے کی زبان میں سب سے پہلے الفاظ کلمہ طیبہ کے ہونے چاہیے۔ بچے کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پیدا کی جائے۔ قرآن پاک کی تعلیم اس کے دل میں ڈالی جائے۔ بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو سرپرست کو چاہیے کہ اس کو نماز کی تعلیم دے۔[۱]

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

((مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ ،وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ)) [۲]

اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز اچھوڑنے پر مارو۔

اس کے علاوہ ایمانی تربیت میں بچوں کو روزے کا پابند بنانا بھی ضروری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب پینے والے ایک شخص سے کہا "تو ہلاک ہو! (تو نے رمضان میں شراب پی ہے) ہمارے تو بچے بھی روزہ رکھتے ہیں۔"[۳]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے صرف بڑوں کے لیے ہی نہیں فرض بلکہ بچے بھی اس کے پابند ہے لیکن کس عمر میں فرض ہیں اس میں مختلف قول ہیں۔

ابن قدامہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں "زیادہ بہتر یہ ہے کہ بچوں کو دس سال کی عمر میں روزوں کا پابند بنایا جائے۔[۴]

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ کہتے ہیں "کہ چھوٹے بچے میں بالغ ہونے تک روزے رکھنا لازم نہیں ہے لیکن اگر اس میں طاقت ہو تو اس کو روزے رکھنے کا حکم دیا جائے تا کہ اس کی مشق ہو"۔ یہی رائے جمہور کی بھی ہے۔[۵]

اس کے علاوہ اگر استطاعت ہو تو بچے کو حج کروایا جائے۔ بچوں کو نماز کے لیے مساجد لے جایا جائے تا کہ ان کے دلوں میں نماز اور قرآن کا شوق پیدا ہو۔ اس طرح بچے میں وقت کی پابندی اور نماز مسجد میں ادا کرنے کی عادت پیدا ہو گی۔ اس کے علاوہ بچوں کو مسنون دعائیں یاد کروائی جائیں۔ الغرض یہ سب باتیں بچوں کی ایمانی تربیت کا حصہ کہلاتی ہیں۔

۱- اولاد اور والدین، ص: ۱۸۱

۲- سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب متی یومر الغلام الصلاۃ، حدیث: ۴۹۵، ۱/ ۱۳۳

۳- صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم الصبیان، حدیث: ۱۹۶۰، ۲/ ۴۲۵

۴- ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد ب قدامہ، المغنی، مکتبہ القاھرہ، ۱۹۶۸ء، ۴/ ۴۱۲

۵- اولاد اور والدین، ص: ۱۸۳

اگر بچے کی ایمانی تربیت کی جائے گی تو اس میں اعلی اوصاف پیدا ہوں گے وہ باعمل مسلمان ہونے کے علاوہ معاشرے کا ایک مفید فرد بن جائے گا۔ اس میں حقوق فرائض کی سمجھ ہو گی۔ صحیح غلط کی تمیز آجانے کے بعد وہ لوگوں میں انصاف رکھے گا ان کے ساتھ ظلم و زیادتی سے اجتناب کرے گا۔ حلال و حرام میں فرق آنے سے وہ نیک کاموں میں آگے بڑھے گا اور برائی سے دور رہے گا۔ بچوں کی نیک تربیت دنیا میں نیک نامی عزت و رفعت کا باعث اور راحت و سکون کا ذریعہ بننے کے علاوہ والدین کی وفات کے بعد صدقہ جاریہ بنتی ہے۔(۱)

رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے

((إِذَامَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلا مِنْ ثَلاث صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْوَلَدصَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)) (۲)

جب مر جاتا ہے آدمی تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ کا۔ دوسرے علم کا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے نیک بخت بچے کا جو دعا کرے اس کے لیے۔

ایک اور جگہ فرمایا

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤول عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُرَاعِيَةٌفِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا،وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ ومَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،قَالَ:وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ:وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))(۳)

"کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہو گا۔ امام نگران ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہو گا۔ انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان کو اپنے باپ کے مال کا نگراں ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہو گا اور تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور سب سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

لہٰذا اگر بچوں کی نیک تربیت کی جائے تو وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران رہنے کے علاوہ والدین کے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہوں گے۔

۱- اسلام میں بچوں کی تعلیم و تربیت، ص: ۱۵۰

۲- صحیح مسلم، کتاب الوصیتہ، باب ما یلق الانسان من الثواب بعد وفاته، حدیث: ۴۲۲۳، ۵/۲۴۵

۳- صحیح بخاری، کتاب الجمعه، باب الجمعه فی القرن والمدن، حدیث: ۸۹۳، ۱/۸۳۰

۲- اخلاقی تربیت

بچے کی اخلاقی تربیت سے مراد یہ ہے کہ بچے کی تربیت اس انداز میں کی جائے کہ وہ بڑا ہو کر ایک اچھے انسان کی طرح معاشرے میں اپنا کردار ادا کر سکے۔ بچے کی اخلاقی تربیت اس طرح کی جائے کہ اسے بری عادات جیسے جھوٹ، گالی گلوچ، چوری، بے حیائی و فحاشی سے نفرت دلائی جائے۔[۱]

حضور پاک ﷺ بچوں کو ادب و اخلاق سکھانے کی تاکید کرتے تھے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے

((مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نُحْلٍ أفضل من أدب حسن))[۲]

حسن ادب سے بہتر کسی باپ نے اپنے بیٹے کو تحفہ نہیں دیا۔

اس کے علاوہ بچوں کو سونے کے آداب، کھانے پینے کے آداب، قضائے حاجت کے آداب، دائیں اور بائیں ہاتھ کا استعمال ،بچوں کو غیر مسلموں کی مشابہت سے روکنا، دوسروں کو برے ناموں سے نہ پکارنا، بچوں کو فحش لٹریچر، فحش ڈراموں سے باز رکھنا اور اس کی جگہ سبق آموز، دلچسپ کہانیاں سنانا، بچوں کو فضول گفتگو سے روکنا، یہ سب اخلاقی تربیت کا حصہ ہے جو کہ بچوں کو سکھانا والدین کی ذمہ داری ہے۔[۳]

اخلاقی تربیت میں یہ بھی شامل ہیں کہ بچہ جب دس کا ہو جائے تو اس کا بستر الگ کر دیا جائے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ))[۴]

(جب بچے دس سال کے ہو جائے) تو ان کے بستر الگ کر دو

بچوں کو گالی گلوچ، جھوٹ، چوری جیسی عادات سے روکنا چاہیے کیونکہ یہ برائیاں بچے بہت جلدی سیکھ جاتے ہیں۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

((وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُو))[۵]

اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے۔

چوری جیسی برائی کے بارے میں اللہ پاک فرماتے ہیں۔

۱- اولاد اور والدین، ص: ۱۸۸

۲- جامع ترمذی، كتاب البر والصلة عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي أَدَبِ الْوَلَدِ، حدیث: ۱۹۵۲، ۳/ ۶۹

۳- اولاد کی والدین، ص: ۱۹۰

۴- سنن ابی داؤد، كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، حدیث: ۴۹۴، ۱/ ۳۷۰

۵- صحیح بخاری، كتاب الادب، باب: قول الله تعالى ياايهاالذين امنوااتقوا الله، حدیث: ۶۰۹۴، ۵/ ۶۲۵

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً ۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾(۱)

اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے اور خدا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔

گالی گلوچ جیسی بری عادت کے بارے میں ارشاد رسول ﷺ ہے۔

((مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ "قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ ؟قَالَ: نَعَمْ، يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ))(۲)

کبیرہ گناہوں میں سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ کہا گیا: اے اللہ کے رسول آدمی اپنے والدین کو کیسے گالی دیتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کسی کے والد کو گالی دیتا ہے اور پھر وہ اس کے والد کو گالی دیتا ہے اور ایک آدمی کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور پھر وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

مندرجہ بالا تینوں بری عادات سے بچوں کو دور رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان برائیوں کی قباحت کے بارے میں سمجھایا جائے اور اس سے دور رکھا جائے۔

بچوں کو بلوغت کے بعد غیر عورتوں کی طرف دیکھنے سے روکنا چاہیے اور خلوت کرنے سے بھی روکنا چاہیے۔

رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا

((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ)) (۳)

علی! نظر کے بعد نظر نہ اٹھاؤ، کیونکہ تمہارے لیے پہلی نظر (معاف) ہے اور دوسری (معاف) نہیں ہے۔

اسی طرح بچیوں کو بلوغت سے پہلے پردے کی ہدایت کرنی چاہیے جبکہ بلوغت کے بعد پردہ کروانا چاہیے۔ اس سے بچیاں محفوظ رہیں گی اور کسی فتنہ فساد کا سبب نہیں بنے گی۔

اللہ پاک کا ارشاد ہیں

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ﴾(۴)

اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے پر چادر

۱- سورۃ المائدہ: ۳۸/۵

۲- صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: بیان الکبائر واکبرھا، حدیث: ۹۰، ۲۰۸/۱

۳- جامع ترمذی، کتاب الادب، باب: ما جاء فی نظر الضجاۃ، حدیث: ۲۷۷۷، ۶۰۶/۳

۴- سورۃ الاحزاب: ۵۹/۳۳

لٹکا لیا کریں۔ یہ امر ان کے لئے موجب شناخت ہو گا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اخلاقی اقدار بچے میں پیدا کرنے کا سب سے سنہرا وقت بچپن ہے۔ اگر بچوں کی بچپن سے ہی اخلاقی تربیت کی جائے تو وہ معاشرے کا ایک کار آمد اور ذمہ دار فرد بن کے سامنے آئیں گے۔ بعض والدین کا یہ نقطہ نظر ہوتا ہے کہ بچوں کو نہیں ٹوکنا چاہیے وہ وقت ساتھ ساتھ خود بخود سیکھ جاتے ہیں اور اسی لاپرواہی کی وجہ سے بچے آوارہ بن کر ملک وملت کے لیے بوجھ بن جاتے ہیں۔ اخلاقی تربیت سے بچوں میں مثبت خصائل پیدا ہوتے ہیں ۔ان میں احساس، خوداری، شرم و حیا، ایمانداری، سچائی، بڑوں کا ادب، چھوٹوں سے محبت، حلال و حرام میں تمیز، وغیرہ شامل ہیں۔ ان خوبیوں کی وجہ سے وہ اللہ اور اس کے بندوں کی نظروں میں اچھا مقام حاصل کر لیتے ہیں۔

۳- جسمانی تربیت

بچوں کے لیے جسمانی تربیت بھی بہت ضروری ہے۔ جسمانی تربیت سے مراد یہ ہے کہ بچے کے نان نفقہ کا انتظام کیا جائے۔ جسمانی تربیت اس انداز سے کی جائے کہ وہ جسمانی لحاظ سے مضبوط ہو سکے اس کے لیے ضروری ہے کہ بچے کو اچھی خوراک مہیا کی جائے تاکہ اس کے اعضاء مضبوط ہوں اور وہ روزمرہ کے کام اچھے طریقے سے انجام دے سکے۔ بچوں کے مضبوط اعضاء کے لیے یہ بھی لازمی ہے کہ ان کو کھیل کود اور ورزش کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ [۱]

بچے کی جسمانی تربیت کے لیے لازم ہے کہ اس کے اخراجات کا بندوبست کیا جائے۔ اس کے اخراجات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے باپ پر ڈالی ہے۔ [۲]

جیسے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ [۳]

بچوں کی ماں کا رزق اور کپڑے معروف طریقے کے ساتھ والد کے ذمہ ہے۔

اسی طرح سورۃ طلاق میں اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [۴]

اگر وہ عورتیں حاملہ ہو تو جب تک بچہ نہ ہو جائے انہیں خرچہ دو۔

مندرجہ بالا آیات میں خرچ کے معاملے میں ماں کا ذکر اس لیے ہے کہ دوران حمل اور دوران رضاعت بچے کی غذا کا ذریعہ ماں

۱-تربیۃ الاولاد فی اسلام، ص: ۲۶۸

۲-اولاد اور والدین، ص: ۱۹۷

۳-سورۃ البقرہ: ۲/ ۲۳۳

۴- سورۃ الطلاق: ۶۵/ ۶

ہوتی ہے۔

جسمانی تربیت میں یہ بھی ضروری ہے کی بچوں کی صحت کا خیال رکھا جائے۔ حفظان صحت کے اصولوں میں سب سے اہم اصول صفائی کا خیال رکھنا ہے لہٰذا بچوں کی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھا جائے۔ بچہ اگر بیمار ہو جائے تو اس کی دوائی کا انتظام کیا جائے۔ بچے کو صبح وشام مسواک کی عادت ڈالی جائے، مسواک کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب بھی رسول ﷺ رات کو بیدار ہوتے، گھر میں تشریف لاتے یا مسجد جاتے تو مسواک کا اہتمام کرتے۔ [۱]

ارشاد نبوی ہے:

((الطَّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ)) [۲]

طہارت نصف ایمان ہے۔

اس کے علاوہ بچوں کی جسمانی تربیت کے لیے یہ بھی اہم ہے کہ بچوں کو کھیل کود اور ورزش کے مواقع مہیا کیے جائیں۔ اسلامی کھیلوں کی بات کی جائے تو اس سے مراد نشانہ بازی، گھڑ سواری، دوڑ اور تیراکی ہے، یہ کھیل احادیث سے ثابت شدہ ہیں۔ ان کھیلوں سے بچوں کے اعضاء میں مضبوطی آتی ہے۔ یہ کھیل اعضاء کی مضبوطی کے علاوہ ایک فن کی بھی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ [۳]

فرمان الٰہی ہے

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ [۴]

اور (اے مومنوں) تم دشمنوں کے مقابلے میں جتنی تم میں طاقت ہے، قوت تیار رکھو۔

اسی طرح فرمان نبوی ﷺ ہے:

((كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ فَهُوَ لَغْوٌ وَلَهْوٌ إِلَّا أَرْبَعَةَ خِصَالٍ مَشْيٌ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ وَتَأْدِيبُهُ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ وَتَعْلِيمُ السَّبَّاحَةِ)) [۵]

ہر وہ چیز جس میں اللہ کا ذکر نہیں وہ کھیل کود یا غفلت ہے سوائے چار کاموں کے: آدمی کا دو نشانوں کے درمیان

۱- اولاد اور والدین، ص:۱۹۹

۲- جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب، حدیث:۳۵۱۷، ۳۴۱/۲

۳- سنن ترمذی، کتاب فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الرَّمْيِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، حدیث:۱۶۳۷، ۱۷۸/۲

۴- سورۃ الانفال:۸/۶۰

۵- صحیح مسلم، کتاب امارہ، باب فضل الرمی، حدیث:۴۹۴۶، ۲۴۴/۵

چلنا، گھڑ سواری کی تربیت، بیوی کے ساتھ خوش طبعی کرنا اور تیراکی کرنا۔

الغرض مختلف قسم کی بدنی ورزشیں انسان کو چست، توانا اور مضبوط اعضاء میں سختی برداشت کرنے کی طاقت پیدا کرتی ہیں جس سے انسان طاقت و قوت میں دوسرے انسانوں سے منفرد نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی ایسا مومن زیادہ پسند ہے جو قوت و طاقت میں زیادہ ہو۔ اس لیے بچوں کو ورزش کی عادت ڈالنی چاہیے جس سے وہ توانا رہنے کے علاوہ اللہ کے محبوب بندوں میں شامل ہو سکے۔

اگر بچوں کی جسمانی تربیت کا خیال رکھا جائے گا تو اس سے اس کی شخصیت پر اچھا اثر رونما ہو گا۔ وہ زندگی کے میدان میں اپنا لوہا منوا سکے گے۔ چستی، طاقت و قوت قوی اعضاء بچے کو نہ صرف عام انسانوں سے مختلف کر بنا دیتے ہیں بلکہ ان کا مقام اللہ پاک کے ہاں بھی اچھے بندوں میں شمار ہوتا ہے کیونکہ اللہ پاک ایسے مومن کو پسند فرماتے ہیں جو طاقتور اور قوت میں زیادہ ہو۔ ارشاد نبوی ہے:

((المؤمنُ القويُّ خيرٌ وأحبُّ إلى اللَّهِ منَ المؤمنِ الضَّعيفِ، وفي كلٍّ خيرٌ))[1]

طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے۔

اس کے برعکس اگر بچوں کی جسمانی صحت کا خیال نہ رکھا جائے تو وہ اپنے روزمرہ کے کام صحیح طرح سے انجام دینے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت کا بیمار رہنا جہاں پریشانی کا باعث ہوتا ہو وہاں اخراجات میں بڑھنے کا بھی باعث بنتا ہے لہٰذا بچے کو جسمانی طور پر مضبوط بنانا جہاں بچے کا حق ہے وہیں والدین کی ذمہ داری بھی ہے تاکہ وہ معاشرے کا ایک کارآمد شخص بنے نہ کہ بوجھ بن جائے۔

۴- معاشرتی و اجتماعی تربیت

بچے کی معاشرتی و اجتماعی تربیت کرنا بہت ضروری ہے تاکہ وہ معاشرے میں اپنا اہم کردار ادا کر سکے۔ بچے کو معاشرے میں رہن سہن کے طور اطوار سکھائیں جیسے اخوت، تقویٰ، اخلاق، ایثار، ایفائے عہد، حقوق العباد، اس کے علاوہ معاشرے میں اپنا مقام بنانے کے لیے اسے کھانے پینے کے آداب، مجلس کے آداب، سلام کے آداب، گفتگو کے آداب، اجازت کے آداب، جمائی، چھینک کے آداب وغیرہ یہ آداب بچوں کو سکھائے جائیں تاکہ وہ معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جائیں۔[2]

بچوں کو نیکی کا حکم اور برائی سے دور رہنے کی تعلیم دی جائے۔ بچوں کو اس بات کی بھی تربیت دینی چاہیے کہ وہ ہمیشہ اچھی بات کریں، لعن طعن یا بدکلامی نہ کریں، دوسرے بچوں کے ساتھ ان کا رویہ صلح جوئی والا ہو، بچوں کو دوسرے بچوں کے ساتھ نرمی

۱- صحیح ابن ماجہ، کتاب مقدمه، باب فی القدر، حدیث:۷۹، ۱/۱۳۸

۲- اولاد و والدین، ص:۲۰۴

سے بات کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔

ارشاد نبوی ہے:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيءِ)) (۱)

مومن بہت زیادہ لعن طعن کرنے والا، فحش گو اور بد کلامی کرنے والا نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ بچوں کی اس انداز میں تربیت کرنی چاہیے کہ وہ در گزر کرنے والے ہوں اور غصے پر قابو پانے والے ہوں۔

ارشاد باری ہے۔

﴿ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی﴾ (۲)

اور تم در گزر کرو (یہی) تقویٰ و پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے:

﴿ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ (۳)

اور (جنت میں جانے والے) غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

بچوں میں بڑوں کا ادب، صلہ رحمی، بیمار کی عیادت، مہمان نوازی، ایثار و قربانی کے جذبات، پڑوسیوں سے حسن سلوک جیسے اوصاف پیدا کرنے چاہیے تاکہ معاشرے میں قابل تحسین سمجھے جائیں۔

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا يَدْخُلُ الجنَّة مَنْ لاَ يأْمنُ جارُهُ بوَائِقهُ)) (۴)

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں ہو۔

بیمار کی عیادت کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:

((عَائِدُ الْمَرِيضِ فِي مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ))(۵)

بیمار کا پوچھنے والا (اس کے مکان پر جا کر) جنت کے باغ میں ہے جب تک وہ لوٹے۔

بچوں میں سلام میں پہل کرنا، وعدے کی پابندی، مجلس کے آداب کے علاوہ جمائی اور چھینک کے آداب سے بھی روشناس کروانا

۱-جامع ترمذی، کتاب البرو الصلته، باب ماجاء فی اللعنته، حدیث:۱۹۷۷، ۱/ ۶۸۸

۲- سورۃ البقرہ:۲/ ۲۳۷

۳- سورۃ ال عمران:۳/ ۱۳۴

۴- صحیح مسلم، كِتَاب الْإِيمَانِ، باب بيان تحريم إيذاء الجار، حدیث:۱۷۲، ۲/ ۲۸۸

۵- صحیح مسلم، كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، اب فضل عيادة المريض، حدیث:۶۵۵۱، ۴/ ۵۶۶

بے حد ضروری ہے۔

چھینک اور جمائی کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((العُطاسُ منَ اللهِ والتّثاؤبُ منَ الشّيطانِ فإذا تثاءبَ أحَدُكُم فلْيَضَع يدَه على فِيْهِ)) (۱)

چھینکنا اللہ کی جانب سے ہے اور جمائی شیطان کی جانب سے ہے۔ جب کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیئے کہ جمائی آتے وقت اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے۔

مندرجہ بالا اوصاف بچے کی معاشرتی واجتماعی تربیت میں آتے ہیں۔ اگر والدین بچوں کی معاشرتی تربیت صحیح نہج پر کریں گے تو وہ معاشرے میں اپنا کردار اچھے طریقے سے ادا کر سکے گے۔ ان کا معاشرے میں اچھا نام ہو گا وہ نہ صرف اپنے والدین کے لیے باعث فخر ہونگے بلکہ والدین کی وفات کے بعد ان کے لیے صدقہ جاریہ بنے گے۔ معاشرتی تربیت سے یہی بچے جب کل کو ماں باپ کا مقام حاصل کرے گے تو معاشرے کو اچھے شہری کے علاوہ ایک باعمل مسلمان بھی دیں گے۔ اس کے برعکس اگر بچوں کی معاشرتی واجتماعی تربیت نہ کی جائے تو ایسے بچے والدین کے لیے کل کو باعث شرمندگی بن جاتے ہیں۔ لوگوں میں ان کی کوئی اہمیت نہیں رہتی، وہ والدین اور معاشرے پر بوجھ بن جاتے ہیں لہٰذا یہ والدین کی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی معاشرتی تربیت کریں تاکہ وہ معاشرے میں سر اٹھاکے اپنا کردار ادا کر سکے۔

۵- ذہنی تربیت

اللہ پاک نے انسانوں کو جس وجہ سے تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے وہ ذہنی قوت اور خیر و شر میں تمیز کی قوت ہے لہٰذا والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کی ذہنی تربیت سے کسی طور پر بھی کوتاہی نہ برتیں کیونکہ ذہنی تربیت کیے بغیر انسانی زندگی کی گاڑی کسی طرح بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ بچے کی ذہنی نشوونما کی لیے ضروری ہے کہ اس کو غیر اخلاقی سرگرمیوں مثلاً ٹی وی، ویڈیو گیم، غیر تعمیری لٹریچر، نشہ آور چیزوں اور ماحول سے دور رکھیں۔ بچوں کو ان کی عمر اور استعداد کے مطابق مفید لٹریچر سے روشناس کروائیں۔ بچوں کو بار بار نہ توڈانٹیں اور نہ ہی ٹوکیں کیونکہ اس طرح کے رویئے سے بچے ڈرپوک ہو جاتے ہیں اوران کی صلاحیتیں کھل کے سامنے نہیں آتیں۔ بچوں کی ذہن سازی میں تدریج وترتیب کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ بچے کا دماغ ہر وقت مصروف نہیں رہنا چاہیے ورنہ بچے کی ذہنی صلاحیتیں متاثر ہو سکتی ہیں۔ بچوں کو کھیل کھیل میں ہی سکھائیں اس سے بچہ بہت جلد سیکھتا ہے۔ بچوں سے چھوٹی چھوٹی پہیلیاں پوچھیں اس سے بچے کی غور وفکر کی قوت میں اضافہ ہو گا بچوں کو سبق آموز کہانیاں سنائیں اور ساتھ ساتھ ان کی دلچسپی کے لیے ان سے سوال جواب بھی کرتے رہیں اس سے جہاں بچہ کی سوچنے سمجھنے کی قوت میں اضافہ ہو گا وہی بچے کا دماغ اصلاح پسند انہ ہو جاتا ہے۔ (۲)

۱- جامع ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء ان اللہ یحب العطاس ویکرہ التثاؤب، حدیث: ۲۷۴۶، ۱/ ۲۱۹

۲- بچوں کی تربیت کیسے کریں، ص: ۱۷۷

۶- نفسیاتی تربیت

نفسیاتی تربیت سے مراد زندگی کے مسائل سے نمٹنے کے لیے بچے کی تربیت اس انداز میں کرنا کہ ان میں ہمدردی، محبت کے جذبات، احسن انداز میں فروغ پائیں، بچے میں موجود مثبت صفات کھل کر سامنے آئیں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی نفسیاتی تربیت اس طرح کریں کہ جب وہ شعور کی عمر تک پہنچیں تو ان میں جرات مندی، حق گوئی، ضبط نفس، بہادری، صبر جیسے اوصاف پیدا ہو جائیں۔ عام طور پر بچے کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں خوف وڈر، شرمندگی، ہچکچاہٹ، احساس کمتری وغیرہ شامل ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ ان مشکلات کے اسباب تلاش کریں اور ان کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ عموما ان مشکلات کی وجہ بچوں میں امتیازی سلوک، حقارت سے پیش آنا، نالائق کہہ کر مخاطب کرنا، جسمانی معذوری، غربت، یتیم ہونا وغیرہ شامل ہیں ان سے بچوں کو بچانا چاہیے تاکہ وہ نفسیاتی مسائل کا شکار نہ ہوں۔

یہ حقیقت ہے بچہ پر اپنے گھر کے ماحول اور اپنے گھر والوں کے طور اطوار کا بہت اثر ہوتا ہے۔ جن گھروں میں والدین کے درمیان لڑائی جھگڑا رہتا ہے ان گھروں کے بچوں میں نفسیاتی مسائل زیادہ نظر آتے ہیں۔ ایسے بچے جلدی خوفزدہ ہو جاتے ہیں ان میں قوت فیصلہ کا فقدان ہوتا ہے۔ ایسے بچے زیادہ لوگوں میں خود کو محفوظ نہیں سمجھتے وہ تنہا رہنا پسند کرتے ہیں۔ آج کل کم سن بچوں کے نفسیاتی مسائل بڑھ رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ بچوں کو صحت مندانہ ماحول کی غیر دستیابی اور والدین کی بروقت بچے کی مشکلات کو نہ سمجھنا ہے۔

اگر بچے کی نفسیاتی تربیت صحیح خطوط پر استوار نہ کی جائے تو اس سے بچے کی پوری ذات پر سنگین نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ ایسا بچہ زندگی کے کسی میدان میں بھی مستقل مزاجی سے کام نہیں کر سکتا اس کی ذات میں خلل آجاتا ہے اس کے علاوہ ایسا بچہ خود کو دوسروں سے کمتر سمجھ کر ساری زندگی کے لیے زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو گھر کا اچھا ماحول فراہم کریں اور ان کو زیادہ سے زیادہ وقت دیں کیونکہ بہت سے بچوں کو والدین کی عدم موجودگی کی وجہ سے نفسیاتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس جو والدین بچوں کی نفسیاتی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں ان کے بچے زندگی کے ہر میدان میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ نفسیاتی طور پر مضبوط بچوں میں خود اعتمادی دوسرے بچوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے بچے معاشرے کا سود مند فرد بنتا ہے لہٰذا بچے کی شخصیت کی تعمیر اور اس کے ذاتی و نفسیاتی اوصاف کی تکمیل اور اس کو ترقی سے ہمکنار کرنے کے لیے نفسیاتی تربیت بے حد ضروری ہے۔ [۱]

۷- بچوں کے کردار کی تربیت

بچہ چونکہ مکلف نہیں ہوتا اس لیے جب چاہے محرم غیر محرم سے بلا تکلف بات چیت کر لیتا ہے۔ لیکن جوں ہی وہ

۱- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص:۱۶۸

بلوغت کی عمر کو پہنچتا ہے اس پر بہت سے پابندیاں لاگو ہو جاتی ہیں۔اس لیے ان پابندیوں پر پورا اتارنے کے لیے بچے کی کرداری تربیت پر توجہ دیناوالدین کی اہم ذمہ داری ہے۔

ارشاد باری ہے:

﴿وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾(۱)

اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیئے جس طرح ان سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے رہے ہیں۔اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے۔اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

سورہ نور کی آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب بچے بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان پر کچھ پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں جیسے اسلامی تعلیمات کے مطابق جب بچہ یا بچی بالغ ہو جاتے ہیں تو ان کے بستر الگ کر دینے کا حکم ہے۔اسی طرح بچیوں کو پردے کا حکم ہے۔بچے کا نا محرم سے بلا وجہ بات نہ کرنا اور اس کو نہ دیکھنا، بچے کو شادی سے پہلے اور بعد کے معاملات کی تربیت دینا تاکہ آنے والے وقت میں وہ ان معاملات کو اچھی طرح انجام دے سکے الغرض جب بچہ یا بچی بالغ ہوتے ہیں تو اسلام ان کی حفاظت وبقاء کے لیے ان پر کچھ پابندیاں عائد کر دیتا ہے۔(۲)

لہذا والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی بچے کی کرداری تربیت کریں کیونکہ یہ ایک حساس معاملہ ہوتا ہے۔اگر بچوں کو صحیح طریقے سے کرداری تربیت نہ دی جائے تو بچے بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں جس سے معاشرے میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کی جنسی تربیت خصوصی توجہ دیں۔جوں جوں بچہ بڑا ہو رہا ہوتا ہے تو اس میں جسمانی تبدیلی رونما ہو رہی ہوتی ہے۔بچے کے دماغ میں بہت سے سوالات جنم لے رہے ہوتے ہیں اس مرحلے پر ضروری ہوتا ہے کہ والدین بچوں کی ان الجھنوں کا مناسب انداز میں جواب دیں۔بہت سے والدین بچوں کی ان الجھنوں کا جواب دینے سے کتراتے ہیں جس کی وجہ سے بچے اپنے دوستوں، فلموں، اور ٹیلی وژن کا رخ کر لیتے ہیں۔جس سے بچے کے ذہن پر مزید برا اثر مرتب ہو جاتا ہیں۔اگر والدین بر وقت بچے کی کرداری تربیت کرے تو وہ بے راہ روی کا شکار نہیں ہوں گے، جب انہیں اپنی حدود کا پتہ ہو گا تو وہ کوئی ایسا راستہ اختیار نہیں کرے گے جن سے ان کی دنیا اور آخرت خراب ہو۔

۱-سورۃالنور:۲۴/۵۹

۲-متعب بن محمد بد چلنی اور جنسی بے راہ روی سے بچوں کی حفاظت کیسے کریں، مکتبہ بیت السلام، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص: ۱۵۹

باب دوم

حقوق اطفال کا عالمی اعلامیہ، تعارف، مقاصد و خصوصیات، معاہدے کے نکات

فصل اول: حقوقِ اطفال کا آغاز وارتقاء اور اسکی اہم تنظیمیں

فصل دوم: عالمی اعلامیہ (سی۔ آر۔ سی) کا تعارف و پسِ منظر

فصل سوم: مقاصد، اصول، خصوصیات

فصل چہارم: معاہدہ (سی۔ آر۔ سی) کے اہم نکات

فصل اول

حقوق اطفال کا آغاز وارتقاء اور اسکی اہم تنظیمیں

اسلام میں حقوق اطفال کا آغاز وارتقاء:

عرب کی ظالمانہ رسومات میں سے سب سے زیادہ بے رحمانہ اور سنگدل رسم معصوم بچوں کا قتل اور لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینا تھا اور اس سے زیادہ حیران کن بات یہ تھی کہ یہ ظالمانہ اقدام والدین اپنی خوشی اور مرضی سے سرانجام دیتے تھے اس بے رحمانہ رسم کے متعدد اسباب تھے۔ (۱)

اس سفاکی کا سب سے بڑا سبب مذہب کی غلط تشریح تھی یعنی والدین اپنے بچوں کو دیوتاؤں کی خوشنودی کے لیے قتل کر دیتے تھے۔ منت مانگتے تھے کہ اگر ہمارا فلاں کام ہو جائے تو اپنے بچے کی قربانی دیں گے۔ یہ قابل نفرت رسم صرف عرب میں نہ تھی بلکہ بہت سی بت پرست قوموں میں بھی جاری تھی۔ رومت الکبری کے عظیم الشان متمدن قانون میں باپ کو اولاد پر اختیار کل حاصل تھا کہ وہ جو مرضی اولاد کے ساتھ سلوک کرے اگر کوئی باپ اپنی اولاد کو قتل کرتا ہے تو اس سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کی جائے گی۔ المختصر اولاد کشی کا رواج عام تھا۔ ہندوستان کے راجپوتوں میں یہ دردناک منظر لڑکیوں کی شادی کی شرم و عار سے بچنے اور بیواؤں کی ستی (۲) کی صورت اور لڑائیوں میں جوہر کی صورت میں رائج تھا اور سب سے زیادہ یہ بتوں، دیوتاؤں کی خوشی اور نذرانوں کے لیے ان معصوموں کی جان بہت آسانی سے لی جاتی تھی۔ (۳)

قرآن پاک کی اس آیت میں نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کی قوموں کے اس عقیدہ کو باطل قرار دیا گیا ہے۔

﴿وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَايَفْتَرُوْنَ﴾ (۴)

اسی طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے شریکوں نے ان کے بچوں کو جان سے مار ڈالنا اچھا کر دکھایا ہے تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں اور اگر خدا چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو چھوڑ دو کہ وہ جانیں اور ان کا جھوٹ۔

اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ آگے مزید فرماتے ہیں۔

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (۵)

جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی سے بے سمجھی سے قتل کیا۔

۱- حقوق الاولاد، ۱/۱

۲- ہندوستانی تہذیب میں شوہر کی وفات کے بعد بیوی کو اسکے ساتھ جلا دینے کو ستی کی رسم کہا جاتا ہے۔ (سیرت النبی ﷺ، ۶/۴۹۳)

۳- شبلی نعمانی وسلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۲، ۶/۳۹۴

۴- سورہ الانعام: ۶/۱۳۷

۵- سورہ الانعام: ۶/۱۴۰

اس ظالمانہ رسم کا دوسرا سبب عربوں کا عام فقر و فاقہ تھا وہ سمجھتے تھے کہ اولاد ہو گی تو اس کے کھانے پینے کا بندوبست کرنا پڑے گا اس لیے وہ اپنے ہاتھ سے ان کا قتل کر کے اس فرض سے اپنی جان چھڑوا لیتے تھے۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ان کو درس دیا کہ ہر بچہ اپنا رزق اور اپنی قسمت ساتھ لے کر اس دنیا میں آتا ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کو نہیں کھلاتا بلکہ وہ اللہ کی ہی ذات ہے جو سب کو کھلاتا ہے وہی سب کا مالک ہے۔ (۱) سورہ ھود میں اللہ پاک فرماتے ہیں

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (۲)

اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا کے ذمہ ہے۔

اس لیے عرب کے جاہلوں کو تعلیم دی گئی ہے

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ (۳)

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا۔ (کیونکہ) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے۔

قتل اولاد کے جرم کو اتنی اہمیت دی گئی کہ اس کی ممانعت کو شرک کی ممانعت کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ان عربوں کو جنھوں نے بہت سی چیزیں جو حلال ہے ان کو حرام بنالی ہیں ان کو بتادو کہ اصل چیزیں جو انسان پر حرام ہیں وہ کیا ہیں؟

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ﴾ (۴)

کہہ کہ (لوگو) آؤ میں تمھیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سلوک کرتے رہنا اور ناداری سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک صحابی نے دریافت کیا: یارسول ﷺ ! سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا:

((أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)).(۵)

۱- سیرت النبیؐ، ۶/ ۳۹۵

۲-سورہ ھود: ۱۱/ ۶

۳- سورہ الاسرء: ۱۷/ ۳۱

۴- سورہ الانعام: ۶/ ۱۵۱

۵- صحیح بخاری، کتاب الدیات، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ، حدیث: ۶۸۶۱، ۶/ ۲۶۵

یہ کہ تو اللہ کے لئے شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔ میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا: یہ کہ تو اپنے بچے کو قتل کرے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے گا۔

یہ جواب حقیقت میں آیت بالا کی تفسیر ہے ان تعلیمات نے دلوں میں یہ یقین پیدا کیا کہ رازق اللہ پاک کی ذات ہے۔ ہر بچہ جب اس دنیا میں آتا ہے تو اپنا رزق ساتھ لاتا ہے۔ اس ایمان اور یقین نے اس جرم کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا اور سر زمین عرب اس لعنت سے پاک ہو گئی۔

اولاد کشی کی تیسری صورت جو سب سے زیادہ افسوسناک تھی وہ لڑکیوں کا زندہ دفن کر دینا تھا کیونکہ لڑکیاں شرم و عار کی علامت سمجھی جاتی تھیں۔ جب کسی کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو باپ کو شدید رنج ہوتا وہ لوگوں سے منہ چھپا کے پھرتا تھا۔ عرب کے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ قرآن نے کہا کی تمھارے ہاں لڑکی ہو تو شرم کا باعث ہے اور اللہ کو لڑکیوں کا باپ کہو تو شرم نہ آئے؟[1]

﴿ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلاً ظَلَّ وَجْهُه مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴾[2]

حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جاتی ہے جو انہوں نے خدا کے لئے بیان کی ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔

عرب میں رفتہ رفتہ حالات ایسے ہو گئے کہ شرم و عار کے اس پیکر کو باپ مٹی تلے دفنا کر اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی فکر میں پڑ گئے، قرآن پاک نے اس حالت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔[3]

﴿ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُه مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ -يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِه اَيُمْسِكُه عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّه فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾[4]

حالانکہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور وہ اندوہناک ہو جاتا ہے اور اس خبر بد سے (جو وہ سنتا ہے) لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ آیا ذلت برداشت کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے۔ دیکھو یہ جو تجویز کرتے ہیں بہت بری ہے۔

سنن دارمی میں روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص رسول پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا! یارسول اللہ! ہم لوگ جاہلیت والے تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے اور اولاد کو مار ڈالتے تھے۔ میری ایک بیٹی تھی جس کو میں نے گھر کے قریب ایک

۱- سیرت النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، ۶/۳۹۷

۲- سورۃ الزخرف: ۴۳/۱۷

۳- سیرت النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، ۶/۳۹۷

۴- سورۃ النحل: ۱۶/۵۹

کنوئیں میں ڈال دیا وہ ابا ابا پکارتی رہی یہی اس کی زندگی کی آخری آواز تھی۔ رحمت عالم یہ سن کر آنسو ضبط نہ کر سکے۔ ایک صحابی نے اس صاحب سے کہا کہ تم نے رسول پاک ﷺ کو غمگین کر دیا۔ فرمایا اس کو چھوڑ دو کہ جو مصیبت اس پر پڑی ہے وہ اس کا علاج پوچھنے آیا ہے۔ پھر ان صاحب سے فرمایا: ہاں میاں تم اپنا قصہ پھر سناؤ۔ انھوں نے دوبارہ بیان کیا۔ آپ ﷺ کی یہ حالت ہوئی کہ روتے روتے ریش مبارک تر ہو گئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا" جاؤ کہ جاہلیت کے گناہ اسلام کے بعد معاف ہو گئے۔ اب نئے سرے سے اپنا عمل شروع کرو"[۱]

قبیلہ بنی تمیم کے رئیس قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے ہاتھ سے آٹھ لڑکیاں زندہ دفن کی ہیں۔ فرمایا اے قیس! ہر لڑکی کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرو۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس اونٹ ہیں۔ فرمایا: "اے قیس ہر لڑکی کے کفارہ میں ایک اونٹ کی قربانی کرو"[۲]

مردوں کے علاوہ حیران کن بات یہ ہے کہ عورتیں بھی اس ظلم میں مردوں کے برابر کی شریک تھیں۔ وہ اپنی بچیوں کو خود اپنے ہاتھوں سے اس قربانی کے حوالے کرتی تھیں، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت نے آکر کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اپنے لڑکے کی قربانی کروں گی۔ فرمایا: "ایسا نہ کرو بلکہ کفارہ دے دو"[۳]

اسلام سے پہلے اس رسم کے انسداد کے لیے صرف اس قدر ہوا کہ دو نیک آدمیوں نے ایسی لڑکیوں کو ان کے والدین سے خرید کر ان کی پرورش کی۔ ان میں سے زید بن عمرو[۴] تھے جو اسلام سے پہلے دین ابراہیم کی پیروی کرتے تھے۔ زید بن عمرو لڑکیوں کو زندہ نہیں گاڑتے تھے اور ایسے لوگ جو اپنی بچیوں کو قتل کرنا چاہتے تھے ان سے کہتے تھے کہ ان کی جان مت لو ان کے تمام اخراجات کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ یوں زید بن عمرو ان لڑکیوں کی پرورش کرتے جب وہ بڑی ہو جاتی تو ان کے باپ سے کہتے چاہے ان کو لے لو چاہے تو میرے پاس رہنے دو۔[۵]

اسی طرح زمانہ جاہلیت کے شاعر فرزدق کے دادا صعصہ[۶] جنہوں نے ۳۶۰ بچیاں خرید کر جان بچائی تھی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا مجھے اس کا ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ملے گا۔ یہ شخصی کوششیں تھیں جو ملک میں کامیاب نہیں ہو

۱- عبد الرحمن دارمی، سنن دارمی،، انصار السنۃ پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۴ء، حدیث: ۲، ۱/ ۵۷

۲- ابو الفداء اسمعیل، تفسیر ابن کثیر،، دار طیبۃ، سعودی عرب، ریاض، ۷۷۴ھ، ۴/ ۴۷۸

۳- صحیح بخاری، کِتَاب النَّذْرِ، باب في كفارة النذر، حدیث: ۴۲۵۳، ۵/ ۲۴۴

۴- زید بن عمرو بن نفیل اسلام سے پہلے دین ابراہیمی کے پیروکار تھے۔ آپ ایسی بچیوں کی خرید کر پرورش کرتے تھے جن کے والدین ان کو زندہ گاڑ دینا چاہتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث/ ۳۸۲۸، ۴/ ۸۶)

۵۔ صحیح بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب حديث زيد بن عمرو بن نفيل، حدیث: ۴، ۳۸۲۸/ ۸۶

۶- صعصہ بن ناجیہ صحابی تھے۔ آپ زمانہ جاہلیت کے مشہور شاعر فرزدق کے دادا تھے۔ زمانہ جاہلیت میں جو والدین اپنی بچیوں سے تنگ آکر ان کو قتل کرنا چاہتے تھے آپ ایسی بچیوں کو خرید کر ان کی پرورش کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی، امام محمد بن احمد بن ابو بکر، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ۵/ ۵۲۷)

سکیں لیکن جب بعثت محمدی کی رحمت عام ہوئی تو اس جاہلیت سے لبریز رسم پر ہمیشہ کے لیے خزاں چھا گئی۔
اس ظلمانہ رسم کے سدباب کے لیے آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں سے بیعت لی۔ صلح حدیبیہ کے بعد حکم ہوا کہ جو عورتیں ایمان لائیں ہیں ان سے توبہ کی بیعت کے ساتھ ایک یہ بھی ہو کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔ اس حکم کے بعد آپ ﷺ نے خصوصی طور پر اس کی بیعت لی۔ اس کے علاوہ فتح مکہ کے موقعے پر اور عید کے اجتماع عام میں آپ ﷺ نے دوسری باتوں کے علاوہ عورتوں سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنے کا عہد لیا۔ (۱)
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ دربار رسالت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ہم سے اس پر بیعت کرو کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کروگے، بدکاری نہیں کروگے اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگے، اس کا معاوضہ اللہ کے پاس ہے، اگر کسی نے اس میں کسی بھی فعل کا ارتکاب کیا تو اس کو تعزیری سزا ہوگی جو اس کے گناہ کا کفارہ ہوگی اور اگر اس کا یہ گناہ دنیا میں مخفی رہا تو اللہ کو اختیار ہے کہ وہ معاف کردے یا عذاب دے"۔ (۲)
لوگ عموماً لڑکیوں کے وجود کو بلا اور مصیبت سمجھتے تھے۔ بعثت نبوی نے اس بلا اور مصیبت کو ایسی رحمت بنا دیا کہ وہ نجات اخروی کا ذریعہ بن گئی، آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَلِي مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّكُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)) (۳)

جو شخص بھی اس طرح کی لڑکیوں کی پرورش کرے گا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو یہ اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔

نیز یہ بھی فرمایا

((لاَ يَكُونُ لأَحَدٍ ثَلاَثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلاَثُ أَخَوَاتٍ وَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلاَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (۴)

"تم میں سے کسی کے پاس تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو جنت میں ضرور داخل ہوگا"۔

یہ وہی حقیر ہستی جو پہلے شرم و عار کا موجب تھی، عہد محمدیؐ میں آکر عزت اور سعادت کا وسیلہ بن گئی۔
قرآن پاک کی ایک مختصر سی آیت نے عرب کی ان سنگدلیوں اور سفاکتوں کو ختم کرنے میں وہ کام کیا ہے جو دنیا کی بڑی سی بڑی تصنیفات نہیں کرسکتی تھیں۔ قیامت کی عدالت قائم ہے، مجرم اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں، غضب الٰہی کا آفتاب اپنی پوری تمازت

۱- سیرت النبی ﷺ، ۶/۳۹۸
۲- صحیح مسلم، کِتَاب الْحُدُودِ، باب حد الزنا، حدیث: ۴۴۱۴، ۴/۲۴۳
۳- صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، حدیث: ۵۹۹۵، ۵/۵۸۵
۴-جامع ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ وَالأَخَوَاتِ، حدیث: ۱۹۱۲، ۴/۳۱۸

پر ہے، دانائے غیب قاضی اپنی معدلت کی کرسی پر ہے، اعمال نامے شہادت میں پیش ہیں کی ایک طرف سے ننھی ننھی معصوم بے زبان ہستیاں خون سے رنگین کپڑوں میں آکر کھڑی ہو جاتی ہیں، شہنشاہ قہار کی طرف سے سوال ہوتا ہے؛اے معصوم جانو! تم کس جرم میں ماردی گئی تھی؟[1]

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾[2]

"اور جب لڑکی سے جو زندہ دفنادی گئی ہو پوچھا جائے گا، کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی"

کس درجہ موثر طرز ادا ہے اس کا اثر یہ ہوا کہ یا تو لوگ لڑکیوں کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیتے تھے یا یہ زمانہ آیا کہ ادائے عمرہ کے موقع پر رسول پاک ﷺ مکہ سے روانہ ہونے کا ارادہ کرتے ہیں۔ سید الشہداء حضرت حمزہ ضی اللہ عنہ کی یتیم بیٹی امامہ جو مکہ میں رہ گئی تھی چچا چچا کہتی دوڑتی آتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہاتھوں میں اٹھالیتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے حوالہ کرتے ہیں کہ یہ لو تمھارے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت علی کے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ دعوی کرتے ہیں کہ یہ بچی مجھے ملنی چاہیے کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے گھر میں ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ حضور! یہ لڑکی مجھے ملنی چاہیے کہ حمزہ میرے مذہبی بھائی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دعوی تھا کہ یہ میرے بہن بھی ہے اور پہلے میری ہی گود میں آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس خوش کن منظر کو دیکھتے ہیں پھر سب کے دعوے مساوی دیکھ کر اس کو یہ کہہ کر اس خالہ کی گود میں دیتے ہیں کہ "خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے"[3]

اللہ کی قدرت تو دیکھیں کہ وہی لڑکی جس کے وجود کو شرم وعار سمجھا جاتا تھا، جس کی پیدائش کی خبر سن کر باپ کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا تھا، اب یہ حال ہے کہ ایک بچی کی پرورش کے لیے چار چار گود خالی ہو جاتے اور فیصلہ مشکل ہو جاتا ہے۔

۱- سیرت النبی ﷺ، ۳۹۹/۶

۲- سورہ التکویر: ۸۱/۸-۹

۳- صحیح بخاری، کتاب العمرۃ، باب عمرۃ القضاء، حدیث: ۱۷۷۳، ۶۱۰/۲

مغرب میں حقوق اطفال کا آغاز و ارتقاء

جدید انسانی حقوق کی بحث میں بچوں کے حقوق پر گفتگو بالکل نئی بات سمجھی جاتی تھی حتیٰ کہ ابھی کچھ عرصہ پہلے تک بچوں کے حقوق پر بات کرنا بھی عجیب سمجھا جاتا تھا۔ دنیا میں بچوں کے حقوق کے تصور نے صرف چند دہائیوں پہلے ہی وسیع پیمانے پر حمایت حاصل کی ہے۔ آج بچوں کے حقوق ایک سنجیدہ سماجی مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔

- مغربی مفکر ہیبرٹ لیونیل ایڈولفس ہارٹ(Herbert Lionel Adolphus Hart)[۱] نے ۱۹۹۱ء میں کہا
  "بچوں کے حقوق کے خیالات نسبتاً نئے تھے لیکن ان میں "بچپن اور بچہ" نسبتاً زیادہ کامیاب ہوئے۔"[۲]
- کیتھرین علائمو(Alaimo Kathleen)[۳] نے بچوں کی حقوق کے بارے میں بات کرتے ہوئے ۲۰۰۲ء میں کہا:
  "دنیا میں جوں جوں اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور سیاسی حالات میں تبدیلی آتی گئی اسی طرح بچے کے حقوق کی تاریخ میں تبدیلی آتی گئی۔"[۴]

عام طور پر بچوں کے تصورات کے آغاز و ارتقاء کو تین مراحل میں بتایا جاتا ہے۔

۱- قبل از صنعتی ترقی Pre Industrial Period

۲- بعد از صنعتی ترقی After Industrial Period

۳- بیسوی صدی کے وسط سے موجودہ دور From The Mid- 20th Century To The Present[۵]

۱- قبل از صنعتی ترقی (Pre Industrial Period)

سولہویں صدی سے پہلے تک بچے کے بچپن کا کوئی تصور نہیں تھا اور نہ ہی اس کو خاص اہمیت کا حامل سمجھا جاتا تھا۔

۱- ہیبرٹ لیونیل ایڈولفس ہارٹ (۱۹۹۲-۱۹۰۷) برطانوی فلسفی، پروفیسر اور ایک سیاسی شخصیت تھے۔ ہارٹ آکسفورڈ یونیورسٹی میں فقہیت کے کے پروفیسر کے عہدے پر بھی رہے۔

2-A Life of H.L.A. HART: The Nightmare and the Noble Dream, Lacey, Nicola; Renaud, Justice Gilles, Oxford University Press, 2004)

3-The History of Children Rights, Hart ,Springer, 1991, P:2

۴- کیتھرین علائمو(۲۰۰۳-۱۹۳۲) ایک امریکی تاریخ دان مصنفہ اور پروفیسر تھیں۔ علائمو سینٹ یونیورسٹی شکاگو میں پروفیسر کی حیثیت سے کام کیا۔(http://www.sxu.edu)

5-The History of Children Rights, Kathleen Alaimo,Springer,2002 ,P:2

○ بقول فلپ ایریس (Philippe Aries)[1]

"۶ سال سے زائد بچوں کو "چھوٹا بالغ" سمجھا جاتا تھا اور ان کو بڑوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔"[۲]

○ ہارٹ کہتا ہے:

"بچے والدین کی جائیداد تصور کیے جاتے تھے کہ وہ جو چاہے مرضی سلوک اپنی اولاد کے ساتھ روا رکھیں۔

بچوں کو انسان ہونے کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا اور نہ ہی ان کی اپنی کوئی حیثیت مانی جاتی تھی"

اگر یہ کہا جائے کہ بچوں کو نہ تو انسان سمجھا جاتا تھا نہ ہی ان کی اپنی کوئی حیثیت تھی تو ہر گز غلط نہ ہو گا۔ انیسویں صدی کی پہلی سہ ماہی تک یہ بات بالکل عام تھی کہ والدین کو اپنے بچوں پر مکمل اختیار تھا کہ وہ ان کو جسمانی سزا دیں اور اسے اچھا تصور کیا جاتا تھا۔ قدیم یونانی دور میں لوگ اپنی لڑکیوں اور معذور بچوں کو پہاڑوں میں چھوڑ آتے تھے جہاں ان کے مر جانے کا یقین ہو۔ یہ ظالمانہ اقدام عیسائی مذہب آنے تک مسلسل جاری رہا۔ یہ عمل عیسائیت مذہب آنے کے بعد کم تو ہو گیا لیکن مکمل ختم نہ ہو سکا۔[۳]

○ فرانسیسی مورخ فلپ ایریاس نے اپنی کتاب "Centuries Of Childhood" میں لکھا ہے:

"بچوں کے "بچپن" کا کوئی تصور تھا ہی نہیں جیسے ہی بچہ پیدا ہوتا تھا اس کا تعلق بالغ سماج سے ہوتا تھا"[۴]

○ مؤرخ لائیڈ ڈیموس (Lloyd de Mause)[۵] لکھتے ہیں

"اگر ماضی میں بچوں کی تاریخ کو دیکھا جائے تو ماضی میں بچوں کے ساتھ خوفناک حد تک ظلم نظر آتا ہے۔ انھیں جنسی زیادتی، قتل، پہاڑوں میں بے یار و مددگار چھوڑ آنا، خرید و فروخت، وغیرہ جیسے مظالم سے دوچار کیا جاتا تھا۔ بچپن کی

۱- فلپ ایریس (۱۹۸۴-۱۹۱۴) ایک فرانسیسی تاریخ دان اور مصنف تھے۔ خاندان اور بچپن ان کی تحریروں کا موضوع خاص رہا۔ ان کی مشہور کتاب Centuries of Childhood ان کی شہرت کا باعث بنا۔

Philippe Aries and the Politics of French Cultural History,Patrick Hutton ,University of Massachusetts Press, 2004)

2۔"Centuries of Childhood", Philippe Aries,University of Pittsburgh,America, 1960, P: 1

3-"Centuries of Childhood",P :145

4-Children Rights and Social work ,Kosher, Hanita, Ben-Arieh, Asher, Hendelsman, Yael, Jerusalem Israel , 2017, P:9

۵- لائیڈ ڈیموس (۱۹۳۱) امریکی ماہر نفسیات ہیں۔ وہ The Journal of Psychohistory کے بانی ہونے کے علاوہ بین الاقوامی نفسیات کی ایسوسی ایشن کے ممبر بھی ہیں۔(https://www.goodreads.com)

تاریخ کے بارے میں بعض مؤرخوں کا کہنا ہے کہ اس دور کو "اندھیرے" کے دور سے جانا جائے تو غلط نہ ہو گا اس دور میں فیملی سسٹم بہت بڑا ہو تا تھا لہذا غریب لوگ اپنے بچوں کو چند پیسوں کے عوض امیروں کے گھر کام کاج کے لیے بھیج دیتے تھے جہاں ان کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھا جاتا تھا۔"[1]

جدید دور کے شروع میں بچوں کی اموات کا سلسلہ خطرناک حد تک تھا۔ ۴ میں سے ۳ بچے ایک سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی مر جاتے تھے۔ تاریخ دان اس کی وجہ والدین اور بچے میں جذباتی فاصلہ بتاتے ہیں۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ اس دور میں والدین دانستہ طور پر اپنے بچوں کی صلاحیتوں کو دباتے تھے۔ بچوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھنے کا کوئی تصور تک نہیں تھا۔ بچوں کو بڑوں کے برابر سمجھا جاتا تھا اور ان سے ان کے برابر کام لیا جاتا۔ بچوں پر والدین اور سماج کی طرف سے اتنی ذمہ داریاں عائد تھی جو والدین اور سماج کو ادا کرنی چاہیے تھیں۔ بچوں کو اس طرح بڑا کیا جاتا جیسے ان کے کوئی حقوق ہی نہیں وہ بنا کسی چاہت کے اس دنیا میں آ گئے الغرض سوسائٹی نے ان کو ظالمانہ طریقے سے نظر انداز کیا اور ان کے ساتھ جانوروں جیسا برتاؤ رکھنے میں کوئی کسر نہیں رکھی تھی۔

زرعی سوسائٹی کی ابتداء میں چائلڈ لیبر شروع ہوئی۔ ۶ سال سے بڑے بچے کو بالغوں میں شمار کیا جاتا تھا اور ۷ سال کے بچے فیکٹریوں اور کارخانوں میں بالغوں جتنا کام کرتے اور ان بچوں کی نگرانی کے لیے ظالم شخص رکھا جاتا جو ان سے مشقت والے کام لیتا تھا۔ اس دور میں بہت کم ایسے بچے تھے جو کام نہیں کرتے تھے۔

اٹھارویں صدی میں برطانیہ میں چائلڈ لیبر کی مخالفت شروع ہونے لگی یہ انیسویں صدی میں سب سے بڑے اسکینڈلوں میں سے ایک تھا۔ اس کی مخالفت تب شروع ہوئی جب ۷ سال کے بچوں سے فیکٹریوں اور کارخانوں میں طویل وقت کے لیے کام پر لگایا گیا۔ اس دوران بچوں سے خطرناک کام لیے جاتے۔ سماجی اصلاح کاروں نے بچے پر اس محنت کے نقصان دہ اثرات کی بناء پر چائلڈ لیبر کی مذمت کی۔ اس مخالفت میں کارل مارکس اور چارلیس نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا جو کم سنی میں فیکٹریوں میں کام کرتے تھے۔[2]

۲-بعد از صنعتی ترقی (After Industrial Period)

بیسویں صدی کے شروع میں اقتصادی اور سماجی تبدیلیوں کے باعث بچوں کے بارے میں لوگوں کی سوچ مثبت ہونے لگی۔ بچوں کی حفاظت اور ان کو حقوق فراہم کرنے کا خیال سماج میں بڑھنے لگا۔ جب بچوں میں چائلڈ لیبر بڑھنے لگی تو ان کے حقوق میں خاص ترقی آئی۔ اس بات کو مانا گیا کہ بچے کمزور ہوتے ہیں ان سے طویل وقت کے لیے کام لینا مناسب نہیں ہے چونکہ کارخانوں اور فیکٹریوں کا ماحول بچوں کی صحت کے لیے نقصان دہ ہے یہ نہ صرف ان کی جسمانی صحت کے لیے خطرناک

1- History of child right and child labour,Rama Kant Rai,INDIA,2011,P:1

2- The History Of Children ‘s Rights, Springer,P: 10

تھا بلکہ ذہنی صحت کے لیے بھی خطرناک تھا۔ اس دور میں بچے سے ۱۶ گھنٹے مسلسل کام لیا جاتا تھا۔ فیکٹریوں میں بچوں کے ساتھ نہ صرف سختی کی جاتی تھی بلکہ فیکٹریوں کے دوسرے بڑی عمر کے کارکن بچوں کے ساتھ غیر اخلاقی حرکتیں بھی کرتے تھے جس سے بچے خوف وہراس کا شکار رہتے تھے۔[۱]

انیسویں صدی میں بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ دینی شروع ہوئی۔ چھوٹے بچوں کی طرف تعلیم عام کرنے کی طرف توجہ دی گئی اس سلسلے میں مختلف پروگرام بنائے گئے۔ ۱۳ یا ۱۴ سال کی عمر کے لڑکوں کو تعلیم دینا شروع کی گئی اس سلسلے میں بچے کو ۶ سے ۱۲ سال تک تعلیمی اداروں میں رکھا جاتا تھا۔ بچوں کو ڈاکٹر، وکیل، سرکاری حکام اور پادری بنائے جانے کی تربیت دی جاتی تھی۔[۲]

امریکہ میں انیسویں صدی میں"Children's Rights Movement" مہم شروع کی گئی۔ اس مہم کا مقصد یتیم بچوں کے لیے کام کرنا تھا۔ جن بچوں کے والدین وفات پا جاتے تھے ان کو غربت کی وجہ سے کارخانوں اور فیکٹریوں میں کام پر لگا دیا جاتا تھا جبکہ لڑکیاں یا تو طوائف بن جاتی تھیں یا کسی دوکان پر ملازمت اختیار کر لیتی تھیں لیکن ان بچوں کو ان کے کام کے عوض نہ ہونے کے برابر اجرت دی جاتی تھی۔ اسی صدی میں ہی"Child labor reform movement" شروع ہوئی اس تحریک کی بنیاد یہ تھی کہ چائلڈ لیبر بچوں کے لیے غیر دفاعی ہے۔ اس تحریک میں بچوں کو صنعتوں سے نکال کے سکولوں میں جانے پر زور دیا گیا اس تحریک کی وجہ سے بچوں کے حقوق میں بڑی مثبت تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ بچوں کو ان کے حقوق ملنے لگے۔ چائلڈ لیبر کے حوالے سے لوگوں میں گفتگو بڑھنے لگی کہ بچوں کو سوشل کام نہیں کرنے چاہیے آہستہ آہستہ بچوں کے "بچپن" کے معانی سامنے آنے لگے بچوں کے لیے سکول اس لیے بنائے گئے تاکہ ان کو صنعتوں سے دور رکھا جائے۔ انیسویں صدی میں بچے کی حفاظت کو تسلیم کیا گیا اور اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ بچوں کے حقوق ہیں اس طرح آہستہ آہستہ کارخانوں اور فیکٹریوں کی جگہ سکولوں نے لے لی اس طرح بچوں کے کردار بھی بدل گئے۔[۳]

انیسویں صدی کو"Child-saving" کا دور بھی سمجھا جاتا ہے خاص طور پر ۱۸۷۰ سے ۱۹۲۰ کی نصف صدی تک والدین کو بچوں کے حقوق کے بارے میں اور آجروں کے حقوق کو وسیع تحفظ دیا گیا۔"Child-saving" کے ذریعے بچے کے "بچپن" کو تحفظ فراہم کیا گیا۔ آہستہ آہستہ بچوں کو ایک الگ طبقہ سمجھے جانے لگا اور اس کو جائیداد کے طور پر استعمال نہیں کیا جانے لگا اور یہ خیال کیا جانے لگا کہ بچے کی اپنی الگ شناخت اور حقوق ہیں۔ ایک اور تبدیلی جو اس دور میں رونما ہوئی وہ یہ تھی کہ بچوں کی حفاظت اور ان کے حقوق کے تحفظ میں والدین کسی قسم کی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کریں گے اس سلسلے میں ریاست کے علاوہ فلاحی اداروں نے بھی زور دیا اور چیلنج کیا۔ ۱۸۸۹ء میں فرانس اور برطانیہ نے اس قانون کو منظور کیا۔ اس

1- The History Of Children ʻs Rights, P: 10

2-Children: Rights and Childhood, David Archard,Routledge, London, 1993, P:58

3-History of child right and child labour, Rama Kant Rai, P :3

قانون کی منظوری سے بچے کو والدین کی طرف سے خطرات کا خوف ختم ہو گیا۔ اب ریاست بچوں کے حقوق کے تحفظ کے ساتھ ساتھ سکول تک رسائی، کھیل کے میدان، صحت، رہائش جیسی سہولیات بھی فراہم کرنے لگی تھی۔ (۱)

بیسویں صدی ایسا وقت بنا جس میں بہت تیزی سے بچوں کے حقوق کے حوالے سے مختلف ممالک میں قانون سازی کی گئی۔ اس دور میں چائلڈ لیبر اور تعلیم کے فروغ کو متعارف کروانے کے علاوہ یہ بات بھی تسلیم کی گئی کہ یتیم اور مسکین بچے ریاست کی ذمہ داری ہے۔ انیسویں صدی کے اخیر جب بہت سے بچوں کی زندگی یہ تھی کہ وہ کام کریں گے تب ہی وہ معاشرے میں زندہ رہ سکیں گے جبکہ بیسویں صدی میں ایسے بچوں کے حقوق کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی۔ وہ بچے جو کافی عرصہ سے نظر انداز ہو رہے تھے جو ایک کمزور مخلوق تھے انھیں صرف ایک مزدور کی نظر سے دیکھا جاتا تھا ایسے بچوں کے لیے قانون سازی کرنے کے بعد بچوں کو قانونی پہچان ملی۔ بچوں کو بھی انسان سمجھا جانے لگا کہ بچے کمزور ہوتے ہیں ان کی حفاظت ضروری ہے ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا والدین اور ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس دور میں بچوں کے لیے مختلف پروگرام چھوٹے علاقوں میں شروع کیے گئے جہاں بچوں کی شرح اموات، سکولوں میں اندراج، بچوں کی صحت کے پیش نظر حفاظتی ٹیکوں کا نظام وغیرہ کو بھی متعارف بھی کروایا گیا۔ اس کے علاوہ بڑوں پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی کہ وہ بچے کے روزمرہ کے حرکات و سکنات کو دیکھیں گے اور ان کو جو مسائل پیش آئیں گے ان پر نظر رکھیں گے اس طرح ایک طرف بچے کو حق خود ارادیت دی گئی دوسری طرف ان کے بڑوں کے ذریعے ان کے خود مختاری کے حق کو دبایا گیا تھا۔ (۲)

بیسویں صدی میں "Save Children" کے تصور کو بہت تقویت ملی۔ بچوں کو مستقبل کا معمار سمجھا جانے لگا۔ سوسائٹی نے یہ بات تسلیم کی کہ بچے مستقبل ہوتے ہیں لہٰذا ان کے مثبت پہلوؤں کی دیکھ بھال بے حد ضروری ہے اور بڑوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کی حفاظت کریں۔ اس سوچ نے سوسائٹی میں اچھی تبدیلی رونما کی۔ بیسویں صدی کے شروع میں بچے کو انسان سمجھتے ہوئے پہلی دفعہ حق خود ارادیت کا حق دیا گیا۔ (۳)

سترہویں صدی سے انیسویں صدی میں بہت سے فلسفیانہ سوچ کے مالک مفکر جن میں جان لاک (John Locke)(۴) اور (Jean Jacques Rausseau) جین جیک شامل ہیں۔ جان لاک نے ۱۹۶۵ء اپنی کتاب "Some Thoughts Concerning Education" میں بچوں کی تعلیم کے لیے آواز اٹھائی کہ بچوں کو کس طرح

1-The History Of Children 's Right, Springer,P:10

2-Folk Devils and Moral Panics, Stanley Cohen, Routledge New York, 2002, P:98

3-The History of children's Rights,P: 11

۴۔ جان لاک (۱۷۰۴-۱۶۳۲) برطانوی فلسفی تھے اور کرائسٹ چرچ یونیورسٹی میں لیکچرار کے عہدے پر فائز تھے۔

(John lock,Encyclopedia Britannica),Graham A.J. Rogers,28 SEP 2018)

سکھایا جائے۔ جان لاک بچے کو انفرادی حیثیت دیتا ہے وہ کہتا ہے بچہ خالی تختی کی مانند ہوتا ہے اسے اچھا سکھایا جائے تو وہ اچھا ہی کرے گا لہٰذا والدین اور اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچے کی اچھی نگہداشت کریں ان پر سختی نہ کریے کیونکہ بچے کے ساتھ کسی معاملے میں سختی بچے کی صلاحیتوں میں کمی کا باعث بن سکتی ہے۔ لوک نے سکولوں میں بھی جسمانی سزا کو ختم کرنے پر زور دیا۔ لوک کی اس سوچ نے مشرق میں بہت پذیرائی حاصل کی لیکن اس کے باوجود اس پر بھی نقطہ اٹھایا گیا کہ لوک کا یہ نظریہ صرف بچوں کا مستقبل دیکھ رہا ہے اور بچے کے "آج" کو نظر انداز کر دیا ہے۔[۱]

بچے کے حقوق کے حوالے سے ایک اور اہم نام جین جیک[۲] (۱۷۷۸- ۱۷۱۲) کا ہے انھوں نے اپنی کتاب "Emile"(۱۷۲۶) میں لکھا ہے کہ بچے فطرت کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں۔ وہ قدرتی خوبیوں کے حامل ہوتے ہیں۔ قدرت سے قریب تر اور آزاد ہوتے ہیں انھیں خوش رہنے کا حق ہوتا ہے۔ لوک بچے کو عقلی مخلوق کہتا تھا جبکہ جین جیک اس نظریے کی تردید کرتے ہیں کہ بچے کو بچہ ہونا چاہیے اسے بالغ کے برابر نہیں سمجھنا چاہیے۔ بچپن ایک سنہرا دور ہوتا ہے اس سے بچے کو لطف اندوز ہونے دینا چاہیے کیونکہ بچے کے اپنے خیالات اور طریقے ہوتے جس کے مطابق وہ چلنا چاہتا ہے۔ جین جیک کے اس نظریے کی شروع میں مذمت کی گئی لیکن بعد میں اس کے نظریے کو حمایت حاصل ہوئی۔[۳]

۳- بیسویں صدی کے وسط سے موجودہ دور (From The Mid- 20thCentury To The Present)

بیسویں صدی کے پہلے نصف کے دوران بچوں کے حقوق کا تصور اب بھی بچوں کو نقصان سے بچانے اور مخصوص مقاصد تک رسائی کے لیے بچے کے حق کے بارے میں شمار کیا جاتا تھا یعنی بچے کی تعلیم، صحت، وغیرہ سے متعلق تھا۔ ۲۰ صدی کے دوسرے نصف میں بچے کی حفاظت اور ان کی پرورش سے آگاہی کو فروغ ملا۔ بچے کو حق خود ارادیت حاصل ہوئی کہ بچے بھی معاشرے کا اہم حصہ ہے ان کے بھی اپنے حقوق ہیں وہ ریاست یا والدین کی جائیداد نہیں ہیں۔ ان کی اپنی ایک شخصیت ہے وہ ہر لحاظ سے آزاد ہیں۔ ۱۹۶۷ء میں بچوں کی تاریخ کا اہم فیصلہ ہوا جس میں امریکی سپریم کورٹ نے کہا کہ چودھویں ترمیم صرف بالغوں کے لیے نہیں ہے۔ اس کے ۲ سال بعد عدالت نے نوٹس دیا کہ بچے بھی باقی لوگوں کی طرح مکمل حقوق رکھتے ہیں اس قانون کے ۱۰ سال بعد قانونی حقوق بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں کو بھی دے دیئے گئے۔ آج بچوں کی حیثیت عالمی طور پر اور مغربی دنیا میں بہتر ہے۔ ان حقوق کے لیے مختلف ممالک میں حکومتوں کی طرف سے تفصیلی عمل درآمد ہو رہا ہے کہ اب بچوں کو بچپن کی اجازت ہے جو بالغ دنیا سے محفوظ اور الگ الگ ہے۔ آج بچے کے حقوق کے مختلف پہلوؤں کے پیش نظر درجنوں

1-"Some Thoughts Concerning Education",John Locke,London,1663,P:152

۲- جین جیک (۱۷۷۸-۱۷۱۲) جنیوا میں پیدا ہوئے۔ وہ مشہور فلسفی، مصنف اور موسیقار تھے۔

(Jean-Jacques Rousseau Encyclopedia Britannica,Brain Duignan)

3-"Emile",Jean-jacques Rousseau,Kingdom of France,1762, P:118

تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔[1]

○ حقوق اطفال کی اہم تنظیمیں

دنیا بھر میں حقوقِ اطفال کے حوالے سے بین الاقوامی سطح پر بہت سی تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر ویسے تو دنیا بھر میں بہت سی تنظیمیں کام کر رہی ہیں لیکن ان میں تین تنظیمیں اہم اور معروف ہیں جو دنیا بھر کے بچوں کے حقوق کے لئے سرگرم ہیں۔ درج ذیل تنظیمیں حقوقِ اطفال کے حوالے سے مشہور ہیں

۱. یونیسف (UNICEF)

۲. سیودی چلڈرن (SAVE THE CHILDREN)

۳. پلان انٹرنیشنل (PLAN INTERNATIONAL)

۱- یونیسف (UNICEF)

اقوامِ متحدہ کا ادارہ یونیسف نیویارک میں ۱۱ دسمبر ۱۹۴۶ میں جنرل اسمبلی کی طرف سے تشکیل پایا جو ترقی پذیر ممالک میں بچوں اور ماؤں کو انسانی اور ترقیاتی مدد فراہم کرتا ہے۔ یونیسف اپنی آمدنی کا ۹۲٪ بچوں کی صحت، نشوونما، تعلیم تک رسائی، پینے کا صاف پانی، سکول کے لئے درکار سامان، کتابیں، کپڑے فراہم کرنے کے علاوہ پسماندہ علاقوں میں صحت کے مراکز اور رورل واٹر سپلائی سکیمیں اور کمیونٹی سروسز کے دیگر منصوبے مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ مقامی لوگوں کو تربیت بھی دیتا ہے تاکہ وہ معاشرے کا مفید فرد بن سکیں۔ یونیسف کو ۱۹۶۵ میں نوبل امن انعام سے نوازہ گیا اس کے علاوہ ۲۰۰۶ء میں "Prince of Austries Award of Concord" ایورڈ بھی دیا گیا۔ یونیسف ۱۹۰ ممالک کے عملے کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے اور ان ممالک کے دفاتر کو تکنیکی مدد فراہم کرتا ہے۔

ڈاکٹر لودوک وٹولڈ راجچمن (Ludwik Rajchman)[2] کو یونیسف کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر لودوک یونیسف کے پہلے چیئرمین منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں "United Nations International Childern's Emergency Fund" تنظیم کے نام میں سے "International" اور "Emergency" کے نام نکال دیئے گئے اور صرف "United Nations Children's Fund" رکھ دیا گیا۔[3]

1- The History of children's Rights, Spinger ,P:14

۲-ڈاکٹر لودوک وٹولڈ راجچمن (۱۸۸۱-۱۹۶۵) پولینڈ کے ڈاکٹر تھے ان کا شمار یونیسف کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر لودوک نے ۱۹۴۶-۱۹۵۰ تک یونیسف کے پہلے چیئرمین کی حیثیت سے کام کیا۔ (Ludwik Rajchman,humanium, 14 MAY 2014)

۳-مضامین انسانی حقوق، ۲۴۹

۲- سیودی چلڈرن (SAVE THE CHILDREN)

"The Save Children Fund" کوعام طور پر "Save The Children Fund" سے جاناجاتا ہے ۔ سیودی چلڈرن ایک بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم ہے جو بچوں کے حقوق کو فروغ دینے کے علاوہ ترقی پذیر ممالک میں امداد فراہم کرنے کے میں مدد کرتا ہے۔اس تنظیم کے بانی ایگلانٹین جب(Eglantyne Jebb)[۱] تھی۔یہ تنظیم ۱۵اپریل۱۹۱۹ میں برطانیہ میں بہتر تعلیم، صحت اور اقتصادی مواقع کے ذریعے قدرتی آفات، جنگ اور دیگر تنازعہ میں ہنگامی امداد فراہم کرنے کے علاوہ بچوں کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے قائم کی گئی۔ سیودی چلڈرن برطانیہ کے علاوہ ۲۹دیگر ممالک میں "Save the Children" کے نام سے ہی کام کررہی ہے جو برطانیہ کی تنظیم "Save The Children Fund" کے اتحادی ہیں۔یہ تنظیم نوجوانوں کے لئے زیادہ حقوق کی رسائی کے لئے پالیسیوں میں تبدیلی کو فروغ دیتی ہے خاص طور پر بچے کے حقوق کے اقوام متحدہ کے اعلامیہ کو نافذ کرنے، جنگ میں بچوں پر تشدد کے اثرات سے تحفظ کے لئے بھی ہنگامی امداد کی کوشش کرتی ہے۔[۲]

۳- پلان انٹرنیشنل (PLAN INTERNATIONAL)

پلان انٹرنیشنل ایک آزاد اور ترقی یافتہ انسانی تنظیم ہے جو دنیا بھر میں ۷۱ ممالک افریقہ، امریکہ اور ایشیاء میں لڑکیوں کے حقوق اور صنفی مساوات کے لیے کام کرتی ہے۔ پلان انٹرنیشنل لوگوں اور شراکت داروں کو مشغول کرتی ہے۔ بچوں ،نوجوانوں اور کمیونٹی کو بااختیار بنانے، لڑکیوں کے خلاف امتیازی سلوک کو جڑ سے مٹانے، بچوں کی حفاظت، تعلیم، بچے کی شمولیت، اقتصادی سلامتی، حفظانِ صحت کے لئے مقامی، قومی اور عالمی سطح پر عملی طور پر چلائے جانے والی پالیسیوں میں تبدیلی کرتی ہے۔ پلان انٹرنیشنل آفات کی صورت میں جلد بحالی کی تربیت فراہم کرتا ہے جیسے ہیٹی، کولمبیا اور جاپان سمیت دوسرے ممالک میں امدادی کوششوں میں پلانانٹرنیشنل سرفہرست ہے۔[۳]

یہ تنظیم ۱۹۳۷ میں ہسپانوی سِول جنگ کے دوران برطانوی صحافی جان لینگن ڈیوس(John Langdon-Davies)[۴] کی طرف سے قائم کی گئی۔اس تنظیم کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہسپانوی سِول جنگ کے دوران بچوں تک کھانا، رہائش و تعلیم فراہم کی

۱- ایگلانٹین جب(۱۸۷۶-۱۹۲۸)ایک برطانوی سماجی کارکن تھیں۔ ایگلانٹین بچوں کے حقوق کے بین الاقوامی مشہور تنظیم سیودچلڈرن کے بانی بھی تھیں۔(The Woman Who Saved the Children,Clare Mulley, Oneworld Publications ,2009, P : 4)

2 -https://www.savethechildren.org

3-https://plan-international.org

۴- جان لینگن ڈیوس(۱۸۹۷-۱۹۷۱)ایک برطانوی مصنف اور صحافی تھے. انھوں نے ہسپانوی سِول جنگ کے دوران جنگجو صحافی کے طور پر بھی اپنی خدمات انجام دی۔(Action Man, Hannah Pennell,barcelona-metropolitan, 1 APRIL 2008)

جائے۔ آج پلان انٹر نیشنل ایک گلوبل تنظیمیں بن چکی ہے جس میں اکتر(۱۷) سے زائد ممالک سر گرم ہیں۔۲۱۰۶ء میں پلان انٹر نیشنل کی پروگرامنگ ۱.۱۷ملین لڑکیوں اور ۵.۱۵ملین لڑکوں تک پہنچائی گئی۔ اگلے پانچ سالوں میں پلان انٹر نیشنل کا مقصد ۱۰۰ملین لڑکیوں کی زندگیوں کو تبدیل کرنا ہے۔

پاکستان میں حقوق اطفال کی اہم تنظیمیں

پاکستان میں اس وقت حقوق اطفال کے حوالے سے بہت سی تنظیمیں کام کر رہی ہیں ان میں سے اہم تنظیمیں درج ذیل ہیں۔

۱- ایدھی ٹرسٹ:

ایدھی ٹرسٹ پاکستان میں غیر منافع بخش سماجی فلاح و بہبود کی تنظیم ہے جس کی بنیاد ۱۹۵۱ء میں عبد الستار ایدھی نے کراچی میں رکھی تھی۔ ایدھی ٹرسٹ بیرون ملک اور پاکستان بھر میں ۲۴ گھنٹے کی ہنگامی امداد فراہم کرتا ہے۔ [۱]

ایدھی کی سروسز میں بے گھروں کے لیے پناہ گاہ، مفت اسپتال اور طبی امداد، یتیم، معذور افراد، منشیات کی بحالی کی کوششیں، تعلیم، صحت، بین الاقوامی کمیونٹی سنٹرز، خون اور ڈرنگ بنک، ائیر ایمبولینس کی خدمات، لاپتہ افراد کے معاملات میں معاونت، آفات اور مصالحت کے دوران غیر قانونی اور نامعلوم افراد کے کفن دفن میں معاونت، یتیموں اور ترک کر دیئے گئے بچوں کی دیکھ بھال، غیر معمولی علاقوں میں مفت ہسپتالوں اور ڈسپینسریوں کی فراہمی وغیرہ شامل ہیں۔

ایدھی فاؤنڈیشن کی شریک سربراہ بلقیس ایدھی تنظیم کے اندر بچوں اور خواتین کی خدمات کی نگرانی کی ذمہ دار ہیں اس وقت وہ "جھول" نام کے منصوبے کی بھی نگرانی کر رہی ہیں۔ بیشتر ہنگامی ایدھی سنٹرز میں "جھولا" نصب کیا گیا ہے جہاں ناپسندیدہ بچوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے جس کو ایدھی تنظیم اپنی حراست میں لے لیتی ہے جھولا لگانے کا مقصد یہ تھا کہ بچوں کے قتل کو روکا جائے اس کے علاوہ بچوں کو بے اولاد جوڑوں کو باقاعدہ کاغذی کاروائی کے بعد گود بھی دیا جاتا ہے جس کی ایدھی تنظیم وقتاً فوقتاً نگرانی کرتی رہتی ہے۔ [۲]

۲- چائلڈ کیئر فاؤنڈیشن آف پاکستان (Child care foundation of Pakistan)

پاکستان کی "چائلڈ کیئر فاؤنڈیشن آف پاکستان" ایک غیر منافع بخش غیر سرکاری تنظیم ہے جو ۱۹۹۶ء میں سوسائٹی ایکٹ کے تحت خیراتی اور سائنسی تعلیمی مقاصد کے لئے عوامی نجی شراکت داری کے تحت عمل میں آئی۔ سی سی ایف مینڈیٹ پاکستان میں بچے کی محنت کے تمام فارموں کی روک تھام، خاتمے اور بحالی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت، این جی او، تجارتی یونین، اقوام متحدہ کے اداروں، ڈونر ایجنسیوں، نجی شعبے کے تنظیموں اور سول سوسائٹی کے متعلقہ ممبروں کے ساتھ تعاون میں

1-https://www.edhi.org

2 -https://web.archive.org/web/

جامع حکمت عملی تیار کرتا ہے۔ چائلڈ کیئر فاؤنڈیشن پاکستان میں بچوں کے لیبر کے مسئلے کو حل کرنے اور ملک کے اسٹریٹجک مفادات کو قومی اور بین الاقوامی طور پر تحفظ فراہم کرنے کے لئے انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔[۱]

۳- سپارک (Society for the Protection of the Rights of the Child) SPARC

بچوں کے حقوق کے تحفظ کے سوسائٹی (SPARC) ایک پاکستانی غیر سرکاری تنظیم ہے جو بچوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے ۷ا دسمبر ۱۹۹۲ کو اسلام آباد میں قائم کی گئی۔ اسپارک بچوں کے حقوق کے لئے وکالت گروپ کے طور پر قائم کیا گیا، میں کارپوریٹ سزا ختم کرنے کا کام کیا۔[۲]

SPARC گورنمنٹ بورڈ، بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ذریعہ چلتا ہے۔ جبکہ ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں واقع ہے۔ اس کے دفاتر لاہور، کراچی، پشاور اور کوئٹہ، حیدرآباد، ملتان اور نوشہرہ میں ہیں. بچوں کے حقوق کی ۵۴ کمیٹیاں ضلع کی سطح پر کام کررہی ہیں۔ SPARC اقوام متحدہ کے اقتصادی اور سماجی کونسل اور اقوام متحدہ کے محکمہ پبلک انفارمیشن کے ساتھ مشاورت کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ تنظیم بچوں کے بین الاقوامی دفاع میں شراکت دار ہیں۔ ۲۰۰۳ء میں سپارک نے اقوام متحدہ کی طرف سے بچوں کے مسائل اور پاکستان میں بچوں کے حقوق کو فروغ دینے کے لئے شناختی ایوارڈ موصول کیا اور ۲۰۰۶ میں سپارک نے یو ایس ایس کی تصدیق حاصل کی۔ SPARC پاکستان نیشنل الائنس اور بین الاقوامی "بے بی فوڈ ایکشن نیٹ ورک" کا بھی رکن ہے۔[۳]

۴- وائس آف چلڈرن (Voice of Children)

(VOC) ایسے بچوں کے لیے کام کرنے کی طرف توجہ مرکوز کرویتی ہے جو سڑک پر رہائش پذیر ہوتے ہیں اور گلیوں میں کام کرتے ہیں۔ یہ تنظیم ایسے بچوں کی بحالی، اور ان کے خاندانوں اور کمیونٹیوں میں ان کے استحکام ان کی مہارتوں اور صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لیے کام کرتی ہے۔ وائس آف چلڈرن غریب شہریوں کے ساتھ بھی کام کرتی ہے جو گندے علاقوں میں رہتے ہیں۔ یہ تنظیم بچوں کو سڑکوں پر آنے سے روکنے کے لئے اپنی صلاحیت کو بااختیار بناتی ہے اور اپنی صلاحیتوں کو فروغ دیتی ہے۔ یہ بچے کو جنسی زیادتی اور اس سے بچاؤ کے علاوہ متاثرین پر ان کے اثرات سے خاندانوں کو قانونی، سماجی اور نفسیاتی مدد کی پیشکش بھی کرتی ہے۔[۴]

1-http://www.ccfp.org.pk

2-"Children Parliament elected to promote child rights".The Nation, Islamabad, 15 Nov 2008

3-http://www.sparcpk.org

4-http://www.voiceofchildren.org.np

۵- سیو دی چلڈرن (Save the Children)

سیو دی چائلڈ تنظیم پاکستان میں ۳۰ سال سے زائد عرصے سے کام کر رہی ہے۔ یہ تنظیم ہنگامی حالت میں بچوں اور خاندانوں کی امداد کرتی ہے۔ خیبر ایجنسی (پاکستان - مغربی پاکستان) میں پاکستان حکومت اور مسلح گروپوں کے درمیان جاری لڑائی کے نتیجے میں خاندانوں کی ایک بڑی تعداد میں اضافہ ہوا جس میں ڈھائی ہزار سے زائد افراد جن میں زیادہ تعداد عورتوں اور بچوں کی تھی نے اپنے علاقوں سے نقل مکانی کی۔ ایسی صورتحال میں سیو دی چلڈرن نے بچوں کی حفاظت، رہائش اور کھانے کا انتظام کیا۔ ۲۰۱۰ء میں پاکستان میں لوگوں کو غیر متوقع سیلاب کا سامنا کرنا پڑا تو اس تنظیم نے اپنی کارکنوں کو فوری طور پر بچوں اور خاندانوں کو تباہ کن نقصان سے بازیاب کرانے کے لیے بھیج دیا۔ سیو دی چلڈرن نے سیلاب کے متاثرین کو پناہ گاہ، طبی امداد، تعلیم، غذا اور دیگر انسانی امداد فراہم کرنے کے لیے پروگراموں پر عمل درآمد کیا۔ [1]

---

1 -https://pakistan.savethechildren.net

فصل دوم

عالمی اعلامیہ (سی-آر-سی) کا تعارف و پس منظر

○ کنونشن(سی-آر-سی)کی تاریخ

جنگ عظیم اول(۱۹۱۸-۱۹۱۴)کے نتیجے میں بین الاقوامی سطح پر بچوں کے حقوق کا خیال اور اہمیت بڑھ گئی تھی۔ ۱۹۲۰ءمیں"League of Nation" کا قیام عمل میں آیا اس تنظیم کا مقصد بنیادی انسانی حقوق کے معیار کی حفاظت کرنا تھا۔یہ پہلا عالمی چارٹ تھا جو بچوں پر توجہ مرکوز کرنے والے کمیونٹی کے ایک خاص حصے کے حقوق کی حفاظت کرتا تھا۔۱۹۲۴ء میں "سیودی چلڈرن" کی بانی "Eglantyn Jebb"نے بچوں کے حقوق کو محفوظ بنانے کے لیے ایک اعلامیہ "Declaration of children rights"تیار کیا اور "League of Nation "پر زور دیا کہ وہ اس Declaration کو اپنائے۔یہ Declaration پانچ نکات پر مشتمل تھا جو اس سوسائٹی کے لیے مدد فراہم کرتا تھا جس میں بچے ہوں۔یہ Declaration اس تصور کو رواج دیتا تھا کہ بچوں کو کس قسم کے حقوق حاصل ہونے چاہیے۔یہ مسودہ جنگ کے بعد حکومتوں پر زور ڈالنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تاکہ بچوں کے حقوق کی حفاظت ہوسکے۔اس مسودے کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۹۵۹ءکچھ ترمیم کے ساتھ منظور کر لیا کہ ہر بچے کو خوشحال بچپن کا حق حاصل ہے۔بچوں کے حقوق کے تحفظ میں آج بھی اس Declaration کو امتیازی وصف حاصل ہے اس طرح سے دوسری جنگ عظیم کے نتیجے میں فاشزم کے عروج کے ساتھ لاکھوں بچوں کو دوبارہ قتل ہونے اور یتیم ہونے سے بچا لیا گیا۔

۱۹۴۸ءمیں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ پیش کیا جو ۲۵ شقوں پر مشتمل تھا۔اس مسودے میں بچے کو خصوصی دیکھ بھال اور حفاظت کا حقدار ٹھہرایا گیا۔۱۹۲۶ءمیں بین الاقوامی سطح پر سول اور سیاسی، سماجی، ثقافتی حقوق منظور کیے گئے۔اس معاہدے میں بچوں کے حقوق کی حمایت کی گئی اور تعلیم کے حق کو فروغ دیا گیا۔۱۹۷۳انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن داخلہ کے لئے کم از کم عمر پر کنونشن نمبر ۱۳۸ کو اپنایا جس میں کام کرنے کے لئے کم از کم عمر ۱۸ سال کا تعین کیا گیا۔ ۱۹۷۹ءکو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بچے کا بین الاقوامی سال نامزد کیا۔(۱)

○ کنونشن(سی-آر-سی)کا آغاز

تقریباً دس سال بعد اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۹۸۹ءمیں بچوں کے حقوق کا معاہدہ پیش کیا۔یہ معاہدہ "Un convention on the Rights of the Children"کے نام سے ہے جس کو CRC بھی کہا جاتا ہے۔یہ معاہدہ دس سال تک اقوام متحدہ میں زیر بحث رہا۔ ۱۹۷۹ءمیں بچے کے بین الاقوامی سال کے موقع پر پولینڈ نے ۱۹ شقوں پر مشتمل ایک بل پیش کیا جس کو نظر انداز کیا گیا کیونکہ اس وقت عالمی سیاست میں پولینڈ کا تعلق اشتراکی بلاک سے تھا۔اس لیے شروع میں سرمایہ داری بلاک نے پولینڈ سے آئی ہوئی اس تجویز کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔ لیکن کچھ سالوں کے بعد جب لوگوں

1-Children Rights and Social Work, H. Kosher etal, P: 15

نے اس میں دلچسپی لیناشروع کی تو سرمایہ داری بلاک کے اہم ممالک جس میں مغربی یورپ اور امریکہ بھی کود پڑے۔

اس کنونشن پر بحث کے دوران مسلم ممالک اور چرچ نے بہت دلچسپی لی۔ چرچ والے چاہتے تھے کہ اس معاہدہ کے ذریعے انہیں اسقاط حمل کی مہم میں مدد ملے گی اس لیے چرچ نے اس کنونشن میں یہ نقطہ شامل کروانے کی کوشش کی کہ بچے کی زندگی کا پہلا دن وہ مانا جائے جب نطفہ ماں کے پیٹ میں چلا جاتا ہے۔ لیکن انسانی حقوق کی تنظیمیں اس بات کے خلاف تھیں کہ وہ عورتوں کو ہمیشہ کے لیے اسقاط حمل کے حق سے محروم کردیں اس لیے چرچ کی یہ بات نہیں مانی گئی ۔ جبکہ دوسری طرف مسلم ممالک کی دلچسپی کی وجہ لڑکی تھی۔ یہ کسی ایسی چیز پر دستخط نہیں کرنا چاہتے تھے جس سے بچیوں کی زندگی پر ان کا اختیار کم ہوجائے۔ بچپن کی شادی اور بچیوں کی شادی پر والدین کا اختیار ان کی دلچسپی کے خاص موضوعات تھے۔ مسلمانوں کا ایجنڈا کافی حد تک مانا گیا کیونکہ اس معاہدے پر مشروط طور پر دستخط کیے جاسکتے تھے۔ مسلم ممالک پاکستان، ایران، سعودی عرب نے مشروط طور پر معاہدے پر دستخط کیے۔(۱)

○ کنونشن (سی-آر-سی) کیا ہے؟

دس سال بعد نومبر ۱۹۸۹ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بچوں کا عالمی معاہدہ پیش کیا اور ۲ ستمبر ۱۹۹۰ء کو اس کو عملی شکل دی۔ یہ معاہدہ ۵۴ شقوں پر مشتمل تھا ان میں ۴۱ شقیں بچوں کے حقوق پر مشتمل ہیں جبکہ ۱۳ شقیں ریاستوں اور اقوام متحدہ کی ذمہ داریاں ہیں۔ ۲۹ سے ۳۰ ستمبر ۱۹۹۰ء کو ہونے والے اجلاسوں میں ۷۱ سربراہان اور ۸۸ اعلیٰ افسروں نے شرکت کی۔ اس معاہدے پر ۱۹۰ ممالک نے دستخط کیے جبکہ صومالیہ خانہ جنگی اور امریکہ نے سپر پاور ہونے کے زعم میں دستخط نہیں کیے۔ اس کنونشن کی رو سے ہر ملک کو ہر دو سال کے بعد ایک پروگریس رپورٹ اقوام متحدہ کو پیش کرنی ہوگی۔ یہ کنونشن عربی، چینی، روسی، انگریزی، ہسپانوی زبانوں میں بھی نشر کیا گیا ہے۔

یہ معاہدہ اقوام متحدہ کے رکن ممالک کے درمیان طویل مذاکرات کے نتیجہ میں عمل میں آیا۔ اقوام متحدہ کے رکن ممالک ۱۰ سال کے طویل عرصہ میں اس معاہدے کے مسودے پر متفق ہوسکے۔ اگر کوئی ملک کسی بین الاقوامی معاہدے کی مکمل حمایت کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ملک معاہدے کا پابند رہنے پر تیار ہوتا ہے اور یہ کہ اس معاہدے کا رکن ملک ہونے کے ناطے معاہدے میں عائد تمام فرائض کو مانتے ہوئے پاکستان نے بھی اس معاہدے کی ۱۲ دسمبر ۱۹۹۰ء میں توسیع اس شرط پر کی کہ اس کی تشریح اسلامی اصولوں اور اقدار کے مطابق کی جائے گی۔ یوں پاکستان بچوں کے حقوق کے معاہدے کا شریک ملک ہونے کے ناطے اور معاہدے کی روشنی میں قومی قوانین میں ترمیم کرنے اور ملک میں اس معاہدے پر عمل درآمد کے بارے میں باقاعدگی سے رپورٹ دینے کا پابند ٹھہرا۔ اس لیے اس کنونشن میں موثر عملدرآمد کا جائزہ لینے کے لیے پاکستان نے"

1-Islamic Law and CRC,Imran Ahsan Nyazee, Islamic Law and CRC,Imran Ahsan Nyazee, International Islamic University, Islamabad,2003,P: 73

"قومی کمیشن برائے ترقی وبہبود اطفال" قائم کیا۔اب یہ کمیشن ضرورت کے مطابق بچوں کی حفاظت اور ان کی فلاح وبہبود کے بارے میں ذمہ دار ہے تاکہ ملک کے قوانین اور اقوام متحدہ کے کنونشن میں ہم آہنگی پیدا کی جاسکے۔ (۱)

○ بچوں کے حقوق کنونشن کے اختیاری پروٹوکول

اس کنونشن میں ۲ دفعہ تبدیلیاں رونما ہوئیں۔۲۵ مئی ۲۰۰۰ کو دو اختیاری پروٹوکول کو اپنایا گیا تھا۔پہلے اختیاری پروٹوکول میں فوجی تنازعات کی صورت میں ۱۸ سال سے کم عمر بچوں کی شمولیت پر پابندی عائد کر دی گئی یہ پروٹوکول ۱۲ جولائی ۲۰۰۲ء کو نافذ ہوا جبکہ دوسرے اختیاری پروٹوکول میں بچوں کی فروخت،ان کی عصمت فروشی اور فحش نگاری پر پابندی لگا دی گئی۔یہ پروٹوکول ۱۸ جنوری ۲۰۰۲ء کو نافذ ہوا۔دونوں پروٹوکول کو ۱۶۰ سے زائد ریاستوں کی طرف سے منظور کیا گیا ہے۔تیسرا پروٹوکول یکم نومبر ۲۰۱۱ء کو اقوام متحدہ کے جنرل اسمبلی نے مواصلات کے طریقہ کار پر بچے کے حقوق کے کنونشن کے اختیاری پروٹوکول کو اپنایا اس پروٹوکول میں بچوں یا ان کے نمائندوں کو بچوں کے حقوق کے خلاف ورزی کے لیے انفرادی شکایات دائر کرنے کی اجازت دی گئی اس پروٹوکول کو ۱۴ اپریل ۲۰۱۴ء میں نافذ کیا گیا۔ (۲)

○ بچے کے حقوق پر کمیٹی:(یہ کیا ہے اور یہ کیسے کام کرتا ہے)

اس معاہدہ کے بعد بچوں کے حقوق کی نگرانی کے لیے ایک کمیٹی ۲۷ فروری ۱۹۹۱ء میں تشکیل دی گئی جو اس بات کی نگرانی کرتی ہے کہ جو ممالک اس کنونشن کے رکن ہیں آیا وہ معاہدے پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں؟ ۸۰ کی دہائی میں جب معاہدہ سی-آر-سی منظور کیا گیا تو پولینڈ نے نگران ممالک کو لاگو کرنے کی تجویز پیش کی۔ہر ملک کو اقوام متحدہ کی اقتصادی اور سماجی کونسل میں کچھ رپورٹ باقاعدگی سے جمع کروانی ہونگی۔پولینڈ کی اس تجویز کو قبول نہیں کیا گیا تھا البتہ بچوں کے حقوق کے لیے کمیٹی کے کردار پر بات چیت شروع ہوئی اس کنونشن کو تین مضامین میں مکمل کیا گیا جن میں تخلیق، ساخت، کام اور کمیٹی کا کردار شامل تھے۔جب کنونشن ۲۰ نومبر ۱۹۸۹ء میں منظور کیا گیا تو کمیٹی کے ارکان کے لیے انتخابات شروع ہوئے۔کنونشن کے رکن ممالک کو بچوں کے حقوق کی کمیٹی کے اراکین کو منتخب کرنے کے لیے کہا گیا جس کے نتیجے میں ۲۷ فروری ۱۹۹۱ء کو ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ (۳)

یہ کمیٹی مندرجہ ذیل کاموں کو سرانجام دینے کی مجاز ہوگی۔

۱-یہ کمیٹی اس کنونشن میں شامل شعبوں میں مسلمہ قابلیت کے حامل دس ماہرین پر مشتمل ہوتی ہے جس کا انتخاب فریق ممالک اپنے شہریوں میں سے کرتے ہیں۔یہ ماہرین اپنی ذاتی حیثیت میں کام کرتے ہیں۔اس میں مساویانہ جغرافیائی تقسیم کے

1-Social Work and the Rights of the Child,Cristina Martins, Munsingen Switzerland, 2002, P:44

2-The State of Children in Pakistan,Unicef, 2015, P:27

3- https://www.humanium.org

ساتھ ساتھ بڑے بڑے نظام ہائے قانون کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے۔

۲- کمیٹی کے ممبران کا انتخاب خفیہ ووٹ کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ ہر فریق ملک اپنے شہریوں میں سے ایک فرد کو نامزد کر سکتا ہے۔

۳- کمیٹی کے انتخابات ہر دو سال کے بعد کیے جاتے ہیں ہر انتخابات سے چار ماہ پہلے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل فریق ممالک کو ایک خط لکھتے ہیں جس میں وہ انہیں دو ماہ کے اندر اندر اپنی نامزدگیاں بھیجنے کی دعوت دیتا ہے اس کے بعد سیکرٹری جنرل نامزد کیے گئے افراد کی حروف تہجی کے لحاظ سے فہرست بنا کر فریق ممالک کو پیش کی جاتی ہے جس میں ان کے انتخاب کردہ شہریوں کے نام درج ہوتے ہیں۔

۴- انتخابات کا انعقاد اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر میں فریق ممالک کے اجلاسوں میں کیا جاتا ہے۔ کمیٹی میں ان افراد کا چناؤ کیا جاتا ہے جس کو سب سے زیادہ ووٹ حاصل ہوں۔

۵- کمیٹی کے ممبران کا انتخاب ۴ سال کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ ممبران دوبارہ بھی انتخاب کے حقدار ہوں گے اگر ان کو دوبارہ نامزد کیا گیا ہو۔

۶- اگر کمیٹی کا منتخب ممبر وفات پا جائے یا کسی وجہ سے استعفیٰ دے دیتا ہے تو ایسی صورت میں فریق ممالک اپنے شہریوں میں سے ایک اور ماہر کو مقرر کر دیتا ہے جو بقیہ مدت تک یہ خدمت سر انجام دیتا ہے۔

۷۔ کمیٹی اپنے قواعد وضوابط خود بناتی ہے۔

۸- کمیٹی اپنے افسران کا انتخاب دو سال کے لیے کرتی ہے۔

۹- کمیٹی کے اجلاس کب اور کہاں ہوں گے اس کا فیصلہ کمیٹی کرتی ہے۔ عام حالات میں یہ اجلاس سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے۔

۱۰- اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اس کنونشن کے تحت بنائی گئی کمیٹی کو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے سر انجام دینے میں ضروری عملہ اور سہولیات مہیا کرتی ہے۔

۱۱۔ کمیٹی کے ممبران کے معاوضے کی ذمہ داری اقوام متحدہ کی ہوتی ہے۔[۱]

۱- مضامین انسانی حقوق، ۲۵۱

فصل سوم

مقاصد، اصول، خصوصیات

○ معاہدہ (سی-آر-سی) کے مقاصد

معاہدہ (سی- آر- سی) کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے نومبر ۱۹۸۹ء میں منظور کیا تھا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۹۰ء میں دنیا کے پہلے ۲۰ ممالک نے اسکی توثیق کر کے اسے عالمی قانونی حثییت دلائی۔ اس معاہدہ کے مقاصد میں ترقی و بہبود اطفال جیسے بچوں کی تفریح اور تعلیم کا فروغ قابل ذکر ہیں۔ رکن ممالک سے عہد لیا گیا کہ وہ رنگ، نسل، جنس، زبان، قومی، نسلی، سماجی حیثیت، جائیداد، معذوری، پیدائش یا دیگر ایسی حدود کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر بلا کسی قسم کے امتیاز کے موجودہ معاہدہ کے مطابق بچے کے حقوق کے احترام اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں گے۔ اس معاہدہ کی رو سے بچہ چاہے امیر کا ہو یا غریب کا کسی بھی ملک، علاقے سے تعلق رکھتا ہو ان سب بچوں کے ایک جیسے حقوق ہیں مثلاً بچے کا یہ حق ہے کہ اسے اچھی خوراک، لباس، تعلیم صحت کے مواقع حاصل ہیں۔ بچے چونکہ کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں لہٰذا ان کے روشن مستقبل کے لیے ہر قسم کے اقدامات کرنے چاہیں تاکہ وہ ہر قسم کے دباؤ سے نکل کے مستقبل کی طرف بڑھ سکیں آج کے اس افراتفری کے دور میں تشدد، دباؤ اور معاشی تضاد کا سلسلہ زوروں پر ہے ان نامساعد حالات سے بچوں کو دور رکھنا اور صحت مند ماحول کی فراہمی بہت ضروری ہے۔ جو لوگ اپنی مجبوریوں کی بناء پر بچوں کو تعلیم نہیں دلوا سکتے ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو کوئی ہنر سکھائیں اور ایسے پیشے سے وابستہ کرے جہاں ان کی عزت نفس مجروح نہ ہو اور وہ معاشرے میں باوقار طریقے سے زندگی بسر کر سکیں۔[۱]

اقوامِ متحدہ کنونشن کے عمومی اصول

حقوقِ اطفال پر اقوامِ متحدہ کنونشن نے بچوں کے حقوق سے متعلق ایک منفرد اور جامع طرزِ فکر اپنایا ہے۔ دوسرے انسانی حقوق میں معاشی سماجی اور تہذیبی پہلوؤں کو شہری اور سیاسی پہلوؤں سے الگ رکھا اور دیکھا جاتا ہے لیکن اس اقوامِ متحدہ کنونشن میں ان تمام پہلوؤں کو ایک منفرد طریقے سے یکجا کیا گیا ہے۔ بچے کی ذہنی بڑھوتری و شخصی و فکری ارتقاء اور وقار کیلئے ان تمام حقوق کو نہایت ضروری دیکھا گیا ہے۔ معاہدہ میں خصوصی طور پر ۴ شقوں پر توجہ دی گئی ہے جن کو عمومی اصول بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اقوام متحدہ کنونشن میں موجود دوسرے حقوق پر عملدرآمد کیلئے ان چاروں کو بنیاد تصور کیا گیا ہے۔[۲]

چار بنیادی شقیں درج ذیل ہیں۔

۱- کنونشن میں یقینی بنائے گئے تمام حقوق کی بچوں تک بنا کسی تعصب کے ہر ممکن دستیابی ہو۔ (شق نمبر ۲)

۲- بچوں سے متعلقہ تمام افعال میں بچوں کی دلچسپی کو بنیادی فوقیت دینا۔ (شق نمبر ۳)

۳- جینا بقاء اور ارتقاء ہر بچے کا حق ہے۔ (شق نمبر ۶)

۱- مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۳۳

2-Islamic Law and CRC,P: 7

۴- بچے سے متعلقہ تمام معاملات جو بچے پر اثر انداز ہوں ان میں بچے کے خیالات اور آراء کو سننا اور فوقیت دینا۔ (شق نمبر ۱۲)[1]

اقوام متحدہ کنونشن کی خصوصیات

۱- یہ کنونشن ۱۸ سال سے کم عمر ہر لڑکی اور لڑکے پر صادر آتے ہیں چاہے وہ لڑکا یا لڑکی شادی شدہ ہو یا ان کے بچے بھی ہو۔

۲- یہ کنونشن خاندان کی اہمیت پر زور دیتا ہے اور ایک ایسے ماحول کی فراہمی کی ضرورت پر زور دیتا ہے جو بچے کی صحت مند افزائش اور ترقی کے لیے ضروری ہو۔

۳- یہ کنونشن بچوں کی اہم مفادات، امتیازی سلوک سے اجتناب اور ان کے خیالات کا احترام کرنے پر زور دیتا ہے۔

۴- یہ کنونشن بچوں کے احترام اور انہیں معاشرے میں منصفانہ مقام کی فراہمی کو ضروری خیال کرتا ہے۔

یہ کنونشن سماجی، شہری، معاشی، سیاسی اور تہذیبی حقوق کے چار سیٹس پر توجہ مبذول کرواتا ہے۔

☆بقاء

☆تحفظ

☆ترقی

☆شمولیت

بقاء کے حق مندرجہ ذیل میں شامل ہیں۔

☆ جینے کا حق

☆بلند معیار زندگی

☆تغذیہ

☆مناسب معیار زندگی

☆نام، قومیت

تحفظ کے حق میں تمام محاذوں پر آزادی شامل ہے

☆استحصال

☆غیر انسانی سلوک

☆تشدد

☆ خصوصی حالات میں خصوصی تحفظ جیسے معذوری، ایمر جنسی کی صورت میں

1-The United nation convention on the Rights of the child,Children's Rights Alliance, 2010, P:2

☆ نظر انداز کرنا

ترقی کے حق میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔

☆ بچپن میں مناسب دیکھ بھال اور افزائش میں تعاون

☆ تعلیم کا حق

☆ سماجی حق

☆ تفریحی، ثقافتی، تہذیبی سرگرمیوں کا حق

شمولیت کے حق میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔

☆ بچے کو مذہب، عقیدے کا حق

☆ بچے کو اظہار حق کی آزادی

☆ بچے کے خیالات کا احترام

☆ بچے کی مناسب معلومات کا حق

تمام حقوق ایک دوسرے پر منحصر اور منقسم ہیں پھر بھی فطرت کے لحاظ سے ان کی تقسیم کی گئی ہے۔[1]

1-Islamic Law and CRC,P: 74

فصل چہارم

معاہدہ (سی-آر-سی) کے اہم نکات

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۹۸۹ء میں بچوں کا عالمی معاہدہ کیا اور ۲ ستمبر ۱۹۹۰ء میں اس کو عملی شکل میں لایا گیا۔ یہ معاہدہ ۵۴ شقوں پر مشتمل ہے۔ اس معاہدے کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حصہ اول میں ۴۱ شقیں ہیں جس میں بچوں کے حقوق پر بات کی گئی ہے۔ حصہ دوم ۴۲-۴۵ شقوں پر مشتمل ہے اس حصے میں ریاستوں کی ذمہ داریوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جبکہ حصہ سوم ۴۶-۵۴ شقوں پر مشتمل ہے اس حصے میں ریاستوں کے عملی اقدامات شامل ہیں۔ اس معاہدے پر ۱۹۰ ممالک نے دستخط کیے۔ رکن ممالک معاہدہ (سی-آر-سی) کے مندرجہ ذیل نکات پر متفق ہیں۔

☆حصہ اول (بچوں کے حقوق کی ۴۱ شقیں)

۱-بچے کی تعریف

کنونشن کے مطابق بچے سے مراد اٹھارہ سال سے کم عمر تمام انسان ہیں بجز اس کے کہ وہ بچوں کے قوانین کے مطابق اس سے پہلے بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہوں۔

۲-غیر امتیازی سلوک

(الف) فریق ممالک بچے یا ان کے والدین، قانونی سرپرست کی نسل، رنگ، جنس، زبان، ملک، قوم، قبیلے، پیدائش کی جگہ، سیاسی رائے، رتبے، جائیداد، معذوری یا دیگر ایسی حدود کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر بلا کسی قسم کے امتیاز کے موجودہ معاہدہ کے مطابق بچے کے حقوق کا احترام اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں گے۔

(ب) فریق ممالک ایسے تمام مناسب اقدامات کریں گے کہ بچے کا ہر طرح کے امتیازات یا سزاؤں سے تحفظ کیا جاسکے جن کی بنیاد بچے کے والدین قانونی سرپرستوں یا خاندان کے ارکین کے مقام و مرتبہ، سرگرمیوں، ظاہر کی گئی آراء یا اعتقادات پر مبنی ہو۔

۳-بچے کے بہترین مفادات

(الف) فریق ممالک بچوں سے متعلق تمام اقدامات میں خواہ وہ سرکاری یا نجی سماجی بہبود کے اداروں، قانونی عدالتوں، انتظامی محکموں یا قانون ساز اداروں کی جانب سے اٹھائے جائیں بچے کے بہترین مفادات کو سب سے اولین اہمیت دی جائے گی۔

(ب) فریق ممالک بچے یا بچی کے بہبود کے لیے تحفظ اور اس کا خیال رکھنے کے لیے ضروری اقدامات کو یقینی بنانے کا عہد کرتے ہیں۔ بچے یا بچی کے والدین، قانونی سرپرستوں یا ایسے افراد جو قانونی طور پر بچے یا بچی کے ذمہ دار ہوں گے حقوق و فرائض کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ضروری اقدامات کو یقینی بنانے کا عہد کرتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے تمام قانونی اور انتظامی اقدامات اٹھائیں گے۔ [1]

۱- https://www.ohchr.org

(ج) فریق ممالک بچوں کے تحفظ اور ان کا خیال رکھنے سے متعلق اداروں، خدمات اور سہولیات خصوصاً تحفظ، صحت، سٹاف کی تعداد اور موزونیت کے ساتھ ساتھ ماہرانہ نگرانی وانتظام کے شعبوں کو مجاز حکام کی جانب سے قائم کردہ معیارات کے مطابق یقینی بنائیں گے۔

۴-حقوق پر عمل درآمد

فریق ممالک عہد کرتے ہیں کہ موجودہ کنونشن کے تحت تسلیم شدہ حقوق کے نفاذ کے لیے مناسب قانونی، انتظامی اور دیگر اقدامات اٹھائیں گے۔ معاشی، سماجی اور تمدنی حقوق کے سلسلے میں فریق ممالک اپنے دستیاب وسائل کے اندر انتہائی حد تک اور جہاں ضرورت ہو بین الاقوامی تعاون کے نظام کے تحت اقدامات اٹھانے کا عہد کرتے ہیں۔

۵-والدین کی رہنمائی اور بچے کی صلاحیتیں

فریق ممالک بچوں کے والدین یا جہاں اس کا اطلاق ہوتا ہو، توسیعی خاندان یا کمیونٹی جیسے کہ مقامی روایت میں ہو، قانونی سرپرستوں یا بچے کے قانونی طور پر ذمہ دار دیگر افراد کی ذمہ داریوں، حقوق اور فرائض کا پورا احترام کریں گے جو بچے کی صلاحیتوں کے ارتقاء پذیر ہونے سے مطابقت رکھتے ہوں اور بچے کے موجودہ کنونشن میں تسلیم کیے گئے حقوق کو روبہ عمل لانے کے لیے موزوں سمت متعین کرنے اور رہنمائی مہیا کرنے میں ممد ومعاون ہوں۔

۶-بقاء اور ترقی

(الف) فریق ممالک تسلیم کرتے ہیں کہ ہر بچہ زندگی کا پیدائشی حق رکھتا ہے۔

(ب) فریق ممالک بچے کی زندگی اور ترقی کو انتہائی ممکن حد تک یقینی بنائیں گے۔

۷-نام اور قومیت

(الف) پیدائش کے فوراً بعد بچے بچی کا اندراج کیا جائے گا اور اپنی پیدائش سے ہی نام رکھے جانے کا حق، قومیت کسی قوم سے تعلق

رکھنے (ملک) کا حق اور جہاں تک ممکن ہو بچے / بچی کو اپنے والدین کو جاننے اور ان کی جانب سے خیال رکھے جانے کا حق رکھتا / رکھتی ہے۔

(ب) فریق ممالک اپنے ملکی قوانین کے مطابق اور اس شعبہ میں متعلقہ بین الاقوامی معاہدات کے مطابق اپنی ذمہ داریوں خصوصاً ایسی صورت میں جب بچے کا کوئی ملک نہ ہو، ان حقوق کے نفاذ کو یقینی بنائیں گے۔ [1]

۱-https://www.unicef.org

۸- شناخت کا تحفظ

(الف) فریق ممالک بچے کی اپنی شناخت بشمول قومیت، نام، خاندانی رشتے جیسا کہ قانون نے تسلیم کئے ہیں کو محفوظ بنانے کے حق کا بغیر کسی غیر قانونی مداخلت کے احترام کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

(ب) جہاں بچہ یا بچی اپنی شناخت کے کچھ یا سارے کے سارے عناصر سے قانونی طور پر محروم ہو، فریق ممالک وہاں بچے یا بچی کی شناخت کو تیزی کے ساتھ دوبارہ متعین کرنے کی غرض سے مناسب امداد اور تحفظ فراہم کریں گے۔

۹-والدین سے علیحدگی

(الف) فریق ممالک اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ بچہ یا بچی کو والدین کی مرضی کے خلاف ان سے جدا نہیں کیا جائے گا صرف ایسی صورت میں بچے کو علیحدہ کیا جائے گا جب مجاز حکام عدالتی جائزے کی شرط کے ساتھ نافذ العمل قانون اور طریقہ کار کے تحت یہ تعین کریں کہ ایسی جدائی بچے / بچی کے بہترین مفاد میں ہے۔ ایسا تعین ایک مخصوص صورت میں ضروری ہو سکتا ہے جیسے کہ والدین کی طرف سے بچے کے ساتھ بدسلوکی یا اسے نظر انداز کئے جانا یا (پھر) ایسی صورت میں جب بچے کے والدین علیحدہ رہ رہے ہوں اور بچے کی رہائش کی جگہ کے بارے میں فیصلہ کرنا ضروری ہو۔

(ب) موجودہ آرٹیکل کے پیرگراف (ا) میں مذکورہ کسی بھی کاروائی میں متعلقہ فریقوں کو اس کاروائی میں حصہ لینے اور اپنے نظریات کو پیش کرنے کا موقع فراہم کیا جائے گا-

(ج) فریق ممالک اپنے ایک یا دونوں والدین سے الگ کئے جانے والے بچے کے اس حق کا احترام کریں گے کہ وہ باقاعدہ بنیادوں پر دونوں والدین کے ساتھ ذاتی تعلقات اور براہ راست رابطہ قائم رکھے سوائے ایسی صورت کے کہ یہ بچے کے بہترین مفاد کے برعکس ہو۔

(د) جہاں کہیں یہ علیحدگی کسی فریق ملک کے کسی عمل کے نتیجے میں واقع ہوئی ہو جیسا کہ والدین میں سے کسی ایک یا دونوں یا پھر بچے / بچی کی گرفتاری، قید، جلاوطنی (ملک سے) جبری بے دخلی یا موت (بشمول ایسی موت جو دوران حراست کسی بھی وجہ سے واقع ہوئی ہو) تو وہ فریق ملک، درخوست کرنے پر، والدین بچے یا اگر مناسب ہو تو خاندان کے کسی دوسرے فرد کو خاندان کے غائب فرد / افراد کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کرے گا بشرطیکہ یہ معلومات بچے کی بہتری کے لیے ضرر رساں نہ ہوں۔ فریق ممالک اس بات کو مزید ہو یقینی بنائیں گے کہ اس طرح کی کوئی درخواست، درخواست گزار / گزاروں کے لیے برے نتائج کا موجب نہ بنے۔[۱]

۱- مضامین انسانی حقوق، ص:۲۳۳

۱۰-خاندان کا حصول

(الف) آرٹیکل ۹ پیراگراف کے تحت فریق ممالک کی ذمہ داری ہے کہ بچے / بچی یا ان کے والدین کی جانب سے خاندان کو اکٹھا کرنے کے لیے جو درخواست پیش کی جائے اس پر مثبت انداز، انسانی ہمدردی پر مبنی رویئے اور تیز رفتاری کے ساتھ عمل کریں۔ فریق ممالک اس بات کو مزید یقینی بنائیں کہ ایسی دراخوست، درخواست گزاروں یا ان کے افراد خانہ کے لیے برے نتائج کا باعث نہیں بنتی۔

(ب) ایک بچہ جس کے والدین مختلف ممالک میں رہائش پذیر ہیں یہ حق رکھتا ہے کہ وہ مستقل / باقاعدہ بنیادوں پر سوائے مستثنٰی حالات کے اپنے والدین کے ساتھ ذاتی تعلقات اور براہ راست رابطے رکھ سکتے ہے۔ اس مقصد کے حصول اور دفعہ ۹ پیراگراف ا کے تحت اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے فریق ممالک بچے / بچی یا ان کے والدین کے کسی بھی ملک بشمول ان کے اپنے ملک کو چھوڑنے اور ان کے اپنے ملک میں داخل ہونے کے حق کا احترام کریں گے۔ کسی ملک کو چھوڑنے کے حق پر صرف ایسی پابندیوں کا اطلاق ہو گا جو قانون کے مطابق عائد کی گئی ہوں اور جو قومی سلامتی کے تحفظ، معاشرتی نظم، عوامی صحت یا اخلاقیات یا دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کے تحفظ کے لیے ضروری ہوں اور جو موجودہ کنونشن میں تسلیم شدہ حقوق کے مطابق ہوں۔

۱۱-غیر قانونی منتقلی اور ناواپسی

(الف) فریق ممالک بچوں کی بیرونی ملک ناجائز منتقلی اور واپسی کا مقابلہ کرنے کے لیے اقدامات کریں گے۔

(ب) اس مقصد کے حصول کے لیے فریق ممالک دوطرفہ یا کثیر الجہتی معاہدوں کو فروغ دیں گے یا موجودہ معاہدوں سے منسلک ہو جائیں گے۔

۱۲- بچے کی رائے

(الف) فریق ممالک ایسے بچے / بچی کو جو اپنے نظریات / نکتہ نظر بتانے کی اہلیت رکھتا / رکھتی ہو ان نظریات / نکتہ ہائے نظر کو ان تمام معاملات میں جو اسے متاثر کرتے ہوں، آزادی سے بیان کرنے کے حق کا یقین دلائیں گے اور بچے کے نکتہ نظر کو اس عمر اور بالغ نظری کو مد نظر رکھتے ہوئے وزن دیں گے۔

(ب) اس مقصد کے لیے بچے کو خاص طور پر اس بات کا موقع فراہم کیا جائے گا کہ اس کی بات کو ایسی عدالتی یا انتظامی کاروائیوں میں جو بچے کو متاثر کرتی ہوں، میں یا تو براہ راست یا کسی نمائندے یا کسی مناسب ادارے کے ذریعے اس انداز سے سنا جائے گا۔ جو قومی قانون کو قواعد وضوابط کے مطابق ہو۔۔[1]

---

1 -https://www.ohchr.org

۱۳-اظہار کی آزادی

(الف) بچے کو آزادی اظہار کا حق حاصل ہو گا۔ اس حق میں معلومات اور ہر قسم کے خیالات۔ سرحدوں کا خیال کئے بغیر تلاش کرنے، وصول کرنے اور مہیا کرنے، زبانی طور پر، تحریری طور پر، چھپی ہوئی شکل میں، آرٹ کی شکل میں یا بچے کی پسند کا کوئی بھی طریقہ شامل ہے۔

(ب) اس حق کے استعمال پر کچھ پابندیاں کا اطلاق ہو سکتا ہے لیکن یہ صرف ایسی (پابندیاں) ہوں گے جو کہ قانون میں موجود ہیں اور ضروری ہیں۔

۱-دوسروں کے حقوق اور شہریت کے احترام کے لئے یا

۲-قومی سلامتی یا عوامی نظم یا عوامی صحت و اخلاقیات کے تحفظ کے لیے

۱۴-سوچ، ضمیر، مذہب کی آزادی

(الف) فریق ممالک بچے کی آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کے حق کا احترام کریں گے۔

(ب) فریق ممالک، بچے کے والدین یا جہاں کہیں اطلاق ہو تا ہو، اس کے قانونی سرپرستوں کے بچے / بچی کو اس کے حق کے اس طرح استعمال کرنے کے سلسلے میں جو اس کی اہلیتوں کے ارتقاء میں معاون ہو گا- رہنمائی کے حوالے سے حقوق و فرائض کا احترام کریں گے۔

(ج) کسی کے مذہب یا عقائد کے اظہار کی آزادی کو صرف ایسی پابندیوں کے تابع کیا جا سکتا ہے جو قانون میں تجویز کی گئی ہیں اور جو عوامی تحفظ، سماجی نظم وضبط، صحت یا اخلاقیات یا دوسروں کے بنیادی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہوں۔

۱۵- تنظیم سازی کی آزادی

(الف) فریق ممالک بچے کی تنظیم سازی کے پرامن احتجاج کے حقوق کو تسلیم کرتی ہیں

(ب) ان حقوق کے استعمال پر کوئی پابندیاں نہ لگائی جائیں سوائے ان کے جو قانون کے مطابق ہوں اور جو ایک جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی یا عامہ الناس کی حفاظت، عوامی صحت یا اخلاق کے تحفظ یا دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کے لیے مفید ہوں۔ (۱)

۱۶-رازداری کی حفاظت

(الف) کسی بھی بچے کی نجی زندگی خاندان گھر یا مراسلت میں غیر قانونی یا من مانی مداخلت نہیں کی جائے گی نہ ہی اس کے (بچے

1- The United Nations Convention on the Rights of the child, P: 15

بچی) کی عزت شہرت پر غیر قانونی حملے کیے جائیں گے۔

(ب) بچے کو ایسی مداخلت یا حملوں کے خلاف قانونی تحفظ کا حق حاصل ہے۔

۱۷-مناسب معلومات تک رسائی

(الف) فریق ممالک ذرائع کے اہم کردار کو تسلیم کرتے ہیں اور بچہ یا بچی کی مختلف النوع قومی اور بین الاقوامی ذرائع سے معلومات اور مواد تک رسائی خصوصاً ایسے (مواد اطلاعات) تک رسائی کو یقینی بنائیں گے جو اس کے سماجی، روحانی اور اخلاقی بہتری اور جسمانی و ذہنی صحت کے فروغ کے مقصد کے لیے ہوں۔

۱- ذرائع ابلاغ بچے کے سماجی اور ثقافتی فوائد کے لیے معلومات کی اشاعت کی حوصلہ افزائی کریں گے اور آرٹیکل ۲۹ کی روح کے مطابق مختلف النوع ثقافتی، قومی اور بین الاقوامی ذرائع سے۔

۲- حاصل کئے گئے ایسے مواد کی تیاری، تبادلے اور نشرو اشاعت کے لیے بین الاقوامی تعاون کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

۳- بچوں کی کتابوں کی تیاری اور فراہمی کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

۴- ذرائع نشرو اشاعت کی اقلیتی گروہ یا مقامی گروہ کے بچے کی لسانی ضروریات کا خاص خیال رکھنے کے سلسلے میں حوصلہ افزائی کریں گے۔

۵- آرٹیکل ۳ اور ۱۸ کی دفعات کو ذہن میں رکھتے ہوئے بچے کو نقصان دہ معلومات اور مواد سے محفوظ رکھنے کے لئے مناسب رہنما اصولوں کی تیاری کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

۱۸-والدین کی ذمہ داریاں

(الف) فریق ممالک اس اصول کو تسلیم کرنے کے لیے اپنی کوششیں بروئے کار لائیں گے کہ بچے کی پرورش اور نشوونما کے لیے دونوں (والدہ اور والد) کی مشترکہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ والدین یا قانونی سرپرستوں جو بھی صورت ہو گی، بچے کی پرورش اور نشوونما بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے۔ بچے کے بہترین مفادات ان کی بنیادی ذمہ داری ہو گی۔

(ب) موجودہ معاہدے میں ذکر شدہ حقوق کو تحفظ دینے کے نقطہ نظر سے شریک معاہدہ ریاستیں، والدین اور قانونی سرپرست حضرات کو بچوں کی پرورش سے عہدہ برآہ ہونے کے لیے مناسب مدد فراہم کریں گے اور بچوں کی نگہداشت کے لیے اداروں، سہولتوں اور دیگر خدمات کی فراہمی کو یقینی بنائیں گے۔[۱]

(ج) شریک معاہدہ ریاستیں وہ تمام اقدامات کریں گی جن سے ملازمت پیشہ والدین کو بچوں کی نگہداشت کی سہولتوں سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہو جائے۔

---

۱ -https://www.unicef.org

۱۹-بد سلوکی اور غفلت سے تحفظ

(الف) فریق ممالک بچے کو جبکہ وہ والدین، قانونی سرپرست (سرپرستوں) یا کسی بھی فرد جو بچے کی نگہداشت کر رہا ہو، جسمانی یا ذہنی تشدد، زخم یا زیادتی، غفلت پر مبنی سلوک، بد سلوکی یا استحصال بشمول جنسی بد سلوکی سے تحفظ کے لئے تمام مناسب، قانونی، انتظامی، سماجی اور تعلیمی اقدامات کریں گے۔

(ب) اس طرح کے تحفظاتی اقدامات میں جیسا کہ مناسب ہو، بچے اور ان کی نگہداشت کرنے والوں کو ضروری امداد مہیا کرنے کے لیے سماجی پروگراموں کے اجراء کے لیے موثر طریقہ کار کے ساتھ ساتھ روک تھام کی دوسری صورتوں اور نشاندہی، اطلاع، حوالہ دینے کا عمل، تفتیش، علاج اور بچے سے بد سلوکی کے معاملات کی بعد ازاں نگرانی اور جیسا بھی مناسب ہو عدالتی چارہ جوئی کے اقدامات بھی شامل ہونے چاہئیں۔

۲۰-خاندان کے بغیر بچے کی حفاظت

(الف) ایسا بچہ یا بچی جو عارضی یا مستقل طور پر خاندانی ماحول سے محروم ہو یا جس کے اپنے بہترین مفادات میں اسے ایسے ماحول (خاندانی ماحول) میں رہنے کی اجازت نہ دی جا سکتی ہو، مملکت کی طرف سے خصوصی تحفظ اور امداد کا اہل ہو گا یا ہو گی۔

(ب) فریق ممالک، اپنے قومی قوانین کے مطابق، اپنے بچے کے لیے متبادل نگہداشت کی فراہمی کو یقینی بنائیں گے۔

(ج) ایسے اقدامات میں بچے کو نگہداشت میں دینا، اسلامی قانون کے مطابق کفالہ (کفالت) بچے کو اپنانا یا اگر ضروری ہو تو بچہ گھر، بچوں کی نگہداشت کرنے والے مناسب اداروں میں داخل کرانا ہو سکتے ہیں۔ بچے کے مسائل کے حل پر غور کرتے ہوئے بچے کی نشوونما کے عمل میں تسلسل اور اس کے نسلی، مذہبی، ثقافتی اور لسانی پس منظر کو ضروری اہمیت دی جائے گی۔

۲۱-گود لینا

فریق ممالک جو ADOPTION متبنٰی بنانے کے نظام کو تسلیم کرتے یا اس کی اجازت دیتے ہیں وہ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ بچے کے بہترین مفادات کو اولین اہمیت دی جائے۔[1]

(الف) وہ اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ متبنٰی بنانے کے عمل کو مجاز حکام نے اجازت دی جائے جو ضروری اور مصدقہ (قابل اعتماد) اطلاعات اور قابل اطلاع قانون اور طریقہ کار کے عین مطابق اس بات کا تعین کریں گے کہ والدین رشتہ داروں اور قانونی سرپرستوں کے حوالے سے بچے کے حیثیت کے مطابق متبنٰی بنانے کا عمل جائز ہے اور یہ کہ اگر ضرورت ہو، تو متعلقہ افراد (متبنٰی بنانے کے عمل) ضروری مشورے کی بنیاد پر سوچی سمجھی رضامندی ظاہر کر چکے ہیں۔

(ب) تسلیم کرتے ہیں کہ اگر بچے کو پیدائش کے ملک میں کسی خاندان کا متبنٰی بنانے یا اپنانے یا اس کی نگہداشت مناسب انداز

1- https://www.ohchr.org

سے ممکن نہ ہو تو دوسرے ممالک میں سے اپنانے کو بچے کی مناسب نگہداشت کے ایک متبادل ذریعے کے طور پر زیر غور لایا جا سکتا ہے۔

(ج) اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ بچہ کسی دوسرے ملک میں اپنائے جانے کی صورت میں اپنی پیدائش کے ملک میں موجود متبنّٰی بنائے جانے پر حاصل ہونے والے تمام تحفظات اور معیارات کے برابر (تحفظات و معیارات) حاصل کرے۔

(د) اس بات کو یقینی بنانے کے لیے تمام مناسب اقدامات اٹھائیں گے کہ کسی دوسرے ملک میں اپنائے جانے کی صورت میں اس عمل کی وجہ سے وہ لوگ غیر مناسب معاشی مفادات حاصل نہ کر سکیں جو اس عمل میں شریک ہیں۔

(ر) جہاں مناسب ہو، موجودہ آرٹیکل کے مقاصد کو دوطرفہ یا کثیر الجہتی انتظامات یا معاہدات کو ذریعے فروغ دیں گے اور اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ اس طریقہ کار کے تحت بچے کو کسی دوسرے ملک میں رکھنے کا عمل مجاز حاکم اور اداروں کے ذریعے ہی پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

۲۲- پناہ گزین بچے

(الف) فریق ممالک اس امر کو یقینی بنانے کے لیے مناسب اقدامات کریں گے کہ ایک بچہ جو مہاجر کی حیثیت حاصل کرنا چاہتا ہے یا جیسے متعلقہ ملکی یا بین الاقوامی قوانین اور طریقہ ہائے کے مطابق مہاجر تصور کیا جاتا ہے خواہ اپنے والدین یا کسی شخص کے ساتھ ہو یا اکیلا ہو، موجودہ کنونشن اور دوسرے بین الاقوامی انسانی حقوق یا انسانی ہمدردی کی بنیاد پر دی جانے والی امداد اور متعلقہ حقوق حاصل کرنے کا اہل ہو گا۔

(ب) اس مقصد کے لئے فریق ممالک جیسا مناسب سمجھیں اقوام متحدہ اور دوسری بین الحکومتی مجاز تنظیموں یا اقوام متحدہ سے تعاون کرنے والی غیر حکومتی تنظیموں کو ایسی تمام کوششوں کے لئے تعاون فراہم کریں گے جو ایسے بچے کے تحفظ اور امداد اور کسی مہاجر بچے کے والدین یا خاندان کے دوسرے افرا کی تلاش، تاکہ اس بچے یا بچی کے اپنے خاندان کے ساتھ دوبارہ ملاپ کے بارے میں ضروری اطلاعات فراہم ہو سکیں، ایسی صورت میں جب والدین یا دوسرے افراد خاندان نہ مل سکیں، بچے کو وہی تحفظ فراہم کیا جائے گا جو موجودہ کنونشن کے تحت کسی بھی ایسے بچے کو حاصل ہے جو کسی بھی وجہ سے عارضی یا مستقل طور پر اپنے خاندانی ماحول سے محروم ہو گیا ہو۔ [1]

۲۳-معذور بچے

(الف) فریق ممالک تسلیم کرتے ہیں کہ ذہنی یا جسمانی طور پر معذور بچے کو ایک مکمل اور نفیس زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہیے ایسے حالات میں جو اس کے وقار اور خود انحصاری کے فروغ کو یقینی اور کمیونٹی میں اس کے مکمل شمولیت کو آسان

۱- مضامین انسانی حقوق، ۲۵

بنائیں۔(ب) فریق ممالک معذور بچے یا بچی کے خصوصی خیال رکھنے کے حق کو تسلیم کرتے ہیں اور مہیا وسائل کے اندر اس مستحق بچے یا بچی یا اس کی نگہداشت کے ذمہ دار افراد کی جانب سے امداد کی دراخوست پر، جو بچے کے حالات اور اس کی نگہداشت کرنے والے والدین یا دیگر افراد کے حالات سے مناسبت رکھتی ہو، کی توسیع اور حوصلہ افزائی کو یقینی بنائیں گے۔

(ج) معذور بچے کی خصوصی ضروریات کو تسلیم کرتے ہوئے موجودہ آرٹیکل کے پیراگراف ۲ کے تحت مہیا کے جانے امداد جب بھی ممکن ہو بغیر کسی معاوضے کے ادا کے جائے گی اور (اس سلسلے میں) بچے کے والدین یا اس کی نگہداشت کرنے والے دیگر افراد کے معاشی وسائل کو مد نظر رکھا جائے گا اور اس مقصد کے لیے معذور بچے کے لیے تعلیم، تربیت، حفظان صحت، از سر نو آباد کاری کی خدمات روز گار کے (حصول) کے لیے تیاری اور تفریح کو مواقع کا اس طرح حصول کہ جس سے ممکنہ حد تک مکمل سماجی یکجہتی اور انفرادی ترقی بشمول بچے یا بچی کی ثقافتی اور روحانی ترقی حاصل ہو۔

(د) فریق ممالک تعاون کے بین الاقوامی جذبے کے تحت معذور بچوں کے طبی، نفسیاتی و عملی علاج، پرہیزی نگہداشت کے بارے میں مناسب اطلاعات کے تبادلے بشمول از سر نو آباد کاری، تعلیم اور پیشہ ورانہ خدمات سے متعلق اطلاعات کو عام کرنے اور ان تک رسائی کو مقصد کے تحت فروغ دیں گے کہ فریق ممالک ان شعبوں میں اپنی استعداد اور مہارتوں کو بہتر بنا سکیں اور تجربے کو وسعت دے سکیں۔ اس حوالے سے ترقی پذیر ممالک کی ضروریات کو خصوصی طور پر مد نظر رکھا جائے گا۔

۲۴- صحت اور صحت کی خدمات

(الف) فریق ممالک بچے کی صحت کے اعلیٰ ترین قابل حصول معیارات اور بیماری کے علاج اور صحت کے دوبارہ حصول کی سہولیات کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ فریق ممالک اس بات کو یقینی بنانے کے لیے جدوجہد کریں گے کہ بچہ یا بچی ان صحت کی نگہداشت کی سہولتوں تک رسائی کے حق سے محروم نہ ہو۔

(ب) فریق ممالک اس حق کے مکمل نفاذ کے لیے کوشاں رہیں گے اور خاص طور پر مندرجہ ذیل اہداف کے حصول کے لیے مناسب اقدامات اٹھائیں گے:-

۱- نوزائیدہ بچوں اور بچیوں کے شرح اموات میں کمی کرنا۔

۲- تمام بچوں کے لیے ضروری طبی امداد اور صحت کی نگہداشت خصوصاً صحت کی بنیادی نگہداشت کی دستیابی کو یقینی بنانا۔[1]

۳- بیماری اور خوراک کی کمی سے نمٹنے بشمول بنیادی صحت کی نگہداشت کے فریم ورک میں شامل (اقدامات) بذریعہ آسان دستیاب ٹیکنالوجی اور ماحولیاتی آلودگی کے خطرات کو مد نظر رکھتے ہوئے مناسب غذائی خوراک اور صاف پینے کے پانی کی فراہمی۔

---

1 -Islamic law and CRC,P: 72

۴-ماؤں کی بعد از زچگی، صحت کی نگہداشت یقینی بنانا۔
۵-معاشرے کے تمام طبقات خصوصا والدین اور بچوں کے اطلاعات اور تعلیم تک رسائی اور بچے کی صحت اور غذائیت کے بارے میں بنیادی علم کے استعمال میں امداد، چھاتی سے دودھ پلانے کے فوائد، حفطان صحت اور ماحولیاتی صفائی اور حادثات سے بچاؤ کو یقینی بنانا۔
۶-بیماریوں کے تدارک کے ذریعے صحت کی نگہداشت، والدین کی رہنمائی اور فیملی پلاننگ کی تعلیم اور خدمات کو ترقی دینا۔
۷-فریق ممالک موجودہ آرٹیکل میں تسلیم شدہ حق کے بتدریج مکمل حصول کے لیے بین الاقوامی تعاون کی حوصلہ افزائی کرنے اور فروغ دینے کا عہد کرتے ہیں۔اس حوالے سے ترقی پذیر ممالک کی ضروریات کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

۲۵-مجازاداروں کا وقتاً فوقتاً جائزہ

فریق ممالک ایسے بچے جسے مجازاداروں نے نگہداشت، تحفظ یا اس کی جسمانی اور ذہنی صحت کے لیے حوالے کیا ہو، کے اسے مہیا کئے جانے والے علاج اور اس کے حوالے کئے جانے سے متعلق تمام دوسرے حالات کا وقفے وقفے سے جائزہ لینے کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔

۲۶-معاشرتی تحفظ

(الف) فریق ممالک ہر بچے کے سماجی تحفظ بشمول سماجی انشورنس سے فائدہ حاصل کرنے کے حق کو تسلیم کریں گے اور اس حق کے اپنے قومی قانون کے مطابق مکمل حصول کے لیے ضروری اقدامات اٹھائیں گے۔
(ب) جہاں مناسب ہو بچے اور اس کی نگہداشت کے ذمہ دار افراد کے وسائل اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے فائدے مہیا کئے جائیں گے اس کے ساتھ ساتھ بچے کے فائدے کے لیے بچے کی طرف سے یا اس کے لیے کسی اور طرف سے دی جانے والے دراخوست سے متعلق کسی دوسری چیز کو بچے کے مفادات کے لیے ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

۲۷-معیار زندگی

(الف) فریق ممالک ہر بچے کی جسمانی، ذہنی، روحانی، اخلاقی اور سماجی ترقی کے لیے ضروری معیار زندگی (کے حصول) کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔[۱]
(ب) فریق ممالک ہر بچے کے جسمانی ذمہ دار دیگر افراد کی یہ اولین ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی قابلیت اور معاشی اہلیت کے اندر بچے کی ترقی کے لیے ضروری حالت زندگی حاصل کریں۔
(ج) فریق ممالک اپنے قومی حالات اور وسائل کے اندر رہتے ہوئے، والدین اور بچے کے ذمہ دار دیگر افراد کو اس حق کے نفاذ

1 -Social Work and the Rights of the Child, P:30

کے لیے امداد فراہم کرنے کی غرض سے مناسب اقدامات کریں گے اور ضرورت کی صورت میں مادی امداد اور امدادی پروگرام خصوصاً غذائیت، لباس اور مکان فراہم کرنے کے پروگرام شروع کریں گے۔

(د) فریق ممالک بچے کے والدین یا اس کی مالی ذمہ داری لینے والے افراد خواہ فریق ملک یا کسی بیرونی ملک میں رہتے ہوں، سے بچے کی پرورش کے لیے (مالی وسائل) کی وصولی کے لیے تمام مناسب اقدامات کریں گے۔ خاص طور پر اگر بچے کی مالی ذمہ داری لینے والا فرد بچے کے ملک کے بجائے کسی دوسرے ملک میں رہتا ہو، فریق ممالک بین الاقوامی معاہدات میں شامل ہونے کے عمل کو فروغ دیں گے۔ یا ایسے معاہدے کرنے کے ساتھ ساتھ اور بھی مناسب انتظامات کریں گے۔

۲۸- تعلیم

(الف) فریق ممالک بچے کے تعلیم کے حق کو تسلیم کرتے ہیں اور اس حق کے بتدریج حصول اور سب کے لیے یکساں مواقع فراہم کرنے کے لیے خاص طور پر مندرجہ ذیل اقدامات کریں گے۔

۱- ابتدائی تعلیم کو لازمی قرار دے کر اس کی سب کے لیے مفت دستیابی۔

۲- ثانوی تعلیم کی مختلف اقسام بشمول عمومی اور پیشہ وارنہ تعلیم کی حوصلہ افزائی و ترقی ہر ایک بچے کی اس (تعلیم) تک رسائی اور اس کی دستیابی اور مفت تعلیم کو متعارف کرانے اور ضرورت کی صورت میں مالی امداد کی فراہمی کے لیے ضروری اقدامات۔

۳- ہر مناسب طریقے سے سب کے لیے اہلیت کی بنیاد پر اعلیٰ تعلیم تک رسائی کو ممکن بنانا۔

۴- تعلیمی و پیشہ وارنہ معلومات اور رہنمائی کو تمام بچوں کے لیے دستیاب کرنا اور اس تک رسائی کو ممکن بنانا۔

۵- اسکولوں میں باقاعدہ حاضری کی حوصلہ افزائی اور بچوں کے تعلیم مکمل کیے بغیر سکول چھوڑ دینے کی شرح میں کمی کے لیے اقدامات کرنا۔

(ب) فریق ممالک اسکول میں نظم وضبط کے قیام کو بچے کے انسانی وقار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور موجود کنونشن کے مطابق یقینی بنانے کے لیے تمام مناسب اقدامات کرنا۔[۱]

(ج) فریق ممالک تعلیم سے متعلق، خاص طور پر تمام دنیا سے جہالت اور خواندگی کے خاتمے، سائنسی تکنیکی اور جدید طریقہ ہائے تعلیم کی حوصلہ افزائی کریں گے اور انہیں فروغ دیں گے اس سلسلے میں ترقی پذیر ممالک کی ضروریات کا خاص خیال رکھا جائے گا۔[۲]

---

1 -The united Nations Convention on The Rights of the child,P: 27

2 -Islamic law and CRC,P: 80

۲۹- تعلیم کے مقاصد

(الف) فریق ممالک اتفاق کرتے ہیں کہ بچے کی تعلیم کے مقاصد یہ ہوں گے:-

۱- بچے کی شخصیت، ذہنی استعداد اور ذہنی وجسمانی قابلیتوں کی مکمل صلاحیت تک نشوونما۔

۲- انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں اور اقوام متحدہ کے چارٹر مین درج شدہ اصولوں کے احترام میں اضافہ۔

۳- بچے کے والدین اس کی ثقافتی شناخت، زبان، اقدار، اس ملک کے قومی اقدار (کا احترام) جہاں بچہ یا بچی رہتا/ رہتی ہے اور اس ملک کے (قومی اقدار کا احترام) جو بچے یا بچی کی جائے پیدائش ہے اور ان تہذیبوں کا احترام جو بچے یا بچی کی اپنی (تہذیب) سے مختلف ہوں، کے احترام کو فروغ دینا۔

۴- بچے کو ایک آزاد معاشرے میں سمجھ بوجھ، امن، برداشت، جنسی مساوات، تمام لوگوں، نسلی، قومی اور مذہبی گروپوں اور مقامی افراد کے ساتھ دوستی کے جذبے کے تحت ذمہ داری سے زندگی گزارنے کے قابل بنانا۔

۵- فطری ماحول کی ترقی کے لئے احترام کا فروغ۔

(ب) موجودہ آرٹیکل یا آرٹیکل ۲۸ کے کسی بھی حصے کا کوئی ایسا مطلب نہیں نکالا جائے گا۔ جس سے ایسے افراد اور اداروں کی آزادی میں مداخلت ہو جو تعلیمی اداروں کا قیام اور رہنمائی کرتے ہیں بشرطیکہ یہ موجودہ آرٹیکل کے کے پیراگراف میں بیان کئے گئے اصولوں اور ایسی ضروریات کے تابع ہوں جس کے مطابق یہ ادارے ایسے کم سے کم تعلیمی میعارات کو پورا کریں جو مملکت تجویز کرے۔

۳۰- اقلیتوں یا مقامی لوگوں کے بچے

ایسے ممالک میں جہاں نسلی، مذہبی، یا لسانی اقلیتیں یا مقامی دیسی اقلیت یا (دیسی گروپ) سے تعلق رکھتا ہو اسے اس کے گروپ سے تعلق رکھنے والے دوسرے افراد کے ساتھ کمیونٹی میں اپنی ثقافت پر عمل کرنے، اس کے اپنے مذہب کو ماننے اور اس پر عمل کرنے یا اپنی زبان استعمال کرنے کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

۳۱- تفریح اور ثقافتی سرگرمیاں

(الف) فریق ممالک بچے کے آرام اور فرصیت حاصل کرنے، کھیل اور تفریحی سرگرمیوں جو بچے کی عمر سے مناسبت رکھتی ہوں، میں حصہ لینے اور آزادانہ طور پر ثقافتی زندگی اور فنون میں حصہ لینے کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔[1]

(ب) فریق ممالک بچے کی ثقافتی اور فنی زندگی میں مکمل حصہ لینے کے حق کا احترام کرتے ہیں اور اسے فروغ دیں گے اور اس سلسلے میں ثقافتی، فنی، تفریحی اور فرصیت کی سرگرمیوں کے مناسب اور مساوی مواقع کی فراہمی کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

1- https://www.ohchr.org

۳۲-بچوں سے مزدوری کروانا

(الف) فریق ممالک بچے کے معاشی استحصال اور کسی ایسے کام کو کرنے سے تحفظ کے حق کو تسلیم کرتے ہیں جو کہ بچے کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہو یا جس سے بچے کی تعلیم میں مداخلت ہوتی ہو یا جو بچے کی صحت یا جسمانی ذہنی، روحانی، اخلاقی یا سماجی ترقی کے لیے نقصان دہ ہو۔

(ب) فریق ممالک موجودہ آرٹیکل کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے قانونی، انتظامی، سماجی اور تعلیمی اقدامات کریں گے۔ اس مقصد کے حصول اور دیگر بین الاقوامی معاہدات کی متعلقہ دفعات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فریق ممالک خاص طور پر

۱-ملازمت کے مؤثر اجازت کے لیے کم سے کم عمر یا عمروں کا تعین کریں گے۔

۲-ملازمت کی حالات کار اور اوقات کار کا مناسب تعین کریں گے۔

۳-موجودہ آرٹیکل کے موثر نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے مناسب سزائیں دینے یا دیگر پابندیاں لگانے کے لیے قوانین وضع کریں گے۔

۳۳-منشیات کا استعمال

فریق ممالک بچوں کو منشیات اور ذہن پر اثر انداز ہونے والی اشیاء کے ناجائز استعمال سے تحفظ جیسا کہ متعلقہ بین الاقوامی معاہدات میں ان کی تعریف کی گئی ہے اور ایسی اشیاء کی تیاری اور نقل و حمل کے سلسلے میں بچوں کو استعمال کرنے سے روکنے کے لیے، تمام مناسب اقدامات بشمول قانونی، انتظامی، سماجی اور تعلیمی اقدامات کریں گے۔

۳۴-جنسی استحصال

فریق ممالک بچے کو تمام اقسام کے جنسی استحصال اور جنسی استحصال ABUSE سے تحفظ فراہم کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے فریق ممالک خاص طور پر تمام قومی، دوطرفہ اور کثیر الجہتی اقدامات کے ذریعے (جنسی استحصال) مندرجہ ذیل چیزوں کا سدباب کریں گے

۱-بچے کو جبری طور پر یا بہلا پھسلا کر کسی بھی غیر قانونی جنسی عمل میں شامل کرنا۔

۲-بچوں کا جسم فروشی یا دیگر غیر قانونی جنسی اعمال میں استحصالی استعمال۔

۳-فحاشی پر مبنی سرگرمیوں اور مواد میں بچوں کا استحصالی استعمال۔[1]

۳۵-بچوں کی فروخت، اسمگلنگ اور اغوا

فریق ممالک بچوں کے اغوا یا کسی بھی مقصد کے لیے یا کسی بھی شکل میں فروخت یا (بچوں کی غیر قانونی) نقل و حمل کو روکنے کے

---

1 -Islamic law and CRC,P: 75

لیے مناسب قومی، دوطرفہ اور کثیر الجہتی اقدامات کریں گے۔

۳۶-استحصال کی دیگر اقسام

فریق ممالک دیگر تمام شکلوں میں بچے کو استحصال کا جو بچے کی بہبود کے کسی بھی پہلو سے خلاف ہو، کے خلاف تحفظ فراہم کریں گے۔

۳۷- تشدد اور آزادی سے محروم

فریق ممالک ان امور کو یقینی بنائیں گے کہ:

(الف) کسی بھی بچے کو ایذا یا دوسری ظالمانہ، غیر انسانی یا توہین آمیز سلوک یا سزا نہ دی جائے۔ جرائم میں ملوث اٹھارہ سال سے کم عمر کے افراد کو نہ سزائے موت دی جائے، نہ عمر بھر کے لیے قید جس میں رہا ہونے کا کوئی امکان نہ ہو۔

(ب) کسی بھی بچے کو اس کی آزادی سے غیر قانونی یا یکطرفہ طور پر محروم نہیں کیا جائے گا بچے کی گرفتاری، حراست یا قید قانون کے مطابق اور آخری حربے کے طور پر اور مناسب طور پر کم سے کم وقت کے لیے ہو گی۔

(ج) ہر بچہ جسے آزادی سے محروم کیا جائے اس کے ساتھ انسان کے جبلی، شخصی وقار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انسانیت اور احترام کا برتاؤ کیا جائے گا اور اس میں اس بچے یا بچی کی عمر کے افراد کی ضروریات کو مد نظر رکھا جائے گا۔ خاص طور پر آزادی سے محروم بچے کو بڑی عمر کے افراد سے الگ رکھا جائے گا تاوقتیکہ ایسا کرنا بچے کے بہترین مفادات میں نہ ہو اور اس سے اس کی، اس کے خاندان سے خط و کتابت اور ملاقاتوں کے ذرائع سے رابطہ رکھنے کا، سوائے غیر معمولی حالات کے حق حاصل ہو گا۔

(د) آزادی سے محروم کئے جانے والے بچے کا قانونی اور دوسری مناسب امداد تک فوری یا تیز تر رسائی کا حق ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ، اس کی آزادی سے محروم کئے جانے کی قانونی حیثیت کو کسی عدالت یا دیگر مجاز، آزاد اور غیر جانبدار ادارے میں چیلنج کرنے اور اس طرح کے کسی عمل (آزادی سے محرومی) پر تیز تر فیصلہ حاصل کرنے کا حق ہو گا۔

۳۸- مسلح تنازعات

(الف) فریق ممالک بین الاقوامی انسانی ہمدردی کے قانون کے قواعد و ضوابط جن کا ان (ممالک) پر ایسے مسلح جھگڑوں کی صورت میں اطلاق ہوتا ہے جو بچوں سے متعلق رکھتی ہوں، کا خود احترام کرنے اور اس کے احترام کو یقینی بنانے کا عہد کرتے ہیں۔[1]

(ب) فریق ممالک اس بات کو یقینی بنانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامت کریں گے کہ جن افراد کی عمر ابھی ۱۵ سال نہ ہوئی ہو وہ جنگ میں براہ راست حصہ نہ لیں۔

---

1 -The United Nations Convention on the Rights of the child, P: 34

(ج) فریق ممالک اپنی مسلح افواج میں ایسے افراد کو بھرتی کرنے سے اجتناب کریں گے جن کی عمر ۱۵ سال سے کم ہو ایسے افراد جن کی عمر ۱۵ سال ہو چکی ہو مگر ان کی عمر ۱۸ سے کم ہو، فریق ممالک ایسے افراد کو بھرتی کرنے کی کوشش کریں گے جو کہ (ان میں) زیادہ عمر کے ہوں۔

(د) بین الاقوامی انسانی ہمدردی کے قانون کے مطابق مسلح تصادم کی صورت میں شہری آبادی کے تحفظ کی ذمہ داریوں کے تحت فریق ممالک مسلح تصادم کے نتیجے میں متاثر ہونے والے بچوں کے تحفظ اور نگہداشت کو یقینی بنانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کریں گے۔

۳۹-بحالی کی دیکھ بھال

فریق ممالک ایسے بچے سے جسے نظر انداز کیا گیا ہو، جس کا استحصال کیا گیا ہو، بد سلوکی تشدد یا کسی بھی ظالمانہ یا غیر انسانی توہین آمیز سلوک یا سزا یا مسلح تصادم کا شکار رہا ہو، کسی جسمانی اور نفسیاتی بحالی صحت اور سماجی یکجہتی کو فروغ دینے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کریں گے۔ اس طرح کی یکجہتی اور بحالی ایک ایسے ماحول میں وقوع پذیر ہو گی جو بچے کے وقار، عزت نفس اور صحت پروان چڑھاتا ہو۔

۴۰-نابالغوں کی انصاف کی انتظامیہ

(الف) فریق ممالک ہر ایسے بچے جس پر مبینہ طور پر الزام لگایا گیا ہو یا جس پر الزام ہو یا جس کی تعزیراتی قانون کی خلاف ورزی تسلیم شدہ ہو، کے اس حق کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھا جائے جو بچے کے اپنے وقار اور قدرو قیمت کے احساس کے فروغ سے مطابقت رکھتا ہو، جو بچے کے انسانی حقوق اور دوسروں کی بنیادی آزادیوں کے احترام کو مزید مضبوط کرے اور جس میں بچے کی عمر اور بچے کے معاشرے میں ضم ہونے اور معاشرے میں ایک تعمیری کردار ادا کرنے کی ضرورت کے فروغ کا خیال رکھا گیا ہو۔

(ب) اس مقصد کے حصول اور بین الاقوامی معاہدات کی متعلقہ دفعات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، فریق ممالک خاص طور پر یہ یقینی بنائیں گے کہ:

۱- کسی بچے پر اس وجہ سے تعزیراتی قانون کو توڑنے کو مبینہ الزام، لگایا جائے گا نہ اسے تسلیم کیا جائے گا کہ اس نے ایسے کچھ عمل کئے یا (کچھ عمل) نہیں کئے جو اس وقت ملکی یا بین الاقوامی قانون میں ممنوعہ نہیں تھے جبکہ ان کا ارتکاب کیا گیا۔ [1]

۲- ہر بچہ جس پر تعزیراتی قانون کو توڑنے کا مبینہ الزام لگایا گیا ہو، اسے کم از کم مندرجہ ذیل ضمانتیں حاصل ہوں گی۔

- اس وقت تک معصوم تصور کیا جائے گا جب تک کہ قانون کے مطابق اسے مجرم ثابت نہ کر دیا جائے۔

---

۱ -https://www.unicef.org

- اس (بچے یا بچی) کو براہ راست اور فوراً اس پر لگائے گئے الزامات سے آگاہ کیا جائے اور اگر مناسب ہو تو اس کے یا اس
- کی قانونی مشیر یا والدین کے ذریعے (ان الزامات سے آگاہ کیا جائے) اور صفائی کی تیاری اور پیش کرنے کے لیے مناسب قانونی یا دیگر امداد فراہم کی جائے۔
- بغیر کسی التواء کے مسئلے کا ایک مجاز، آزاد اور غیر جانبدار یا عدالتی ادارے کے ذریعے قانون کے مطابق ایک منصفانہ عدالتی کاروائی کے ذریعے تعین، قانونی یا دیگر معاونت کی موجودگی یا بشر طیکہ یہ بچے کے بہترین مفادات میں ہو۔خاص طور پر بچے کی عمر اور صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے والدین یا قانونی سرپرستوں کی موجودگی میں کاروائی ہو۔
- اقرار جرم یا شہادت دینے کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔ مخالف گواہوں پر جرح کی جائے یا کی جا چکی ہو اور اس بچے یا بچی کی جانب سے گواہوں پر برابری کی بنیاد پر جرح کی جائے۔
- اگر تعزیراتی قانون کے توڑے جانے کو زیر غور لایا جائے تو اس فیصلے اور اس کے نتیجے میں نافذ کئے جانے والے اقدامات کا قانون کے مطابق، اس سے اعلیٰ درجے کے مجاز، آزاد اور غیر جانبدار ادارے یا عدالتی ادارے کے ذریعے نظر ثانی کی جائے۔
- بچہ اگر مستعمل زبان بول یا سمجھ نہ سکتا ہو تو اسے ترجمان کی مفت مدد فراہم کریں گے۔
- اس کاروائی کے تمام مراحل میں اس بچے یا بچی کی ذاتی، نجی زندگی کے اخفا کے حق کا مکمل احترام کیا جائے گا۔

(ج) فریق ممالک ایسے قوانین، قواعد وضوابط، مجاز ادارے اور ایسے ادارے بنائیں گے جو ایسے بچوں سے متعلق ہوں جس پر تعزیراتی قانون توڑنے کا مبینہ الزام لگایا گیا ہو یا اسے (الزام) تسلیم کر لیا ہو۔

ا- کم سے کم عمر، تعین جس سے کم عمر کے بچوں کے بارے میں یہ فرض کیا جائے گا کہ وہ تعزیراتی قانون توڑنے کی اہلیت اور استعداد نہیں رکھتے۔

۲- جہاں کیس سود مند اور مناسب ہو، ایسے بچوں کے سلسلے میں ایسے طریقے اپنانا کہ عدالتی کاروائی کا سہارا نہ لینا پڑے بشر طیکہ اس میں انسانی حقوق اور قانونی تحفظات کا مکمل احترام کیا جائے۔

(د) مختلف النوع انتظامات جیسے نگہداشت رہنمائی اور نگرانی کے احکامات، مشاورت، آزمائشی یا اصلاحی مدت، پرورش و نگہداشت کے لیے کسی کے حوالے کرنا، تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت کے پروگرام اور اداراتی نگہداشت کے دیگر متبادل ذرائع مہیا کئے جائیں گے تا کہ بچوں کے ساتھ ایسے برتاؤ کو یقینی بنایا جا سکے جو ان کی بہبود کے لیے مناسب اور ان کے حالات اور جرم، دونوں سے مناسبت رکھتا ہو۔[1]

---

1 -https://www.ohchr.org

۴۱-موجودہ معیاروں کا احترام

موجودہ کنونشن میں شامل کوئی بھی چیز کسی بھی سہولت کو متاثر نہیں کرے گی جو بچے کے حقوق کے حصول کے لیے اور جو (مندرجہ ذیل ہیں) موجود ہو

۱-فریق ممالک کا قانون یا

۲-اس ملک کے لیے نافذ بین الاقوامی قانون[۱]

☆حصہ دوم (ریاستوں اور اداروں کی ذمہ داریاں)

۴۲-تجزیہ اور آگاہی

فریق ممالک عہد کرتے ہیں کہ وہ اس کنونشن کے اصولوں اور دفعات کو سرگرم ذرائع کے ذریعے وسیع پیمانے پر بچوں اور بڑوں دونوں کو یکساں طور پر شناسا کریں گے۔

۴۳-بچوں کے حقوق پر اقوام متحدہ کی کمیٹی

(الف) موجودہ کنونشن کے تحت فریق ممالک کی جانب سے ان ذمہ داریوں کے حصول میں کی جانے والی پیشرفت کا جائزہ لینے کے لیے جن کا انہوں نے عہد کیا ہے، بچوں کے حقوق کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو ان کاموں کو سرانجام دے گی جو یہاں دیئے گئے ہیں۔

(ب) یہ کمیٹی اعلیٰ اخلاقی حیثیت اور اس کنونشن میں شامل شعبوں میں مسلمہ قابلیت کے حامل دس ماہرین پر مشتمل ہو گی ان ممبر کا انتخاب فریق ممالک اپنے شہریوں میں سے کریں گے اور یہ اپنی ذاتی حیثیت میں کام کریں گے، اس میں مساویانہ جغرافیائی تقسیم کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے نظام ہائے قانون کا لحاظ رکھا جائے گا۔

(ج) ممبران کا انتخاب فریق ممالک کی جانب سے نامزد کئے گئے افراد کی فہرست میں سے خفیہ ووٹ کے ذریعے کیا جائے گا۔ ہر فریق ملک اپنے شہریوں میں سے ایک فرد کو نامزد کر سکتا ہے۔[۲]

(د) کمیٹی کا ابتدائی انتخاب موجودہ کنونشن کے نافذ ہونے کے چھ ماہ کے اندر اندر عمل میں لایا جائے گا اور اس کے بعد ہر دو سال کے بعد اس کمیٹی کا انتخاب ہو گا۔ ہر انتخاب سے کم از کم چار ماہ پہلے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل فریق ممالک کو ایک خط لکھیں گے جس میں وہ انہیں دو ماہ کے اندر اندر اپنی نامزدگیاں بھیجنے کی دعوت دیں گے بعد ازاں سیکرٹری جنرل اس طرح نامزد کئے گئے افراد پر مشتمل حروف تہجی کی بنیاد پر ایک فہرست تیار کریں گے جس میں فریق ممالک ان کے نامزد کردہ افراد کے نام

---

1 -Islamic law and CRC,P: 75

2-Social Work and the Rights of the Child, P:33

درج ہوں گے اور اسے (جنرل سیکرٹری) موجودہ کنونشن کے فریق ممالک کو پیش کریں گے۔

(ر) انتخابات کا انعقاد سیکرٹری جنرل کی طرف سے بلائے جانے والے اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹرز میں فریق ممالک کے اجلاسوں میں ہو گا۔ان اجلاسوں میں، جن کا کورم دو تہائی فریق ممالک پر مشتمل ہو گا۔ کمیٹی میں وہ افراد منتخب ہوں گے جو سب سے زیادہ ووٹ اور موجود اور ووٹ دینے والے فریق ممالک کی مطلق اکثریت حاصل کریں گے۔

(س) کمیٹی کے ممبران کا انتخاب چار سال کے لیے ہو گا وہ دوبارہ انتخاب کے اہل ہوں گے بشرطیکہ انہیں دوبارہ نامزد کیا جائے۔پہلے انتخاب میں منتخب کیے جانے والے ۵ ممبران کی مدت انتخاب ۲ سال کے خاتمے پر ختم ہو جائے گی۔پہلے انتخاب کے فورا بعد ان ۵ ممبران کے ناموں کا انتخاب اکثریت سے کمیٹی کے چیئرمین کریں گے۔

(ش) اگر کمیٹی کا کوئی ممبر وفات پا جائے یا استعفیٰ دے دیتا ہے یا اعلان کرتا ہے کہ کسی بھی وجہ سے وہ (خاتون یا مرد) کمیٹی کی ذمہ داریاں پوری کرنے سے قاصر ہے تو (ایسی صورت میں) فریق ملک اپنے شہریوں میں سے ایک اور ماہر کو مقرر کر دے گا۔جو بقیہ مدت انتخاب تک یہ خدمت سرانجام دے گا۔

(ص) کمیٹی اپنے قواعد وضوابط قائم کرے گی۔

(ض) کمیٹی اپنے افسروں کا انتخاب دو سال کے عرصے کے لیے کرے گی۔

(ط) کمیٹی کے اجلاس عام طور پر اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹر (مرکزی دفتر) یا کسی بھی مناسب جگہ، جو کمیٹی مقرر کرے، میں ہوں گے۔عام حالات میں کمیٹی سال میں ایک بار اجلاس منعقد کرے گی۔ کمیٹی کے اجلاسوں کے دورانیے کا تعین اور دوبارہ جائزہ اگر ضروری ہوا تو، موجودہ کنونشن کے فریق ممالک کے اجلاس میں کیا جائے گا بشرطیکہ جنرل اسمبلی اس امر کی منظوری دے۔

(ظ) اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل موجودہ کنونشن کے تحت بنائی جانے والی اس کمیٹی کو تفویض کئے گئے فریضوں کو موثر طور پر انجام دینے کے لیے ضروری عملہ اور سہولیات فراہم کریں گے۔

(ع) موجودہ کنونشن کے تحت قائم ہونے والی اس کمیٹی کے ممبران جنرل اسمبلی کی منظوری سے ایسی شرائط (ملازمت) جن کا جنرل اسمبلی فیصلہ کرے، پر اپنے مشاہدے (معاوضے) اقوام متحدہ کے ذرائع سے حاصل کریں گے۔ [1]

۴۴-ریاستوں کی رپورٹس

(الف) فریق ممالک عہد کرتے ہیں کہ وہ ان اقدامات کے بارے میں اپنی رپورٹس اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ذریعے کمیٹی کو پیش کریں گے، جو انہوں نے اس کنونشن میں تسلیم کیے گئے حقوق اور ان حقوق کو موثر بنانے کے لیے اور ان کے حقوق

۱-https://www.childrensrights.ie

کے حصول میں کی جانے والی پیش رفت کے لیے اٹھائے ہیں اور ان حقوق کے حصول میں کی جانے والی پیش رفت سے آگاہ کریں گے۔

ا-متعلقہ فریق ممالک میں کنونشن کے نافذ العمل ہونے کے ۲ سال کے اندر اندر۔

۲-اس کے بعد ہر پانچ سال کے بعد

(ب) موجودہ آرٹیکل کے تحت پیش کی جانے والی رپورٹوں میں (فریق ممالک) ان عناصر اور مشکلات اگر کوئی ہوں، کی نشاندہی کریں گے جو موجودہ کنونشن کے تحت عائد ذمہ داریوں کی تکمیل کو متاثر کر رہے ہیں رپورٹوں میں متعلقہ ملک میں کنونشن کے بارے میں کافی معلومات بھی شامل ہوں گی۔

(ج) ایک ایسا فریق ملک جو کمیٹی کو ایک جامع ابتدائی رپورٹ پیش کر چکا ہو، اسے موجودہ آرٹیکل کے پیراگراف (ب) کے مطابق پیش کی جانے والی بعد ازاں رپورٹوں میں پہلے مہیا کی گئیں بنیادی معلومات کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

(د) کمیٹی فریق ممالک سے کنونشن کے نفاذ سے متعلق مزید معلومات (کسی فراہمی) کی درخواست کر سکتی ہے۔

(ر) کمیٹی جنرل اسمبلی کو بذریعہ معاشی اور سماجی کونسل ہر دو سال کے بعد اپنی سرگرمیوں کے بارے میں رپورٹس پیش کرے گی۔

(س) فریق ممالک اپنے عوام کو وسیع پیمانے پر اپنی رپورٹیں فراہم کریں گے۔

۴۵-اقوام متحدہ کی خصوصی ایجنسیوں کی کوششیں

اس کنونشن کے موثر نفاذ اور اس کنونشن کے تحت آنے والے شعبے میں بین الاقوامی تعاون کی حوصلہ افزائی کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں گے۔

ا-پیشہ وارانہ اداروں، اقوام متحدہ کا بچوں کا فنڈ اور اقوام متحدہ کے دیگر اداروں کو یہ حق حاصل ہوا کہ وہ موجودہ کنونشن کی ایسی دفعات کے نفاذ کو زیر غور لائے جانے والے اجلاسوں میں شریک ہوں جو ان کے دائرہ اختیار میں آتی ہوں۔ کمیٹی پیشہ وارانہ اداروں، اقوام متحدہ کے بچوں کے فنڈ اور دوسرے مجاز اداروں کو، اگر ضروری خیال کرے تو ان کے متعلقہ دائرہ کار میں آنے والے شعبوں میں کنونشن کے نفاذ کے سلسلے میں ماہرانہ رائے دینے کے لیے مدعو کر سکتی ہے۔[۱]

۲- کمیٹی اگر مناسب خیال کرے تو فریق ممالک کی جانب سے تکنیکی مشورے یا امداد کے لیے موصول ہونے والی دراخوست یا ضرورت کی نشاندہی کو کمیٹی کی تجاوز کے ساتھ اگر کوئی ان درخواستوں یا نشاندہی پر ہوں پیشہ وارانہ اداروں، اقوام متحدہ کے بچوں کے فنڈ اور دوسرے مجاز اداروں کو بھیج سکتی ہے۔

۱-https://www.unicef.org

۳- کمیٹی جنرل اسمبلی کو جنرل سیکرٹری سے درخواست کرنے کی سفارش کر سکتی ہے کہ وہ (کمیٹی) کی جانب سے بچوں کے حقوق سے متعلق خصوصی مسائل کے بارے میں تحقیق کروائیں۔

۴- کمیٹی موجودہ کنونشن کے آرٹیکل ۴۴ اور ۴۵ کے تحت موصول ہونے والی معلومات کی بنیاد پر تجاویز اور عمومی سفارشات تیار کر سکتی ہے۔ ایسی تجاویز اور عمومی سفارشات کسی بھی متعلقہ فریق ملک کو بھیج جا سکتی ہیں اور فریق ممالک کے خیالات اگر کوئی ہوں، کے ساتھ جنرل اسمبلی کو بھجوائی جا سکتی ہیں۔

حصہ سوئم (عملی اقدامات)

۴۶- ریاستوں کے معاہدہ پر دستخط

موجودہ کنونشن تمام ممالک کے دستخطوں کے لیے دستیاب ہے۔

۴۷- کنونشن کی توثیق

موجودہ کنونشن کی توثیق ضروری ہے۔ توثیق کی قانونی دستاویزات اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے پاس جمع کرائی جائیں گی۔

۴۸- کنونشن تک رسائی

موجودہ کنونشن کسی بھی ملک کے الحاق (شمولیت) کے لیے دستیاب (کھلا) رہے گا۔ الحاق (شمولیت) کی قانونی دستاویزات اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو بھیجی جائیں گی۔

۴۹- کنونشن سے الحاق کی معیاد

(الف) موجودہ کنونشن اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے پاس توثیق یا الحاق کی بیسویں (۲۰) قانونی دستاویز جمع کرانے کی تاریخ کے بعد تیسویں (۳۰) دن نافذ العمل ہو جائے گا۔

(ب) ہر مملکت جو اس کنونشن کی توثیق یا اس سے الحاق کرے گی اس کی جانب سے مملکت کی توثیق یا الحاق کی (۲۰) قانونی دستاویز جمع کرانے کی تاریخ کے بعد (۳۰) دن کنونشن نافذ العمل ہو جائے گا۔[1]

۵۰- کنونشن کے امیدوار

(الف) کوئی فریق ملک ترمیم تجویز کر سکتا ہے اور اسے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو بھیج سکتا ہے سیکرٹری جنرل مجوزہ ترمیم کو فریق ممالک کے پاس اس درخواست کے ساتھ بھیجے گا کہ آیا وہ ان تجاویز پر غور کرنے اور اس پر ووٹ دینے کے لیے فریق ممالک کا اجلاس بلانا چاہتے ہیں (یا نہیں) اس طرح کی مراسلت کی تاریخ کے چار ماہ کے اندر اندر اگر کم از کم ایک تہائی فریق ممالک اس طرح کی کانفرنس کی تائید کرتے ہیں تو سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کے زیر اہتمام اس کانفرنس کا انعقاد کریں

---

1 -https://www.childrensrights.ie

گے۔کوئی بھی ترمیم جسے کانفرنس میں موجود اور ووٹ دینے والے ممالک کی اکثریت منظور کرلے،اسے جنرل اسمبلی میں منظوری کے لیے پیش کردیاجائے گا۔

(ب) ایک ایسی ترمیم جو موجودہ آرٹیکل کے پیراگراف(ا) کے مطابق منظور کر لی گئی ہو،اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی منظوری اور دو تہائی فریق ممالک کی جانب سے تسلیم کئے جانے کے بعد نافذ العمل ہو جائے گا۔

(ج) جب ایک ترمیم نافذ العمل ہو جائے تو اس کی پابندی ان تمام فریق ممالک پر لازم ہو گی جنہوں نے اسے تسلیم کیاہے دیگر فریق ممالک موجودہ کنونشن کی۔

۵۱-کنونشن کے تحفظات

دفعات اور کوئی بھی سابقہ ترامیم جنہیں وہ تسلیم کرچکے ہوں کے پابند ہیں گے۔

(الف) اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل توثیق یاالحاق کے موقع پر مختلف ممالک کی جانب سے ظاہر کیے گئے تحفظات کے متن کووصول کریں گے اور پھر تمام ممالک کو فراہم کریں گے۔

(ب) ایسے تحفظات جو موجودہ کنونشن کے مقصد اور ہدف سے ہم آہنگ نہ ہوں،انہیں پیش کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

(ج) تحفظات کو کسی بھی وقت اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام اس مقصد سے بھیجے گئے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے واپس لیا جاسکتاہے جو(سیکرٹری جنرل) اس کے حوالے سے تمام ممالک کو مطلع کریں گے۔ ایسا نوٹیفکیشن سیکرٹری جنرل کو موصول ہونے کی تاریخ سے موثر ہو گا۔

۵۲-کنونشن کا انکار

ایک فریق ملک کنونشن کو اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو لکھے گئے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے مسترد کرسکتاہے۔اس طرح سیکرٹری جنرل کو نوٹیفکیشن کے موصول ہونے کی تاریخ کے ایک سال بعد موثر ہو گا۔

۵۳-کنونشن کے امانتدار

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل موجودہ کنونشن کے امانتدار ہیں۔

۵۴-کنونشن پر دستخط کرنے والے نمائندے

موجودہ کنونشن کا اصل مسودہ جس کے عربی، چینی،انگریزی،روسی،ہسپانوی متن بھی اس کی طرح مستند ہیں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے پاس جمع کرایاجائے گا۔زیر دستخطی نمائندے جنہیں ان کی متعلقہ حکومتوں نے مقرر کیاہے اختیار دیاہے نے گواہوں کی موجودگی میں موجودہ کنونشن پر دستخط کئے ہیں۔[1]

---

1 -The united Nations Convention on The Rights of the child,P: 42

باب سوم

مسلم ممالک کے تناظر میں عالمی حقوق اطفال کے چارٹر (سی آر سی) کا جائزہ

فصل اول: پاکستان اور عالمی چارٹر (سی - آر - سی) کا جائزہ

فصل دوم: ایران اور عالمی چارٹر (سی - آر - سی) کا جائزہ

فصل سوم: سعودی عرب اور عالمی چارٹر (سی - آر - سی) کا جائزہ

فصل چہارم: مصر عالمی چارٹر (سی - آر - سی) کا جائزہ

فصل اول

پاکستان اور عالمی چارٹر (سی-آر-سی) کا جائزہ

پاکستان اور عالمی چارٹر (سی-آر-سی) کا جائزہ

پاکستان نے بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدے کی ۱۲ دسمبر ۱۹۹۰ء کو توسیع اس شرط پر کی کہ اس کی تشریح اسلامی اصولوں اور اقدار کے مطابق کی جائے گی۔ یوں بچوں کے حقوق کے معاہدے کا شریک ملک ہونے کے ناطے اور معاہدے کی روشنی میں قومی قوانین میں ترمیم کرنے اور ملک میں اس معاہدے پر عمل درآمد کے بارے میں باقاعدگی سے رپورٹ دینے کا پابند ٹھہرا۔ معاہدہ سی آر سی کے آرٹیکل ۴۴ کے تحت تمام فریق ممالک ایک مقررہ مدت کے بعد بچوں کے حقوق کے حوالے سے کیے گئے اقدامات کی رپورٹ سی آر سی کی کمیٹی کو جمع کروانے کا پابند ہیں۔ (۱)

پاکستان کی طرف سے کمیٹی کو جمع کرائی گئیں پانچ رپورٹس

پاکستان نے ۲۵ اپریل ۱۹۹۴ء کو اپنی ابتدائی رپورٹ سی آر سی کی کمیٹی کو پیش کی۔ کمیٹی (سی آر سی) نے رپورٹ پر غور کیا اور GOP(Government of Pakistan) اور اس کے کردار کی طرف سے کنونشن کی ابتدائی منظوری کا خیر مقدم کیا۔ ۱۹۹۰ء میں بچوں کے لئے عالمی سربراہی اجلاس کے چھ ابتدائی اقدامات میں سے ایک انتہائی ضروری کام بچوں کے حقوق کا فروغ اور تحفظ تھا۔ تاہم کمیٹی نے "مشاہدات کے اختتام" پر افسوس کیا کیونکہ پاکستان کی طرف سے پیش کی گئی رپورٹ مطلوبہ ہدایات کے مطابق نہیں تھی اور اس رپورٹ میں فراہم کردہ معلومات سے ظاہر ہوا کہ موجودہ قانون سازی کے لیے کیے جانے والے اقدامات نامناسب تھے جس کی بنیاد پر کنونشن پر عمل درآمد ممکن نہ ہو سکا۔ لیکن اس کے باوجود بھی پاکستان کے عزم اور کوششوں کا خیر مقدم کیا گیا۔ اس سلسلے میں پاکستان سے کہا گیا تھا کہ ۱۹۹۶ء کے اختتام تک پیش رفت کی دوسری رپورٹ جمع کروائیں۔ لیکن یہ دوسری رپورٹ بروقت پیش نہ کی گئی دسمبر ۱۹۹۷ کی دوسری مدت کی رپورٹ ۲۰۰۲ء میں پیش کی گئی جسے سی آر سی نے قبول کیا۔ دوسری رپورٹ کا مشاہداتی جائزہ لینے کے لیے ۲۲ ستمبر ۲۰۰۳ء کو نوسواٹھارویں میٹنگ میں ۱۳ اکتوبر، ۲۰۰۳ء کو لیا گیا جس میں پھر سے ملک کی ناکامی کو سامنے لایا۔ البتہ کمیٹی نے مشترکہ تیسرے اور چوتھے دورانیہ کے بروقت جمع کرانے کا خیر مقدم کیا اور پاکستان کی پیش کردہ مشترکہ رپورٹ جو ۲۸ ستمبر ۲۰۰۹ء میں چودہ سو چوالیسویں اور چودہ سو پینتالیسویں اجلاسوں میں پیش کی گئی تھی پر غور کیا گیا اور چودہ سو انچاسویں اور چودہ سو پچاسویں اجلاس میں ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر ۲۰۰۹ کو منعقدہ اجلاس میں جائزہ لیا گیا اور ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو سفارشات جاری کی گئیں۔ (۲)

کمیٹی نے پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی پانچویں دور کی متواتر رپورٹ ۱۱ دسمبر ۲۰۱۲ء تک پیش کرے۔ لیکن GOP نے ۲۳ مئی ۲۰۱۴ کو ۱۶ مہینے کی تاخیر کے ساتھ رپورٹ پیش کی۔ حکومت پاکستان کی طرف سے پیش کی گئیں یہ تمام رپورٹس حقوق اطفال کے عالمی چارٹر میں موجود بچوں کے بنیادی حقوق جیسے تعلیم، صحت، چائلڈ لیبر، پیدائش کے اندراج، بچے کا جنسی

1- Islamic Law and the CRC,Imran Ahsan Niyazi,International Islamic university,2003,P: 87

2- The State of children in Pakistan,Unicef,2015,P: 37

استحصال، بچے کی تعریف وغیرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کمیٹی کو پیش کی گئی لہذا یہاں ان رپورٹس کا ایک تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔[1]

☆تعلیم

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ ۲۸،۲۹ میں بچے کے تعلیم کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کنونشن کے مطابق پرائمری تک مفت تعلیم بچے کا بنیادی حق ہے۔ پاکستان کے آئین کی دفعہ نمبر ۲۴/ا حکومت کو پابند کرتا ہے کہ وہ ہر بچے کو ۱۶ سالہ تعلیم کو ممکن بنائے گا۔ پاکستان میں تعلیم کی شرح ۵۸ فیصد ہے جو "ملینئیم ڈویلپمنٹ گولز" کے اہداف کو پورا نہیں کرتی حالانکہ گزشتہ سالوں میں تعلیمی ترقی میں اضافہ ہوا ہے جو جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں کم ہے۔ لہٰذا حکومت پاکستان نے بچوں کی تعلیمی ترقی کے لیے اہداف مقرر کرتے ہوئے مختلف اقدامات کیے جس میں سے سب سے اہم ۱۹۹۰ء نیشنل ایکشن پلان بنایا گیا۔ یہ پلان بچوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے طویل مدت کے نقطہ نظر سے بنایا گیا۔ نیشنل پلان ایکشن ۸ سالہ منصوبہ ہے جس کا مقصد ترجیحی علاقوں میں کام کرنا تھا۔ اس پلان کے مقاصد میں بچوں کی بقاء، ترقی، صحت، تعلیم، پانی اور حفظان صحت شامل تھے۔

۱۹۹۰ء میں پاکستان نے اس بات کا عزم کیا کہ وہ پرائمری سطح میں ۸۰ فیصد اضافے کو ممکن بنائے گا۔ اس سلسلے میں ملک بھر میں ریڈیو، اور اخبارات کے ذریعے والدین اور سرپرستوں میں تعلیم کے متعلق شعور اجاگر کرنے کے لیے مہم کا بھی انعقاد کیا گیا۔ اقتصادی سروے پاکستان کے مطابق ۱۹۹۲ء-۱۹۹۱ء میں ملک میں خواندگی کی شرح ۳۴ فیصد تھی جس میں مردوں کی شرح ۲۵ اور خواتین کی شرح ۲۱ فیصد رہی۔ ۱۹۹۱ء-۱۹۹۲ء کے سروے کے مطابق پرائمری لیول پر داخلہ لینے والے بچوں کے تعداد ایک کروڑ ۲ لاکھ ۰۷ ہزار تھی جس میں لڑکوں کی تعداد نو لاکھ ۲۳ ہزار اور بچیوں کے تعداد ۳ لاکھ ۷۴ ہزار رہی۔ اسی طرح مڈل لیول پر داخلہ لینے والے بچوں کی تعداد ۲ لاکھ ۹۳ ہزار تھیں جس میں لڑکوں کی تعداد ا لاکھ ۲۷ ہزار اور بچیوں کے تعداد ا لاکھ ۲۱ ہزار ریکارڈ کی گئی جبکہ سکینڈری لیول پر داخلہ لینے والے بچوں کی کل تعداد میں سے بچیوں کی تعداد ۳/ ا ریکارڈ کی گئی۔ پاکستان نے جب اپنی پہلی رپورٹ ۱۹۹۴ء میں پیش کی تو تعلیم کی شرح میں اضافہ کے لیے جو اہداف بنائے گئے تھے حکومت وہ اہداف تک تو نہ پہنچ سکی لیکن تعلیمی صورتحال میں کچھ بہتری ضرور آئی جس کا اندازہ اس ٹیبل سے کیا جاسکتا ہے۔[2]

۱۹۹۰ء-۱۹۹۵ء تعلیم کی صورتحال:

متعین تعداد		وسط دہائی میں قومی اہداف	۱۹۹۰-۱۹۹۱ کی صورتحال	۱۹۹۴-۱۹۹۵ کی صورتحال

1- The State of children in Pakistan, P: 38

2- Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article- ۴۴ of The Convention, Distr.General,Initial Reports of States parties due in 1993, PAKISTAN, P: 29

پرائمری سکول تعداد	ٹوٹل	۱۸.۸۴ملین	۱۷.۲ملین	۲۱.۲ملین
مجموعی اندراج(۰۰۰)				
پرائمری لیول(۱-۵)	ٹوٹل	۱۳۸۴۶	۱۱ ۴۸۷	۱۵ ۸۱۲
	بچیاں		۳ ۶۹۳	۴ ۸۷۱
مڈل لیول(۶-۸)	ٹوٹل	-	۲ ۸۹۶	۴ ۰۲۱
	بچیاں		۸۹۷	۱ ۳۸۲
سکینڈری لیول(۹-۱۰)	ٹوٹل	-	۱.۰۴	
	بچیاں		۰.۲۸۵	
سکولوں کی تعداد(۰۰۰)				
پرائمری لیول(۱-۵)	ٹوٹل	۱۷۲.۷	۱۱۴.۵	۱۶۳.۱
	بچیاں		۳۰ ۴۲۲	۴۱.۱
مڈل لیول(۶-۸)	ٹوٹل	-	۸.۵	۱۳.۶
	بچیاں		۳.۳	۵.۰
سکینڈری لیول(۹-۱۰)	ٹوٹل	-	۷ ۱۸۴	
	بچیاں		۱ ۸۹۵	
اساتذہ کی تعداد(۰۰۰)				
پرائمری لیول(۱-۵)	ٹوٹل	۴۲۰.۸	۳۰۸	۴۱۳.۴
	بچیاں		۸۵	۱۰۱.۷
مڈل لیول(۶-۸)	ٹوٹل	-	۸۲	۱۰۳.۴
	بچیاں		۲۹	۴۱.۲
سکینڈری لیول(۹-۱۰)	ٹوٹل	-	۱۵۲۰۰۰	
	بچیاں		۴۴۰۰	
شرکت کی شرح	ٹوٹل	٪۷۴	٪۶۴	٪۷۱
پرائمری لیول(۱-۵)	لڑکے	٪۸۸	٪۸۲	٪۸۷
	بچیاں	٪۵۹	٪۵۱	٪۵۵
	ٹوٹل	-	٪۳۶	٪۴۵
مڈل لیول(۶-۸)	لڑکے		٪۴۷	٪۵۸
	بچیاں		٪۲۳	٪۳۱
بنیادی تعلیمی بجٹ	ٹوٹل	-	۹۸۶۶	۲۱۷۸۱

(روپے ملین)	ترقی لاگت		۱۲۷۷ ۹۸۶۶	۲۱۷۸۱ ۲۱۷۸۱

اکنامک سروے,۹۵/۱۹۹۴, ۹۴/۱۹۹۳, ۹۱/۱۹۹۰[۱]

پاکستان نے اپنی دوسری رپورٹ ۵ سال کی تاخیر کے ساتھ ۲۰۰۳ء میں پیش کی۔ دوسری رپورٹ میں تعلیمی ترقی کو برقرار رکھنے کے لیے بھی مختلف اقدامات کیے گئے جس میں ”EDUCATION FOR ALL“ کانفرنس اہم ہے جس میں ۲۰۰۲ء-۱۹۹۲ء تک کے اہم اہداف یونیورسل پرائمری ایجوکیشن ۲۰۰۲ء، تعلیم میں ۷۰ فیصد تک اضافہ، پیشہ وارانہ ثانوی تعلیم، غیر رسمی بنیادی تعلیم کا نظام، نجی سیکٹر، این جی اوز کی شمولیت، ٹیچر ٹریننگ اداروں کے نیٹ ورک، دیہی اور شہری علاقوں میں عدم مساوات کا خاتمہ، وغیرہ بنائیں گئے۔ اس کے علاوہ نیشنل ایکشن پلان ۲۰۰۱ء-۱۹۹۰ء جو کہ ۸ سالہ منصوبہ تھا جس میں بچوں کے بنیادی تمام حقوق کے تحفظ کے لیے اقدامات بھی دوسری رپورٹ کا حصہ رہا۔ "یونیورسل پرائمری ایجوکیشن پروگرام "کے تحت ملک میں پرائمری اور سیکنڈری لیول کے سکول بنانا تھا اس میں نا صرف بچوں کے لیے کمرہ جماعت بلکہ کھیل کا میدان، مسجد، لیب، ہوسٹل، نئے اساتذہ کی تعیناتی، لائبریری، فرنیچر کی فراہمی کو بھی اہداف میں شامل کیا گیا لیکن بدقسمتی سے فنڈز کی کمی کی وجہ سے ان اہداف پر مکمل طور پر عمل درآمد ممکن نہ ہو سکا۔[۲]

تعلیمی پالیسیوں اور منصوبوں میں قائم EFA اہداف

		۱۹۹۳/۱۹۹۲	نیشنل ایجوکیشن پالیسی ہدف	سوشل ایکشن پلان ۸ سالہ پانچ سالہ پلان ہدف ۱۹۹۸/۱۹۹۷
پرائمری تعلیم اندراج (ملین)	ٹوٹل لڑکے لڑکیاں	۱۱.۵ ۸.۸	۲۱.۸۵ ۱۱.۰۵ ۱۰.۸۰	۱۷.۹۸ ۹.۹۵ ۸.۰۳
شرکت کی شرح	ٹوٹل لڑکے لڑکیاں	۶۹.۸ ۸۵.۶ ۵۳.۳	۹۹.۱ ۱۰۳ ۹۵	۸۸.۵ ۹۶.۳ ۸۰.۳
خواندگی خواندگی کی شرح	ٹوٹل لڑکے لڑکیاں	۳۵ ۴۷ ۲۲	۷۰	۵۳ ۶۶ ۴۰

1- Second periodic Reports of States parties due in 2003,P: 86

2- Second periodic Reports of States parties due in 2003, P:7

ماخذ: قومی تعلیمی پالیسی (۱۹۹۲-۲۰۰۰)؛ ۸ویں پانچ سالہ منصوبہ دستاویزات؛ سماجی ایکشن پروگرام کی رپورٹ (۱۹۹۴) دستاویز؛ صحت اور سماجی بہبود کی وزارت۔ [1]

پاکستان نے اپنی تیسری اور چوتھی رپورٹ سی آر سی کی کمیٹی کو ۲۰۰۷ء میں ایک ساتھ جمع کروائی۔ کمیٹی نے دونوں رپورٹس کا بروقت جمع کروانے کی حوصلہ افزائی کی۔ یہ دونوں رپورٹس پہلی اور دوسری رپورٹس جو بالترتیب ۱۹۹۴ء اور ۲۰۰۳ء میں جمع کروائی گئی تھی کی مکمل پیروی کرتی ہے۔ حکومت پاکستان نے کمیٹی کو دوسری رپورٹ جمع کروانے کے بعد اگلی رپورٹ کی پیش رفت کے دوران تعلیم کی شرح میں اضافہ کے لیے بہت سے اقدامات کیے۔ EFAاور NPA جیسے پلان بدستور اس رپورٹ میں بھی شامل رہے۔ بچوں کی تعلیمی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے حکومتی سطح پر قوانین میں ردوبدل کیا گیا تاکہ جتنا ممکن ہو سکے تعلیم کو ملک میں عام کیا جائے۔ اس ضمن میں لڑکوں اور لڑکیوں میں تفریق کو ختم کر کے تعلیم کو عام کرنے کی کاوشیں کی گئیں۔ اس کے علاوہ تعلیمی سیکٹر اصلاحاتی ایجنڈا (Education Sector Reforms) نے واضح طور پر اپنی ترجیحات کو واضح کیا ہے، جس میں یونیورسل پرائمری ایجوکیشن، جنسی فرق کو ختم کر کے تعلیم کو عام کرنا، تعلیم کے معیار کو بلند کرنا، تکنیکی تعلیم اور مہارت کی ترقی وغیرہ شامل تھی۔ (۲)

(ESR) کے مطابق ملک میں تعلیم پر جی ڈی پی کا تقریباً ۲ فیصد خرچ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اس رپورٹ میں تعلیم کے شعبے میں گزشتہ پانچ سالوں کے مقابلے میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافہ ۲۰۰۱ء میں ۸.۱ فیصد سے بڑھ کر ۲۰۰۶ء-۲۰۰۷ء میں ۴۲.۲ فیصد تک ہو گیا۔ یہ اضافہ حکومت کے پختہ عزم کی عکاسی کرتا ہے کہ حکومت بچوں کے تعلیم کے فروغ کے لیے سنجیدہ ہے۔ اس رپورٹ میں خواندگی کی رفتار سابقہ رپورٹس کے مقابلے میں کافی بہتر رہی۔ مردوں اور عورتوں کی تعلیم کی شرح میں کافی اضافہ دیکھنے میں آیا۔ یہ اضافہ ۲۰۰۱ء میں مردوں میں ۵۸٪ اور ۲۰۰۵ء میں ۶۵٪ تک دیکھا گیا جبکہ عورتوں میں بالترتیب ۳۲٪ اور ۴۲٪ دیکھنے میں آیا۔ ایسے بچے جو سکولوں میں داخلہ لینے کے بعد مستقل غیر حاضر رہتے تھے ان کی شرح میں کافی کمی دیکھنے میں آئی۔ ۲۰۰۱ میں ایسے بچوں کی شرح میں ۱۵٪ تک جبکہ ۲۰۰۵ء میں ۱۰ فیصد تک کمی دیکھنے میں آئی جو کہ گزشتہ برسوں کی نسبت بہت ہی کم ہے۔ [3]

لہذا کمیٹی کو پیش کی جانے والی تیسری اور چوتھی رپورٹ سابقہ دونوں رپورٹس کی نسبت کامیاب رہی۔

پاکستان نے اپنی پانچویں رپورٹ ۲۰۱۴ء میں سی آر سی کی کمیٹی کو پیش کی۔ یہ رپورٹ ۲۰۰۸ء سے ۲۰۱۳ء تک کے پیریڈ پر مشتمل ہے۔ حکومت پاکستان نے تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے لیے اقدامات اٹھائے۔ رپورٹ میں گزشتہ چند سالوں میں مالیاتی بحران اور دہشت گردی کی وجہ سے پاکستان کی جی ڈی پی کی ترقی کی شرح میں کمی دیکھنے میں آئی۔ ۲۰۱۳ء-۲۰۱۴ء کے

1- Second periodic Reports of States parties due in 2003 ,P: 77

2-Third and fourth periodic Reports of States parties due in 2007,P: 69

3- Third and fourth periodic Reports of States parties due in 2007,P: 71

بجٹ میں صوبوں میں تعلیم کے لئے مختص بجٹ میں کافی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ دفعہ A۲۵ کے تحت تعلیم تمام بچوں کا بنیادی حق بنا دیا گیا ہے حکومت نے لڑکیوں کے اندراج اور تعلیم کے برابر مواقع کی فراہمی کے لیے بھی اقدامات اٹھائے۔ ۲۰۱۲ء-۲۰۱۳ء کے دوران خوندگی کی شرح ۶۰٪ تک پہنچ گئی تھی جو ۲۰۱۳ء-۲۰۱۴ء میں کم ہو کر ۵۸٪ ہو گئی۔ اس سے پہلے یہ شرح ۲۰۰۹ء-۲۰۱۰ء میں ۵۷.۷ فیصد تھی۔[1]

پری پرائمری، پرائمری، مڈل، سکینڈری، ہائی سکینڈری، یونیورسٹی کی سطح پر اساتذہ، طالب علموں اور تعلیمی اداروں کی صورتحال پانچویں رپورٹ تک اس طرح رہی۔

لیول	۲۰۰۹-۲۰۱۰	۲۰۱۰ -۲۰۱۱	۲۰۱۱ -۲۰۱۲
پری پرائمری	۸.۷۶ ملین	۹.۴۱ ملین	
پرائمری	۱۹.۱۶ ملین	۱۸.۷۷ ملین	
مڈل	۵.۵۰ ملین	۵.۶۴ ملین	۵.۷۲ ملین
سکینڈری	۲.۵۸ ملین	۲.۶۳ ملین	۲.۷۳ ملین
کالجز	۱.۱۷ ملین	۱.۱۹ ملین	۱.۲۹۱ ملین
یونیورسٹی		۱.۱۱ ملین	۱.۴۱ ملین

۲۰۱۰ -۲۰۱۱ ملک میں تعلیمی اداروں اور اساتذہ کی صورتحال

لیول	تعلیمی ادارے	اساتذہ کی تعداد	مدت
پرائمری	۱۵۵،۴۹۵	۴۴۰،۵۲۳	۲۰۱۰-۱۱
مڈل	۴۱،۹۵۱	۳۳۴،۹۸۴	۲۰۱۰-۱۱
سکینڈری	۲۵،۲۰۹	۴۵۲۷۷۹	۲۰۱۰-۱۱
کالج	۳،۴۳۵	۸۱،۱۸۳	۲۰۱۰-۱۱
یونیورسٹی	۱۳۲-۱۳۵ (پبلک سیکٹر:۷۴) (پرائیویٹ:۶۱)	۶۳،۵۵۷	۲۰۰۸ء

حکومت پاکستان نے تعلیم کے شعبے کو بہتر بنانے کے لیے مدارس میں اندارج کے نظام کہ بھی بہتر بنایا۔ ۲۰۰۸ء میں مدارس کی تعداد ۱۳ ہزار رہی جو جنوری ۲۰۱۲ میں بڑھ کر ۲۴۰۰۰ تک جا پہنچی حکومت پاکستان کے ان تمام اقدامات سے تعلیم کی شرح

1- Fifth periodic Report of States parties due in 2015,P: 37

میں اضافہ تو ہوا ہے لیکن یہ اضافہ "ملینئیم ڈویلپمنٹ گولز" کے اہداف کو پورا نہیں کرتا حالانکہ گزشتہ سالوں میں تعلیمی ترقی میں اضافہ ہوا ہے جو جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں کم ہے۔ (۱)

☆صحت

بچوں کے حقوق کے چارٹر سی آر سی کی دفعہ ۲۵، ۲۴، ۲۳ میں بچے کو صحت کی تمام سہولیات کی فراہمی کو ممکن بنانے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ پاکستان میں وفاقی وزارت صحت اور صوبائی صحت کے محکمے صحت کے شعبے میں خدمات انجام دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی این جی اوز بھی اپنی خدمات فراہم کر رہی ہیں۔ ۱۹۹۱ء-۱۹۹۲ء میں صحت کی خدمات صرف ۵۵ فیصد آبادی کو حاصل تھی۔ دیہی علاقوں میں یہ رسائی ۳۵ فی صد تک محدود تھی۔ صحت کی پالیسی میں ماں اور بچے کی بقاء کی طرف خاص طور پر توجہ دی گئی۔ ملک کے کل بجٹ کا ۳.۵٪ صحت کے شعبے میں خرچ کیے گئے جو بہت کم رہا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۲,۱۰۹ مریض کے لیے صرف ایک ڈاکٹر تھا- ۱۹۹۱ء میں اموات کی شرح ۱۰۰۰ میں سے ۱۰۰ رہی۔ ملک میں انفیکشن کے ذریعے مرنے والوں کی شرح ۳۶ فیصد رہی۔ اس کے علاوہ ایک تہائی بچوں کی اموات کے پیدائش کے ایک ہفتے کی اندر دیکھی گئی جبکہ ۲۲ فیصد کی اموات پیدائش کے دوسرے یا چوتھے ہفتے ریکارڈ کی گئی۔ حکومت نے بچوں کی حفاظت اور روایتی تربیت کے لیے ایک پروگرام AHP عمل میں لائی جس کا مقصد بچوں کی شرح اموات میں کمی لانا تھا اس پروگرام کے تحت ۱۰۰،۰۰۰ بچوں کی جان بچائی گئی جبکہ ۴۵۰۰۰ بچوں کو معذوری سے بچایا گیا۔ بہت سی خواتین حمل کی پیچیدگیوں کا شکار رہی ۵ میں سے ۴ ماؤں کے بچے گھروں میں جنم لیتے تھے جس میں بچے یا ماں کی موت واقعہ ہو جاتی تھی ماؤں اور بچے کی صحت کے مراکز میں بچے کی بقا اور غذائی حیثیت پر توجہ مرکوز کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ ۱۹۹۱ء-۱۹۹۲ء میں بچوں کو درپیش مسائل میں مختلف بیماریاں جس میں خسرہ، ہیضہ، ٹائیفائیڈ، کے علاوہ غذائی قلت اور صاف پانی کے ناکافی سہولیات ،صحت کے مراکز کی قلت، نرسوں ڈاکٹروں کی کمی، تربیت یافتہ عملے کی کمی وغیرہ شامل ہے ملک میں صاف پانی اور مناسب حفظان صحت کی فراہمی ناکافی رہی۔ دیہی آبادی کا صرف ۴۵ فیصد صاف پانی تک رسائی حاصل کر سکا جبکہ صرف ۱۰ فیصد آبادی کو مناسب حفظان صحت کی سہولت دستیاب ہوئی جبکہ شہروں میں صاف پانی اور حفظان صحت کی صورتحال دیہی علاقوں سے کافی بہتر ہے۔ (۲)

۱۹۹۱ء-۱۹۹۲ء میں حکومت پاکستان نے صحت کے میدان میں بہتری لانے کے لیے بہت سے اقدامات کیے لیکن اس کے باوجود مطلوبہ نتائج تک پہنچنے میں ناکام رہا۔ (۳)

1-Fifth periodic Report of States parties due in 2015, P: 37

2- Initial Reports of States parties due in 1993 ,P: 25

3- Initial Reports of States parties due in 1993 ,P: 27

جسمانی اہداف اور کامیابیاں،۱۹۹۱-۱۹۹۲

	۱۹۹۱-۱۹۹۲(ہدف نمبر)	۱۹۹۱-۹۲(کامیابیاں نمبر)	کامیابیوں کی شرح
دیہی صحت پروگرام			
بنیادی ہیلتھ یونٹس	۲۸۲	۲۳۰	۸۱
دیہی ہیلتھ یونٹس	۲۶	۲۱	۸۰
ہسپتال کے بیڈز کی تعداد	۱۷۷۹	۱۴۰۰	۷۹
صحت کے عملے کی تعداد			
ڈاکٹر	۳۸۷۵	۳۸۰۰	۹۸
نرس	۲۲۰۰	۲۱۰۰	۹۵
داندان ساز	۱۸۰	۱۷۰	۹۴
طبی معاون	۵۲۵۰	۴۶۲۰	۸۸
روک تھام پروگرام			
تربیت یافتہ عملہ	۸۰۰۰	۷۲۰۰	۹۰
بچاؤ	۳۸۷۱	۳۲۹۰	۸۵
نمکیات کے ملین پیکٹ	۱۱۲	۸۵	۱۰۰

ماخذ: منصوبہ بندی اور ترقی ڈویژن

پاکستان میں صرف ۴۳ فیصد بچے ایسے ہیں جن کو غذا کی مکمل فراہمی دستیاب ہے جبکہ ۵۷ فیصد بچوں کو خوراک کی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں۔ یہ بچے پروٹین، آئرن، وٹامن اے، آئیوڈین کی کمی کا شکار ہیں۔ ۱۹۹۱ء-۱۹۹۲ء کے سروے کے مطابق مجموعی طور پر ہر روز کیلوریز کی شرح ۲,۳۱۸ تھی جو گزشتہ سال کے کی شرح (۲،۳۶۰) سے کم ہے۔

۱۹۸۹ء- ۱۹۹۲ء ملک میں خوراک کی دستیابی

اشیاء	۱۹۸۹- ۹۰	۱۹۹۰- ۹۱	۱۹۹۱- ۹۲
اناج	۱۶۴.۷۴	۱۴۵.۱۷	۱۴۴.۱۰
دالیں	۵.۳۷	۶.۵۳	۶.۶۱
شکر	۲۷.۰۲	۲۷.۳۹	۲۹.۹۸
دودھ	۱۰۷.۶۰	۱۰۸.۶۲	۱۱۱.۴۱
گوشت	۱۷.۲۷	۱۷.۷۰	۱۸.۳۳
انڈے	۲.۱۰	۲.۲۰	۲.۳۰
کھانے کا آئل	۱۰.۳۳	۹.۹۹	۱۰.۱۳

کیلوری اور پروٹین کی دستیابی			
یومیہ کیلوری	۲۵۳۴	۲۳۶۰	۲۳۱۸
یومیہ پروٹین	۶۵.۴۷	۶۲.۰۲	۶۲.۱۰

ماخذ: منصوبہ بندی اور ترقی ڈویژن

بچوں میں معذوری کے واقعات کے بارے میں قابل اعتماد ڈیٹا نہیں ہے البتہ ملک میں جسمانی اور ذہنی معذورر کافی دیکھی گئی ۔ شہروں کی نسبت دیہی علاقوں میں اس کی شرح دوگنی دیکھی گئی۔ معذوری کی تشخیص اور علاج کرنے کے لئے سہولیات کی کمی بھی پائی گئی ۱۹۸۶ ءمیں خصوصی تعلیم کے ڈائریکٹریٹ جنرل کی طرف سے اسلام آباد اور راولپنڈی اضلاع میں ۲ ملین افراد کا سروے کیا گیا ہے جس میں آبادی میں ۲.۶ فیصد معذوروں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ ملک میں لڑکوں کی نسبت لڑکیاں معذوری کا شکار ہیں۔ ملک کی ۳۳ فیصد آبادی جسمانی بیماری کا شکار ہے۔ دیہی علاقوں میں تمام قسم کی معذوری کی شرح شہروں کی نسبت زیادہ ہے۔ معذوری کے سبب بہت سے ہیں جن میں ماؤں اور بچوں کی غذائیت کی کمی، جینیاتی عوامل، انفیکشن، ماحولیاتی آلودگی سمیت دیگر عوامل شامل ہیں۔ [۱]

معذور بچوں کے لئے خصوصی تعلیم کی خدمات ناکافی ہے۔ ۵-۱۴ سال کے گروپ کے تقریبا ۷۵، ۲۴، ۱ بچوں میں سے ۲۱۰ بچے سرکاری غیر سرکاری خصوصی اداروں میں داخل ہوئے۔ ملک میں ہر قسم کی معذوری کے خاتمے کے لیے خصوصی اداروں کا قیام، معذور افراد کی پیشہ وارانہ تربیت کے پروگراموں کے باوجود پاکستان مقررہ اہداف تک نہ پہنچ سکا۔ [۲]

پاکستان نے حقوق اطفال کے حوالے سے اپنی دوسری رپورٹ ۲۰۰۳ء میں کمیٹی کو پیش کی۔ اس رپورٹ میں صحت کے حوالے سے صورتحال سابقہ رپورٹ سے بہتر دیکھنے میں آئی۔ بچے کی بقا اور ترقی کو یقینی بنانے کے لئے بہت سے پروگرامز پرائمری ہیلتھ کیئر کے تحت وسیع پیمانے پر شروع کیے گئے جن میں امیونائزیشن (ای پی آئی)، ڈائیلایکل ڈیزیز کا کنٹرول (سی ڈی ڈی) پروگرام، لیڈی ہیلتھ ورکرز (ایل ایچ ڈبلیو)، روایتی پیدائشی حاضری (ٹی بی اے) اور غذائی پروگرام۔ سال ۱۹۹۹ء/ ۲۰۰۰ ءکے دوران چھ خطرناک بیماریوں کے خلاف ۴ ملین بچوں کو حفاظتی طور پر محفوظ کیا گیا اور ۵ سال سے کم عمر کے بچوں میں ۲۳ ملین او آر ایس کے پیکٹ تقسیم کیے گئے ہیں۔ ۱۹۹۰ میں بچوں کے لئے عالمی سربراہی اجلاس میں حصہ لینے والے عالمی رہنماؤں نے ایک مشترکہ اجلاس کیا تھا جس میں ہر بچے کو ایک بہتر مستقبل دینے کا عزم کیا گیا۔ اس اجلاس میں پاکستان بھی شامل تھا۔ عالمی سربراہی اجلاس اور اہداف کی پیروی کرنے کے لئے ایک قومی پروگرام ایکشن (این پی اے) تیار کیا۔ ۲۰۰۰ء کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے SAP،NPA اور آٹھ پانچ سالہ پروگرام ایک لازمی حصہ رہا تاکہ سی آر سی کے اہداف تک

1- Initial Reports of States parties due in 1993 ,P:27

2- Initial Reports of States parties due in 1993, P: 33

پہنچا جا سکے۔[1]

کمیٹی کو جمع کروائی گئی دوسری رپورٹ میں صحت کے حوالے سے صورتحال یہ رہی۔[2]

بچوں میں حفاظت کی شرح	۱۹۹۰	۱۹۹۵	۱۹۹۶
Antigen			
BCG	۹۳	٦۵	۹۳
DP3	۸۳	۵۵	۷۷
OPV3	۸۳	۵۵	۷۷
خسرہ	۱۰٦۷	۱۵۸۰	۲۰۱۲
بچہ میں تشنج	۱۷٦۸	۱۷۲٦	۱۰۹۰
پولیو	۷۷۷	۴۹۰	۳۴۱
غذائیت	٪۴۰	٪۳۸	

صحت کی وزارت برائے نیشنل انسٹی ٹیوٹ

۱۹۴۷ء میں معذور افراد کے لئے صرف دو ادارے تھے ایک "لارئی سکول" اور "اینڈرسن اسکول" یہ دونوں ادارے نابینا افراد کے لیے تھے۔ یہ اس وقت کی اہم ترقی تھی۔ ۱۹۸۱ء معذور افراد (روزگار اور بحالی) آرڈیننس معذور افراد کی خدمت کے لیے بنایا گیا۔ ۱۹۸۱ء میں جب "Social Welfare and special education division" قائم کیا گیا تو اس کا مقصد چار شعبوں میں خدمات فراہم کرنا تھا جس میں ایک شعبہ معذور لوگوں کی فلاح بہبود بھی شامل تھی لہٰذا ۱۹۸۲ء-۱۹۸۳ء میں معذور لوگوں کے لیے خصوصی مراکز قائم کیے گئے۔ اس کے علاوہ معذور بچوں کے لیے بہت سی پالیسیاں اور پلانز، خصوصی تعلیم کے مراکز نیشنل انسٹیوٹ آف اسپیشل ایجوکیشن، یونیورسٹیوں میں اسپیشل ایجوکیشن کو مضمون کی حیثیت، نیشنل ٹاکینگ بک سنٹر، نیشنل بریل (اندھوں کا رسم الخط) پریس، معذور افراد کے لئے نیشنل ٹریننگ سینٹر، سپیچ تھراپی پروگرام، لائبریریز، لیبز، پیشہ وارانہ مراکز قائم کئے گئے۔[3]

پاکستان نے اپنی تیسری اور چوتھی رپورٹ ایک ساتھ سی آر سی کی کمیٹی کو جمع کروائی، یہ دونوں رپورٹ سابقہ رپورٹس سے کافی بہتر ثابت ہوئی کیونکہ اس کی ایک اہم وجہ رپورٹ بروقت جمع کروائی گئی تو دوسری طرف اس رپورٹ میں ماں اور بچے کی شرح اموات میں بھی کمی لائی گئی۔ اس رپورٹ میں بیماریوں کے شکار بچوں کی شرح میں بھی کمی دیکھی گئی۔ نیشنل ہیلتھ پالیسی ۲۰۰۱ء

1- Second periodic Reports of States parties due in 2003, P:72

2- Second periodic Reports of States parties due in 2003, P: 60

3- Second periodic Reports of States parties due in 2003, P: 62

میں حکومت نے صحت کی اصلاحات کے ایجنڈے پر کام شروع کیا تو اس کے ساتھ صوبائی حکومت نے بھی صحت قائم کرنے میں اہم ذمہ داری ادا کی۔ صحت کے شعبے میں اہم مسائل کم اخرجات، خدمات میں عدم مساوات، اور ناکافی بنیادی صحت کی سہولیات رہی۔ صحت کے شعبے میں ترقی کے لیے نئے پراگراموں کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں نیشنل ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام، ماں اور بچے کی صحت کی دیکھ بھال، ماؤں اور نیونٹیکل ہیلتھ سروسز، اندھاپن کی روک تھام، نیشنل غذائیت کا پروگرام، بچپن کی بیماریوں اور مائیکرو غذائی پروگرام، بچے کی شرح اموات میں کمی شامل ہیں۔ ہیپاٹائٹس کی روک تھام اور کنٹرول کے لئے قومی پروگرام ۲۰۰۵ء میں شروع ہوئی اس پروگرام کا مقصد ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ کی وجوہات، لوگوں میں اس کی آگاہی، مریضوں کی اور موت کی شرح میں کمی لانا تھا۔ اس پروگرام کے لیے مالی سال ۲۰۰۶ء-۲۰۰۷ء میں ۵۰ لاکھ روپے مختص کیے گئے۔ ۲۰۰۶ء-۲۰۰۷ء میں ۱۵۰ ملین کی لاگت سے مزید ۴۰ ہسپتال بنائے گئے اس کے علاوہ صحت کے صوبائی محکموں کو ڈسپوزایبل سرنج، دستانے، انجکشن، کٹر وغیرہ کی سہولت بھی دی گئیں۔ پاکستان ۱۹۹۹ء میں رول بیک کا حصہ بنا یہ پروگرام پاکستان میں ۲۰۰۱ء سے شروع ہوا۔ پینے کے صاف پانی کی قومی پالیسی نے صحت کے شعبے میں اہم کردار ادا کیا ہے اس پروگرام کے توسط سے بہت سے دوسرے مسائل جو ملک کو درپیش تھے ان کی طرف توجہ مبذول کروانے کا موقع ملا۔ ۲۰۱۵ء میں ملک کی آبادی کا ۹۳٪ کو صاف پانی کی فراہمی میں کافی چیلنجز کا سامنا تھا۔ حکومت پاکستان نے بچوں میں خسرہ، پولیو، تشنج، ماں کی تشنج سے حفاظت اور بچپن کی اموات کو کم کرنے، ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لیے ملک بھر میں وسیع پیمانے پر (Expanded Programmer on Immunization) EPI پروگرام ۲۰۰۲ء میں متعارف کروایا جس کی وجہ سے پولیو کی تعداد ۳۳ ہوگئی جبکہ ۲۰۰۵ میں یہ تعداد ۲۸ تھی۔[1]

پاکستان میں صحت کے شعبے پر ملک کی ٹوٹل بجٹ کا ۲.۶٪ خرچ کرتا ہے جو کہ بہت کم ہے۔ پاکستان میں صحت کے مجموعی اخراجات مختلف عرصوں میں اس طرح رہا ہے۔

مدت	کل صحت اخراجات (لاکھوں میں)	ترقی خرچ (لاکھوں میں)	فیصد میں برائے نام تبدیلی	فیصد میں حقیقی تبدیلی	صحت پر خرچ (جی ڈی پی)
۲۰۰۲-۰۳	۲۸۸۱۴	۶۶۰۹	۱۳.۴	۱۰.۳	۰.۵۹
۲۰۰۳-۰۴	۳۲۸۰۵	۸۵۰۰	۱۳.۸	۹.۲۳	۰.۵۸
۲۰۰۴-۰۵	۳۸۰۰۰	۱۱۰۰۰	۱۵.۸	۶.۵۲	۰.۵۷
۲۰۰۵-۰۶	۴۰۰۰۰	۱۶۰۰۰	۵.۳	-۲.۶۲	۰.۵۱
۲۰۰۶-۰۷	۵۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۲۵	۱۶.۸۶	۰.۶۱

1- Third and fourth periodic Reports of States parties due in 2007, P: 71

صحت کے میدان میں بہتری لانے کے لئے لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام بھی متعارف کروایا گیا۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز دیہی اور شہری علاقوں میں آبادی کو خدمت فراہم کرتیں ان کی خدمات میں ماں اور بچے کی فلاح وبہبود کے طریقوں کے بارے میں آگاہی فراہم کرنے کے علاوہ مختلف بیماریوں کے خلاف حفاظتی اقدامات بھی فراہم کرنا تھا۔ یہ ورکرز ۱۰۰٪ دیہی علاقوں میں جبکہ ۳۰٪ شہری علاقوں میں تعینات رہیں۔ ۲۰۰۶ء میں ان ورکرز کی تعداد ۹۶۰۰۰ ریکارڈ کی گئی۔[۱]

متعین مقدار	قومی	لیڈی ہیلتھ ورکرز تعداد
زچگی کی موت کا تناسب	۳۴۰	۱۸۰
بچوں کی شرح اموات	۷۷.۹	۵۰
مانع حمل	۳۶٪	۳۸٪
دافع تشنج ویکسین	۵۱٪	۵۷٪
قبل از پیدائش کی دیکھ بھال	۴۳٪	۴۹٪
ہنر مند پیدائش حاضری	۳۱٪	۵۵٪

پاکستان میں معذور بچوں کی اکثریت زیادہ تر سکول نہیں جاتی ہے اور ایسے بچوں کو یونہی نکارہ چھوڑ دیا جاتا ہے جو ساری زندگی دوسروں کے سہارے کے محتاج رہ جاتی ہیں۔ سی آر سی کی منظوری کے بعد حکومت پاکستان نے بچوں کے حقوق کو تحفظ اور فروغ دینے کے لیے مختلف اقدامات کئے ہیں ان میں معذور بچوں کو بھی ہر قسم کے سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ معذور بچوں کی بنیادی حقوق کی فراہمی کو ممکن بنانے کے لیے (Ministry of Social Welfare and Special Education) نے ایک منصوبہ (National Plan of Action) ۲۰۰۶ء میں بنایا جس کے تحت معذور لوگوں کے بنیادی حقوق کی حفاظت کرنا تھا۔ اس منصوبے میں خصوصی لوگوں کا علاج معالج، علاج، تعلیم اور تربیت، پیشہ ورانہ تربیت، روزگار اور بحالی، تحقیق اور ترقی، مفت عمارات، پارک اور عوامی مقامات، اداروں کو مضبوط بنانے کے فنڈز مختص کئے گئے۔ خصوصی تعلیم کے ڈائریکٹر جنرل نے ایک پروجیکٹ "پائلٹ" کے نام سے متعارف کروایا۔ جس کے تحت ۱۴ خصوصی اسکول کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ان سکولوں میں ۲۵-۵۰ طالبعلموں کے لیے تعلیمی سامان بریل مشینیں، آڈیو، سننے کے آلات، کرچز اور دیگر تعلیمی سامان اور فرنیچر کی اشیاء کی سہولتیں دستیاب کی گئیں۔ یہ پروگرام Sight Saver UK اور World Bank کی تکنیکی اور مالی امداد کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کے بعد ملک میں خصوصی بچوں کی تعلیمی اداروں میں داخلے کی صورتحال یہ ہے۔[۲]

---

1 –Third and fourth periodic Reports of States parties due in 2007, P: 54

2– Third and fourth periodic Reports of States parties due in 2007, P: 51

تعلیمی اداروں میں خصوصی بچوں کا اندراج

ادارے	اندراج
وفاقی حکومتی ادارے	۵ ٦۴۵
صوبائی حکومتی ادارے (پنجاب)	۱۴۰۰۰
صوبائی حکومتی ادارے (سندھ)	۱٦۰۸
صوبائی گورنمنٹ ادارے (NWFP)	۱۳۸۲
صوبائی حکومتی ادارے (بلوچستان)	۴۰۰
کل (صوبوں)	۱۷۳۹۰
کل حاصل	۲۳۰۳۵

پاکستان کی پانچویں رپورٹ ۲۰۱۴ء میں پیش کی گئی اس رپورٹ میں گزشتہ سالوں میں صحت کے شعبے میں اقتصادی بحران اور وسائل کی کمی کی وجہ سے کم بجٹ مختص کیا گیا لیکن اب صحت کے شعبے کے لئے بجٹ میں مسلسل اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔۲۰۱۱-۲۰۱۲ء میں وفاقی سطح پر صحت کے شعبے میں مجموعی خرچ ۵۵.۱ ارب روپے پر تھا جبکہ، ۲۰۱۰ء-۲۰۱۱ء میں یہ ۰.۲۳ فیصد جی ڈی پی تھا اس کے علاوہ صوبوں نے صحت کے شعبے میں ترقی اور (MDG) "Millennium Development Goals" کے حصول پر توجہ مرکوز رکھی۔ صحت کے شعبے کو ترقی دینے کے لیے اقدامات کیے گئے جس میں پنجاب میں (PMDGP) پروگرام تمام صوبوں میں محفوظ خون ٹرانسمیشن سروس پروگرام، ٹی بی کنٹرول پروگرام، ہیپاٹائٹس کی روک تھام اور کنٹرول پروگرام، ایچ آئی وی / ایڈز کنٹرول پروگرام، پنجاب تھلسمیہ روک تھام پروگرام اور EPL، MNCH پروگرام شامل تھے۔ نیشنل غذائی سروے کے مطابق ۵ سال سے کم عمر بچے جو غذائی قلت کی وجہ سے کم وزن کا شکار تھے ان کی شرح میں کمی آئی ہے یہ شرح ۴۱ فیصد سے کم ہو کر ۲۰۰۰ء-۲۰۱۲ تک ۳۸ فیصد ہو گئی ہے۔ نیشنل سروے کے مطابق ۲۰۱۱ء میں پری سکول بچوں میں انیمیا، آئرن، زنک اور وٹامن اے کی کمی وسیع پیمانے پر پائی جاتی تھی۔ اس طرح کے واقعات کی شرح ۱۷ فیصد تھے جبکہ غذائیت کی قلت کے واقعات ۱۵٪ تھے۔ غذائیت کے مختلف پہلوؤں کو حل کرنے کے لیے GOP نے کئی اقدامات کیے جن میں نومبر ۲۰۱۱ء میں وزارت خوراک کی حفاظت اور ریسرچ کا قیام، ۲۰۰۹ء میں "Micronutrient Initiative" پروگرام (وٹامن اور نمکیات کی کمی کو پورا کرنے کے لیے) شامل رہے، پاکستان میں ۲۰۰۱ء میں انیمیا کی شرح ٦۱٪ رہی جو ۲۰۱۱ء میں ۴۸٪ ہو گئی۔ پاکستان نے وٹامن اے کی اضافی شرح حاصل کی۔ ۹۷٪ ٦-۵۹ مہینے کے بچوں کو وٹامن کی دو خوراکیں دی گئی جس سے موت کے خطرات ۲۳ میں فیصد کمی آئی ہے۔ NNS "National Nutrition Survey" کے مطابق ملک میں بریسٹ فیڈنگ کی شرح ۴۰.۵ فیصد ہے یہ شرح دیہاتوں میں

۴.۴۱٪ جبکہ شہروں میں ۳۸.۴ فیصد ہے۔اس کے علاوہ ماں اور بچے کی صحت کی حفاظت کے لیے لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام بھی بنائے گئے یہ ورکرز مختلف بیماریوں میں مفید مشورے، خاندانی منصوبہ بندی، اور حفاظتی ٹیکوں جیسے کام بھی انجام دیتی رہی۔اس کے علاوہ ایک اور پروگرام "Maternal and Newborn and Child Health" اس کا مقصد ماں اور بچے کو اعلی معیار کی بہتر رسائی فراہم کرنا تھا اور صحت اور خاندانی پلاننگ کی خدمات فراہم کرنا بھی تھا۔۲۰۱۳ء-میں وفاق کو صحت کے شعبے میں ترقی کے لیے ۲۰ بلین دیئے گئے تاکہ "Millennium DevelopmentGoal" تک رسائی کو ممکن بنایا جائے۔[۱]

اس کے علاوہ EPI پروگرام ۷ خطرناک بیماریوں جن میں خسرہ، ہیپاٹائٹس، پولیو، تپ دق، خناق، کالی کھانسی، جیسی بیماریوں سے بچاؤ کرتا ہے۔۲۰۱۰ء-۲۰۱۱ء کے دوران ۰-۱۱ ماہ کے ۷ ملین بچوں کو اور ۶.۵ ملین حاملہ عورتوں کو ان مہلک بیماریوں سے بچایا گیا۔۱۹ ملین اوآرایس کے پیکٹ تقسیم کیے گئے۔پاکستان نے یونیسف اور "World Health Organization" کے تعاون سے حفاظتی اہداف کو پورا کیا۔

پاکستان میں صحت کے حوالے سے ترقی دیکھنے میں تو نظر آتی ہے لیکن یہ ترقی انٹرنیشنل معیارات پر پورا نہیں اترتی۔عالمی ادارے کی ایک رپورٹ کے مطابق اگر دنیا میں کسی ملک کے ۱۰ فیصد بچے بیماریوں کا شکار ہیں تو وہاں ہنگامی اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے بدقسمتی سے پاکستان میں یہ شرح ۴۴ فیصد ہے۔یونیسف کی ۲۰۱۵ء کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہر ۱۴ بچوں میں سے ایک بچہ اپنی ایک سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے انتقال کر جاتے ہیں جبکہ ہر گیارہواں بچہ ۵ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے فوت ہو جاتا ہے۔طبی جریدے "دی لانسٹ" کے مطالعاتی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۵ء میں دنیا میں سب سے زیادہ مردہ بچوں کی پیدائش پاکستان میں ہوئی۔[۲]

☆بچے کی تعریف

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر سی آر سی کی دفعہ نمبر ا کے مطابق ۱۸ سال سے کم عمر ہر انسان بچہ کہلایا جائے گا چاہے وہ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہی کیوں نا ہو جائے۔لیکن پاکستان میں اس حوالے سے قوانین میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی اور نہ ہی پاکستان کے آئین میں بچے کی کوئی خاص تعریف نظر آتی ہے۔پاکستان کی سی آر سی کی کمیٹی کو حقوق اطفال پر پیشرفت کے لیے جو رپورٹس جمع کروائی گئی ہیں ان میں مجموعی طور پر بچے کی کوئی مخصوص تعریف تو دیکھنے میں نہیں آتی البتہ بچے کے تحفظ کے لیے آئین میں بنائے گئے مختلف قوانین نظر آتے ہیں جس میں ایک انسان کی بالغ ہونے کی عمر ۱۸ سال ہے جس کے بعد وہ مختلف حقوق رکھ سکتا ہے سوائے روزگار کے سلسلے میں ۱۸ سال کی عمر ہونا ضروری نہیں جیسے پاکستان کے آئین کی دفعہ ۱۱(۳)

1- Fifth periodic Report of States parties due in 2015, P: 29

2- Unicef Report, Children in Pakistan ,2010, P:8

کے تحت ۱۴ سال سے کم عمر بچوں کو فیکٹریوں یا کسی خطرناک کام پر نہیں لگایا جاسکتا ہے عمر کی یہ حد اٹھارویں ترمیم میں ۱۶ سال کر دی گئی تھیں۔

۱۹۷۵ء کے "میجورٹی ایکٹ" کے تحت ۱۸ سال سے کم عمر بچے نہ تو ووٹ دے سکتے ہیں نا کسی مقدمہ یا معاہدے میں داخل ہو سکتا ہے نہ والدین کے مرضی کے خلاف طبی مشاورت کر سکتا ہے۔ "Child marriage Restraint act" ۱۹۲۹ کے تحت بچے کی شادی ۱۸ سال سے کم اور بچی کی شادی ۱۶ سال سے کم عمر میں نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح ۱۸ سال سے کم عمر بچہ کسی بھی مسلح افواج میں بھرتی نہیں ہو سکتا۔ ۱۸۶۹ء کے ڈورس ایکٹ کے تحت بچے کو تحویل لینے کی عمر ۱۶ سال ہے جبکہ بچی کی عمر ۱۳ ہے۔ "Pakistan Penal Code" کے تحت ۷ سال سے کم عمر بچہ اگر کوئی قانونی جرم کرتا ہے تو اس کو سزا نہیں دی جائے گی یہی ایکٹ ۷ سال سے زیادہ اور ۱۲ سال سے کم عمر بچوں پر بھی لاگو کیا گیا ہے۔ یہ لاء پولیس آفیسر کو اجازت دیتا ہے کہ اگر ۱۵ سال سے کم عمر بچہ کوئی جرم کرتا ہے تو اس کو ضمانت پر رہا کر سکتا ہے لیکن اگر بچہ ۱۸ سال سے کم ہے تو ایسی صورت میں اسے سرٹیفکیٹ سکول میں بھیج دیا جائے یا جیل میں بالغوں کے حصے میں منتقل کر دیا جائے۔ ۱۴ سال سے کم بچے کو بغیر طبی نسخہ کے دوائیں فراہم کرنا قانونی طور پر جرم ہے اس کے علاوہ بچوں کو ایسی جگہ لے جانا جہاں منشیات یا شراب مہیا کی جائے قانونی طور پر جائز نہیں۔ ۱۶ سال سے کم عمر بچے سے تمباکو / سگریٹ کی خرید و فروخت بھی ممنوع ہیں۔ الغرض عمومی طور پر دیکھا جائے تو پاکستان میں بچے اور بچی کو ایک جیسے حقوق دیے جاتے ہیں اگر فرق ہے تو وہ عمر کے لحاظ سے ہے۔ (۱)

☆منشیات کا استعمال

سی آر سی کے معاہدہ کی دفعہ ۳۳ میں بچے کو منشیات سے تحفظ دینے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کمیٹی کو جمع کروائی گئی تمام رپورٹس میں منشیات کے حوالے سے مجموعی طور پر صورتحال میں حکومت پاکستان نے ملک بھر میں بہت سے انتظامی، سماجی تعلیمی پروگراموں کا انعقاد کر کے منشیات کے پھیلاؤ میں کمی کرنے کے اقدامات کیے ہیں۔ معاشرے میں منشیات کے خاتمے کے لیے ایک "Drug Abuse Prevention Resource Centre" پروگرام مقامی، صوبائی سطح پر شروع کیا گیا اس کے علاوہ منشیات کی روک تھام اور مؤثر علاج کا ایک جدید پروگرام "Integrated Drug Demand Reduction Programme" کا بھی قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد منشیات کی روک تھام، عوام میں آگاہی، موثر علاج کے طریقے باصلاحیت عملے کی فراہمی ہے۔ (۲)

آئین کی دفعہ ۵۲ اور ۵۳ کے تحت "Control on Narcotics Substances Act 1997" ایکٹ صوبائی حکومت نے حکومتی اداروں کو یہ ہدایت دی کہ وہ منشیات کے عادی افراد کو رجسٹر کریں اور ان کے علاج کے لیے صوبائی سطح پر مراکز قائم

1- Initial Reports of States parties due in 1993, P: 33

2- Second periodic Reports of States parties due in 2003, P: 115

کریں۔اس حوالے سے وفاقی سطح پر منشیات کے عادی افراد کی بحالی کے لیے دو مراکز اسلام آباد اور کوئٹہ میں قائم کیے گئے ۔ان اداروں کے قائم ہونے سے لے کر ۲۰۰۵ءتک ۲,۲۷۷ا منشیات کے عادی لوگوں کا علاج کیا گیا اور ان میں سے ۱۹۰افراد کو حکومت کی طرف سے روز گار بھی مہیا کیا گیا۔اس کے علاوہ منشیات کے عادی افراد کے علاج اور بحالی کے لیے دو مزید مراکز لاہور اور کراچی میں بھی قائم کیے گئے جس پر ۳۰۴.۴۴ روپے کی لاگت آئی۔ حکومت پاکستان نے تمبا کو نوشی کی روک تھام کے لیے ایک آرڈیننس کا ۲۰۰۲ء میں پاس کیا جس کا مقصد عوامی مقامات پر تمبا کو نوشی کی روک تھام کرنا تھا۔اس کے علاوہ "United Nations Office for Drug Control"(UNODC) کی مدد سے (۲۰۰۳-۱۹۹۸)ایک پروگرام "Drugs Abuse Control Master Plan" کا آغاز بھی کیا گیا جس پر ۲,۸۰۰روپے کی لاگت آئی یہ منصوبہ بعد میں مالی بحران کا شکار رہا۔اس منصوبے کا مقصد قانون کا نفاذ اور منشیات کی طلب میں کمی کرنا تھا۔اس کے علاوہ ایک اور منصوبہ "Drug Abuse control plan" (۲۰۰۸- ۲۰۰۷) UNODC کی مدد سے قائم کیا گیا اس منصوبے کا مقصد بھی قانون کا اطلاق اور منشیات کے طلب میں کمی کرنا تھا۔[(۱)]

ان تمام اقدامات کی وجہ سے ملک میں بہتری تو آئی لیکن آج بھی منشیات کے منفی اثرات ملک میں گردش کر رہے ہیں۔ وطن عزیز کا ایک سماجی مسئلہ چھوٹی عمر میں بچوں کا منشیات کا عادی ہو جانا ہے۔اس کا آغاز عموما سگریٹ نوشی سے ہوتا ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ٦۷ لاکھ افراد منشیات کا شکار ہیں جن میں ۷۸ فیصد مرد اور ۲۲ فیصد خواتین شامل ہیں۔ ان ٦۷ لاکھ میں زیادہ تعداد ۲۴ سال سے کم عمر افراد کی ہے جو کہ انتہائی تشویش کی بات ہے۔ مشہور امریکی جریدے "فارن پالیسی "کے مطابق پاکستان میں ہر سال ڈھائی لاکھ افراد منشیات کے نتیجے میں موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔[(۲)]

☆پیدائش کا اندراج

معاہدہ کی دفعہ ۸،۷،٦ کے مطابق بچے کی پیدائش کا اندراج بچے کا پہلا حق ہے مگر ہمارے ہاں لاکھوں بچے ابھی تک اس حق سے محروم ہیں اور اس حق سے زیادہ تر بچیاں محروم ہیں۔پاکستان میں پیدائش کے اندراج کی ذمہ داری صوبائی حکومتوں کی ہے۔پاکستان کے پانچوں صوبوں پر پیدائش کی رجسٹریشن کے قوانین لاگو ہیں۔پیدائش، موت اور شادی کے رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۸٦ء، کنٹرالمنٹ ایکٹ ۱۹۲۴ءاور نیشنل رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء، یہ تمام ایکٹ ملک کے ہر صوبے اور علاقے میں پیدائش کی رجسٹریشن کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔پیدائش کا اندراج ایک عام دستاویز ہے جو ہر شخص کے لیے کھلا ہوا ہے۔ہر شخص مطلوبہ فیس ادا کرنے کے بعد اندراج کی ایک کاپی اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔پاکستان میں لوگوں کو شناختی کارڈ فراہم کرنے کی سہولت نادرا کا ادارہ فراہم کرتا ہے۔۱۸ سال کا ہر فرد شناختی کارڈ رکھنے کا حق رکھتا ہے جس کے بعد جہاں اسے بہت سے حقوق

---

1 -Third and fourth periodic Reports of States parties due in 2007,P:51

۲-مسرت قیوم،منشیات اور نسل نو،نوائے وقت،اسلام آباد،۲۸جنوری۲۰۱۸

ملتے ہیں وہی اس پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ خیبر پختونخواہ میں ۲۰۱۰ء میں " Child Protection and Welfare Act"(CPWA) بچوں کی پیدائش کے متعلق قواعد وضوابط کو بہتر بنانے کے لیے بنایا گیا۔اس کے علاوہ یونیسف کی مدد سے نادرا اور مقامی حکومتوں نے پیدائش کے اندراج کو ملک کے ہر صوبے میں منظم کیا۔[۱]

لیکن ان سب اقدامات کے باوجود آج بھی پاکستان میں کثیر تعداد میں بچے پیدائش کے اندراج سے محروم ہیں۔ آج بھی ملک کے ۲ کروڑ بچے پیدائش کے اندراج سے محروم ہیں یونیسف کے مطابق پاکستان میں ہر سال اوسط ۴۵ لاکھ بچے پیدا ہوتے ہیں جس میں ۳۰ لاکھ بچوں کی پیدائش کا اندراج نہیں ہو پاتا۔ سندھ اور خیبر پختونخواہ میں پیدا ہونے والے نوزائیدہ بچوں میں صرف ۲۰ فیصد کا اندراج ہوتا ہے۔ پنجاب میں بچوں کی رجسٹریشن کی شرح ملک کے دوسرے علاقوں کے مقابلے میں زیادہ ہے اور تقریباً ۷۷ فیصد بچے رجسٹر ہوتے ہیں۔ ملک میں اندراج میں پسماندگی کی وجہ غربت، جہالت اور حکومتی پالیسیوں کی کمی ہے۔[۲]

☆جنسی استحصال اور بدسلوکی

عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کے دفعہ ۳۴ میں رکن ممالک کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بچوں کو جنسی استحصال سے تحفظ فراہم کریں اس حوالے سے پاکستان کی طرف سے کمیٹی کو جمع کروائی گئی پیش رفت کے تمام رپورٹس کی مجموعی صورتحال یہ ہیں۔

پاکستان میں سنگین جرائم میں سے ایک سنگین جرم بچوں کا جنسی استحصال ہے لہٰذا قوانین اور ان پر عمل درآمد کو بہتر بنانے کے لئے رولز موجود ہیں۔ اس سلسلے میں "Civil Society Organizations" نے بچے کے جنسی تشدد اور استحصال کے سبب اور اس کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے کچھ اقدامات کئے ہیں۔ "United Nation Development Programme" کے ماتحت "Gender Justice and Protection" نے پولیس کے کہنے پر سندھ میں کاروکاری جیسے مسئلے کا مطالعہ کیا اور نتائج کی روشنی میں بتایا گیا کہ بے روزگاری، جہالت اور لاتعداد قبائلی نظام اور اس کے ساتھ ساتھ مجرمانہ انصاف کے نظام سے منسلک کمزوریاں ہیں۔

ان نتائج کی روشنی میں سندھ پولیس نے قتل وغارت کے مقدمات کا کم کرنے کے لیے پولیس اہلکاروں کی کارکردگی بہتر بنانے کے اقدامات شروع کئے ہیں۔ اس سلسلے میں سکھر، نوشیروفیروز، خیرپور، گھوٹکی اضلاع میں خصوصی کاروکاری کے سیلز قائم کیے گئے جہاں متاثرہ لوگوں کی مدد کے لیے ہیلپ لائن بنائی گئی ہیں اس کے علاوہ سندھ پولیس نے کاروکاری کے معاملات سے نمٹنے والے سینئر پولیس حکام کے لئے خصوصی تربیت کا بھی اہتمام کیا ہے۔

"National Commission for Child Welfare and Development" بچوں کو جنسی استحصال سمیت ہر قسم

---

1 -Fifth periodic Report of States parties due in 2015, P: 37

۲۔ دنیا نیوز، ملک میں ۶ کروڑ بچوں کی پیدائش کا ریکارڈ موجود نہیں، لاہور، ۲۱ جولائی ۲۰۱۸"

کی بدعنوانی سے تحفظ کو فراہم کرنے کے لیے پر عزم رہی اس حوالے سے فیڈرل کابینہ کی منظوری سے بچوں کے تحفظ کی ایک پالیسی" National child Protection Policy " (NCPP) تیار کی گئی۔اس کے علاوہ جون ۲۰۰۶ء "National plan of Action for Children" کی منظوری دی گئی۔ یہ منصوبہ بچوں کو جنسی استحصال سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے بنایا گیا جس کو حکومت نے منظور کیا۔[۱]

ان تمام اقدامات کے باوجود میں آج پاکستان میں بچوں کو جنسی زیادتی کا شکار کرنے کے بعد قتل کرنے کی رجحان میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے جو بہت تشویشناک ہے۔بچوں کے حقوق کی غیر سرکاری تنظیم "ساحل" کے مطابق پاکستان میں ۲۰۱۷ء میں بچوں کے زیادتی کے ۱۷۶۴ ہے جس میں لڑکیوں کی تعداد ۱۰۶۷ جبکہ لڑکوں کی تعداد ۶۹۷ ہے۔ان واقعات میں ۱۰ سال سے کم بچوں کی تعداد ۴۳۸ رہی۔

☆چائلڈ لیبر

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ (۳۲) میں بچے کو معاشی استحصال اور کسی ایسے کام کو کرنے سے تحفظ فراہم کیا جائے جو اس کے لیے نقصان دہ ہو۔ آئین پاکستان کے دفعہ ۱۱ کے تحت ۱۴ سال سے کم عمر بچے کو کسی کارخانے یا کان یا دیگر پر خطر ملازمت میں نہیں رکھا جائے گا۔ لیکن بد قسمتی سے پاکستان میں چائلڈ لیبر کی تعداد کا اندازہ لگانا ایک مشکل عمل ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ جہاں آبادی میں اضافہ ہورہا ہے وہی بچوں کی محنت میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے۔۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں ۱۰-۱۴ سال کے ۲.۰۱ ملین بچے مختلف جگہوں پر ملازمت کر رہے ہیں جہاں کا ماحول کسی طور پر سازگار نہیں ہے۔اس کے علاوہ ۱۰-۱۴ سال کی ۳.۹ ملین بچیاں بھی گھروں میں کام کرتیں ہیں۔پاکستان کی طرف سے بچوں کو مشقت سے بچانے کے بہت سے قوانین بنائے اس کے علاوہ لوکل این جی اوز اور بین الاقوامی تنظیموں کی مدد سے اس لعنت کو ختم کرنے کی کافی کوششیں کی گئی جس کی وجہ سے چائلڈ لیبر[۲] میں کسی حد تک تو کمی آئی ہے لیکن مکمل کمی ابھی تک ممکن نہیں ہوسکی۔۱۹۹۰ء میں ۱۰ سال سے کم عمر ۱۱ ملین بچے جبری مشقت کا شکار ہوئے۔ حکومت پاکستان نے بچوں کے حقوق کے چارٹر پر دستخط کرنے کے بعد اس بات کا عزم کیا کہ جبری مشقت میں واضح تبدیلی کو ہر درجہ کم کرنے کی کوشش کی جائے گی اس سلسلے میں درج ذیل ایکٹ بنائیں گئے۔

بچوں کی ملازمت کا ایکٹ ۱۹۹۱، بینڈڈ لیبر سسٹم ابھار ٹیشن ایکٹ ۱۹۹۲، پنجاب لازمی تعلیم ایکٹ ۱۹۹۴ بنائے گئے تاکہ چائلڈ لیبر کی شرح کو کم کیا جاسکے۔پاکستان میں ۱۹۹۶ء کے بعد ابھی تک چائلڈ لیبر کے حوالے سے دوبارہ اعدادوشمار سامنے نہیں آئے۔۱۹۹۶ء کے سروے کے مطابق ملک کے ۴۰ ملین بچوں میں سے ۳ ملین بچے مشقت کرنے پر مجبور ہیں ان میں ۷۳ فیصد

1- Second periodic Reports of States parties due in 2003, P: 120

۲- چائلڈ لیبر: بچوں کو کم عمری میں جبری مشقت کروانا۔(بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار، ص: ۳۱۸)

لڑکے اور ۷۲ فیصد لڑکیاں تھیں۔[1]

بچے کی مزدوری کو ختم کرنے کی حکومت کی پالیسی میں گزشتہ برسوں کے مقابلے میں بہتری آئی ہے۔ حکومت نے ILO کی مدد سے چائلڈ لیبر پر ایک قومی سروے شروع کیا۔اس سروے کو فیڈرل بیورو اعداد و شمار، منسٹری آف لیبر، بیرون ملک پاکستانیوں نے مکمل کر کے اس کے نتائج شائع کیے۔اس سروے کے مطابق اقتصادی طور پر سرگرم بچوں کی تعداد ۳.۳ ملین ہے۔ سروے کے نتائج نے حکومت کو نئی پالیسیاں تشکیل کرنے میں مدد فراہم کی۔ حکومت نے چائلڈ لیبر کی بحالی کے لئے قومی منصوبہ تیار کیا جس میں بچے کی بنیادی تعلیم، صحت، تفریح جیسے اقدامات کے علاوہ ایسے خاندان جو غریب ہیں اور غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کو کام پر لگا دیتے ہیں۔ یہ پروگرام ایسے خاندانوں کو مالی مدد بھی فراہم کرنے میں ایک بڑا اقدم رہا۔

چائلڈ لیبر کی بحالی کے لیے اس منصوبے کے تحت ابتدائی طور پر ۵۰ مراکز ایسے علاقوں میں بنانے کا فیصلہ کیا گیا جہاں کام کرنے والے بچوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ اس طرح کے ۳۳ مراکز اب تک قائم ہو چکے ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ اس منصوبے میں این جی اوز، (انسان فاؤنڈیشن، بنیاد، سوڈر اور انجمن اسلامی) پاکستان پیڈیاٹک ایسوسی ایشن (پی پی اے)، پاکستان لیبر آف انڈسٹری، تعلیم اور تحقیق، ILO (International Labour Organization) نے تعاون فراہم کیا۔

UNICEF، ILO، سیو دی چلڈرن (یوکے) پاکستان کی قالین مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن اور سیالکوٹ کی بنیاد این جی او نے بڑے پیمانے پر کریسنٹ یوتھ آرگنائزیشن شعور مہم شروع کی ہے اس مہم کا مقصد عام عوام، تجارتی اور مزدور یونین، بچے کارکنوں، نرسوں اور والدین کو تعلیم کے بارے میں شعور فراہم کرنا تھا۔[2]

تیسری اور چوتھی رپورٹ میں چائلڈ لیبر کے لیے مختلف اقدامات نظر آئے جس میں پاکستان میں بیت المال، منسٹری آف سوشل ویلفئیر اینڈ ایجوکیشن کی طرف سے چائلڈ لیبر کے حوالے سے چلنے والے ۱۵۱ مراکز ہیں۔ ان میں بچے کو مزدوری سے بچانا، خطرناک ماحول سے بچا کر ان صحت مند ماحول کے حامل مراکز میں تعلیم، جوتے، کپڑے اور حاضری کی صورت میں ۱۰ روپے بھی دیئے جاتے اس کے علاوہ ان بچوں کے والدین کو ۳۰۰ روپے ماہانہ بھی دیا جاتا۔ ۲۰۰۵ء-۲۰۰۶ء میں ۱۵,۰۴۵ طالبات ان مراکز سے مستفید ہوئے۔ ۲۰۰۶ء کے آخیر تک ۴,۲۲۵ طالبات ان مراکز سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد دوسرے سرکاری اداروں میں مزید تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کی تعداد ۴,۳۶۰ رہی۔[3]

پاکستان کی پانچویں رپورٹ میں بچوں کے جبری مشقت کے حوالے سے کافی سہولیات پیش کی گئی۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد بچوں کی فیکٹریوں میں کام کرنے کی عمر ۱۴ سال سے بڑھا کر ۱۶ سال کر دی گئی۔ ۲۰۱۱ء میں حکومت پنجاب نے ۵ سالہ "پائلٹ"

1- Initia Reports of States parties due in 1993, P:22

2- Second periodic Reports of States parties due in 2003, P: 107

3-Third and fourth periodic Reports of States parties due in 2007, P :109

پروجیکٹ ILO کے تعاون سے ۱۸۰ ملین کی لاگت سے شروع کیا۔ یہ پہلا پروجیکٹ تھا جس میں عام تعلیم، پیشہ وارنہ تعلیم، ورکشاپ اور مائیکرو کریڈٹنگ کے منصوبوں کا انعقاد کیا گیا۔ ایسے علاقوں میں تعلیمی مراکز قائم کیے گئے جہاں زیادہ تعداد میں بچے جبری مشقت کا شکار تھے۔ اس پروجیکٹ کا ہدف یہ بھی تھا کی ۱۴ سال سے کم عمر ۲۰۰۰۰ بچوں کو کام والی جگہوں سے نکال کر ان مراکز میں تعلیم دلائی جائے اور ۱۴ سال سے زیادہ عمر کے بچوں کو پیشہ وارانہ تعلیم کی طرف لایا جائے۔ ۲۰۰۹ء میں پنجاب حکوت نے ۱۲۳ ملین اینٹوں کی بھٹی میں کام کرنے والے مزدور بچوں کے لیے مختص کیے۔

۲۰۱۱ء میں لیبر ڈائریکٹر پنجاب نے "Employment of Children Act" کے تحت فیکٹریوں اور ورکشاپس پر ۳۰۸,۷۰ معائنہ کار اور ۱۸۷۵ استغاثہ کا اہتمام کیا جبکہ ۲۰۱۰ء میں یہ تعداد بالترتیب الاکھ ۷۷ ہزار ۷ سو ۳۹، اور ۱۶۷۱ رہی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لیبر کا نظام فعال ہے اور یہ ECA،SEO کے عملدرآمد کی نگرانی کر رہا ہے۔ ۲۰۱۰ء میں لیبر ڈائریکٹر کے پی کے میں ۵۶۶ فیکٹریوں کے معائنہ کار مقرر کیے گئے جس کی نگرانی میں ۸۵ مقدمات چائلڈ لیبر کے حوالے سے درج کیے گئے جبکہ سندھ میں معائنہ کار کی تعداد ۲۳۸,۱ تھی اور اس دوران ۲۰ مقدمات درج کیے گئے۔ ۲۰۱۱ء میں "Employment of Children Act" اور دیگر بچوں کی مشقت کی دفعات کے تحت ۶۴۴ معائنہ کار دکانوں، فیکٹریوں، ورکشاپوں پر مقرر کیے اس دوران چائلڈ لیبر کے حوالے سے ۸۵ مقدمات سامنے آئے جس میں مالکان کے خلاف ایکشن لیا گیا۔[1]

1- Fifth periodic Report of States parties due in 2015, P: 42

فصل دوم

ایران اور عالمی چارٹر (سی-آر-سی) کا جائزہ

ایران اور عالمی چارٹر (سی-آر-سی) کا جائزہ

دیگر مسلم ممالک کی طرح اسلامی جمہوریہ ایران نے بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدے کی ۵ ستمبر ۱۹۹۱ء کو توسیع اس شرط پر کی کہ اس کی تشریح اسلامی اصولوں و اقدار اور ملکی قانون کے مطابق کی جائے گی تو اس پر عملدرآمد کیا جائے گا دوسری صورت میں ایران اس پر عملدرآمد کا پابند نہیں ہو گا۔ ۱۹۹۴ء میں ایران نے اس معاہدہ کو منظور کیا یوں ایران بچوں کے حقوق کے معاہدہ کا شریک ملک ہونے کے ناطے اور معاہدے کی روشنی میں قومی قوانین میں ترمیم کرنے اور ملک میں اس معاہدے پر عمل درآمد کے بارے میں باقاعدگی سے رپورٹ دینے کا پابند ٹھہرا۔ بچوں کے حقوق کے چارٹر سی آر سی کے آرٹیکل ۴۴ کے تحت تمام فریق ممالک ایک مقررہ مدت کے بعد بچوں کے حقوق حوالے سے کیے گئے اقدامات کی رپورٹ سی آر سی کی کمیٹی کو جمع کروانے کا پابند ٹھہرے ہیں۔[1]

ایران کی طرف سے کمیٹی کو جمع کرائی گئیں رپورٹس کا تجزیہ

ایران نے بچوں کے حقوق کے پیش رفت کی کل ۴ رپورٹس سی آر سی کی کمیٹی کو جمع کروائی۔ ایران نے اپنی ابتدائی رپورٹ ۱۹۹۶ء میں جمع کروائی جبکہ دوسری رپورٹ ۲۰۰۱ء میں جمع کروائی۔ تیسری اور چوتھی رپورٹ ایک ساتھ ۲۰۱۳ء میں جمع کروائی۔ ذیل میں ان تمام رپورٹس کا مجموعی طور پر تجزیہ بیان کیا جاتا ہے۔[2]

☆بچے کی تعریف

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر سی آر سی کی دفعہ میں ۱۸ سال سے کم تمام افراد کو بچہ سمجھا جائے گا اور ان پر کوئی قانون لاگو نہیں ہو گا جب تک یہ بالغ نہ ہو جائیں۔ لیکن ایران سول کوڈ دفعہ ۱۲۱۰ کے مطابق بچے کہلائے جانے کی عمر لڑکے کے لیے ہجری کیلنڈر کے مطابق ۱۵ سال اور لڑکی کے لیے ۹ سال متعین کی گئی ہے اس کے علاوہ اس کا انحصار ذہنی اور جسمانی پختگی پر بھی ہوتا ہے۔ ایران کے قانون کے مطابق ۱۵ سال کا بچہ ملازمت نہیں کر سکتا لیکن اگر چاہے تو زراعت سے وابستہ کام کر سکتا ہے چونکہ یہ کام دوسرے کاموں سے ہلکا ہوتا اور عام طور پر ۱۲ سال کا بچہ بھی کر سکتا ہے۔ (عمر کی یہ حد ILO کے معیارات کے مطابق ہے)۔

اس کے علاوہ سنگل آرٹیکل ایکٹ جو ۳ فروری ۱۹۶۸ء میں منظور ہوا تھا اس کے مطابق اگر کوئی شخص کسی بچے کو ملازمت پر لگائیں تو اس کو ایک سال قید اور ۵۰۰۰ سے ۵۰,۰۰۰ تک جرمانہ سزا کے طور پر کیا جائے گا اور بار بار جرم کی صورت میں ۳ سال

1-http://www.refworld.org

2- Consideration of Reports Submitted by States PartiesUnder Article -44 of the Convention,Distr. General, Concluding observations of the Committee on the Rights of the Child,IRAN, 2000,P: 1

قید اور ۳ لاکھ تک کی جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ عوامی فوجی سروس ایکٹ کے دفعہ ۲ کے مطابق ۱۹-۲۱ سال کے لڑکے فوج میں بھرتی ہو سکتے ہیں جبکہ لڑکیاں فوج میں بھرتی نہیں ہو سکتی۔ "اسلامی جزا قانون" کے دفعہ نمبر ۴۹ جو ۱۹۸۲ء میں منظور کیا گیا کے مطابق بچے مجرمانہ ذمہ داریوں سے آزاد ہوں گے جبکہ ان کی اصلاح اور تعلیم کی ذمہ داری ان کے سرپرست کی ہو گی۔ ایران کے قوانین کے مطابق بچے کی تعلیم حاصل کرنے کی عمر ۶ سال سے شروع ہو گی اور ان کو کوئی بھی تعلیم سے محروم نہیں کر سکتا اس کے علاوہ انتخابات میں ووٹ ڈالنے کی عمر ایرانی قانون میں ۱۶ مقرر ہے۔ (۱)

☆صحت

اسلامی جمہوریہ ایران نے اپنی پہلی رپورٹ ۱۹۹۶ء میں سی آر سی کی کمیٹی کو جمع کروائی تھی جس میں بچوں کی صحت کے حوالے سے معاہدہ کی شق نمبر ۲۵، ۲۴، ۲۳ کو مد نظر رکھتے ہوئے ایران نے بچوں کی صحت کے حق کو محفوظ رکھنے کے لیے مختلف اقدامات کیے۔ ایران ہر سال اپنے کل بجٹ کا تقریباً ۶ فیصد صحت کے شعبے میں صرف کرتا ہے۔ ایران کے قانون میں والدین بچوں کے حقوق کے تحفظ کے ذمہ دار ہیں۔ سول کوڈ نے بچے کے اخراجات کی ذمہ داری پیدائش سے پہلے اور بعد میں باپ پر ڈالی ہے۔ لیبر کوڈ کے آرٹیکل ۷۸ کے تحت ایسی خواتین جو ملازمت کرتی ہیں ان کے بچوں کی دیکھ بھال کے لیے مراکز قائم کرنے کا حکم دیتا ہے جہاں بچے کو گرم کھانا کے علاوہ دیگر سہولیات کی فراہمی کو ممکن بنایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کی حفاظت کے لیے دیگر قوانین جیسے بیماریوں کے خلاف قانون، تحفظ اور صحت کی دیکھ بھال، فارمولا فیڈنگ کے لئے صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کی فراہمی، تعلیم و تربیت کی سہولیات پر قانون، پبلک ایجوکیشن کی ترقی پر قانون (۱۰ ستمبر ۱۹۸۸)، کارکنوں کے بچوں کے تعلیم پر قانون وغیرہ ایران میں بنائیں گئے ہیں۔ (۲)

ایران صحت کے شعبے میں اپنے قومی بجٹ کا ۲۶.۷ فیصد خرچ کرتا ہے جس کی وجہ سے وہاں صحت کا معیار پاکستان کے مقابلے میں کافی حد تک تسلی بخش ہے۔ ۱۲ اپریل اور ۱۶ مئی ۱۹۹۴ء کو ایران میں حفاظتی ٹیکوں کا دن منعقد کیا گیا اس دن کا مقصد یہ تھا کہ ملک میں ۵ سال سے کم عمر کے بچوں میں پولیو کے واقعات میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ لہذا اس ایک دن میں ۹ ملین شہروں اور دیہاتوں کے بچوں اس بیماری سے بچانے کے لیے ویکسین کی خدمت فراہم کی گئی اس کے علاوہ ۱۰ ملین آئیوڈین نمک کے پیکٹس گھروں میں تقسیم کیے گئے۔

ایران کی حکومت نے ۱۹۹۴ء-۱۹۹۸ء تک بچوں کی صحت کو بہتر بنانے کے لیے مختلف اہداف کو مد نظر رکھتے ہوئے اہم اقدامات کیے جس میں اہم یہ ہیں۔

1- Consideration of Reports Submitted by States PartiesUnder Article -44 of the Convention of the Convention,Distr. General, Initial Reports of States parties due in 1996,IRAN,P:4

2- Initial Reports of States parties due in 1996, P: 6

۱۹۹۱ء میں ۵ سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات ۱۰۰۰ میں سے ۳۳ تھی جو ۱۹۹۸ء کے آخر تک ۱۰۰۰ میں ۲۲ ہو گئی۔ اسی طرح نومولود بچے (ایک ماہ) کی شرح اموات ۱۹۹۱ء میں ۱۰۰۰ میں سے ۲۰ تھی جو ۱۹۹۸ء میں ۱۰۰۰ زندہ بچوں میں ۱۲ ہو گئی۔ حاملہ ماؤں کی مختلف پیچیدگیوں کی بناپر اموات کی شرح ۱۹۹۱ء میں ۱۰۰۰ میں سے ۴۶ تھی جو ۱۹۹۸ء میں ۱۰۰۰ میں سے ۲۹ ہو گئی جو کہ ایک بہت بڑی پیش رفت ہے۔

اسی طرح سے بیماریوں کے خاتمے کے حوالے سے بھی ایران نے اہم اقدامات کو اپنایا۔ اسہال کی وجہ سے بچوں کا بچپن میں مر جانے کی شرح ۱۹۹۱ء میں ۱۱ فیصد تھی جو کم ہو کر ۱۹۹۸ء میں ۵ فیصد ہو گئی۔ سانس کے انفیکشن کی وجہ سے بچوں کی مر جانے کی شرح ۱۹۹۱ء میں ۱۷ فیصد تھی جو ۱۹۹۸ء میں کم ہو کر ۶ فیصد ہو گئی۔ اس کے علاوہ بچوں میں آنکھوں اور کانوں کی بیماری کے واقعات کی شرح ۱۹۹۱ء میں ۱۵ فیصد تھے جو ۱۹۹۸ء میں کم ہو کر ۶ فیصد ہو گئی۔ ۱۹۹۸ء تک ایران حکومت نے آئیوڈین کی کمی پر بھی قابو پالیا۔ بچوں میں غذائی ضرورت کے پیش نظر بھی اقدامات بھی کیے گئے۔ ۱۹۹۱ء میں پیدا ہونے والے بچے کا وزن ڈھائی کلو یا اس سے زیادہ کے واقعات کی شرح ۹۲ فیصد تھی جو ۱۹۹۸ء میں ۹۸ فیصد ہو گئی۔ ۱۹۹۱ء میں ماں کا دودھ پینے والے ایک سال تک کے بچوں کا تناسب ۶۶ فیصد تھا جو ۱۹۹۸ء میں بڑھ کر ۹۰ فیصد کر دیا گیا۔ ۱۹۹۱ء میں ٹیٹنس کی ویکسین میں اضافہ کی شرح ۶۰ فیصد تھی جو ۱۹۹۸ء میں بڑھ کر ۸۷ فیصد تک ہو گئی۔ (۱)

۱۹۹۶ء کی رپورٹ جمع کروانے کے بعد ایران نے دوسری رپورٹ (۲۰۰۱ء) جمع کروانے سے پہلے بچوں کی صحت کے معیار کو بلند کرنے کے لیے اقدامات کی رفتار مزید تیز کر دی اس حوالے سے ایک پلان تشکیل دیا جس کا نام "Bureau of Children the Ministry of Health and Medical Education" رکھا گیا اس پلان کا مقصد بچوں کی دیکھ بھال، ان کی ویکسین، بچپن کی بیماریوں کا خاتمہ جس کی وجہ سے بچے بچپن میں ہی مر جاتے تھے۔ بچوں کو بہتر غذا کی فراہمی، بچوں کو دودھ پلانے کی حوصلہ افزائی وغیرہ کرنا تھا۔ صحت اور میڈیکل ایجوکیشن کی وزارت کے نظام میں تبدیلی لانے کے لیے ۲۰۰۱ء میں "General Bureau of Youth" کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد بچوں کو سکولوں میں درپیش مسائل کو حل کرنا تھا اس کے علاوہ بچوں کی جسمانی اور نفسیاتی صحت کی بحالی بھی اس کے فرائض کا حصہ رہا۔ ایران مین لوگوں کو صحت کی زیادہ سے زیادہ سہولیات کی فراہمی کو ممکن بنایا گیا۔ شہری علاقوں میں ۱۰۰ فیصد سہولیات کی فراہمی جبکہ دیہی علاقوں میں یہ ۸۷ فیصد کی فراہمی کو ممکن بنایا گیا۔ (۲)

اسلامی جمہوریہ نے تیسری اور چوتھی رپورٹ ۲۰۱۳ء میں جمع کروائی۔ دوسری رپورٹ کے بعد سے لے کر تیسری اور چوتھی رپورٹ جو ایک ساتھ جمع کروائی گئی تھی کے دوران بچوں کی صحت کے حوالے سے ایران میں کافی اقدامات کیے گئے تاکہ کوئی

1- Initial Reports of States parties due in 1996,P: 8

2- Second reports of States parties due in 2001, P:25

بچہ بھی صحت کی خدمات سے محروم نہ رہے۔ان اقدامات میں اہم صحت کی وزارت،اسٹیٹ سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن،ویلفیئر اور سوشل اموروزارت،وزارت تعلیم اور ریڈ کریسن سوسائٹی شامل ہیں۔

وزارت تعلیم کا مقصد صحت کے حق کو یقینی بنانا یعنی مناسب صحت کی تعلیم دینا تھا۔اس سلسلے میں وزارت صحت کے تعاون سے وزارت تعلیم نے مختلف تربیتی کورس منعقد کیے ان کورسز میں عملے کے لیے پیشہ ورانہ کورس جبکہ طالب علموں کو صحت سے متعلق مسائل کا بنیادی علم فراہم کرنا تھا کیونکہ صحت کی تعلیم دے کر صحت کے نظام میں درپیش رکاوٹوں کو دور کیا جاسکتا تھا۔ بچے کی غربت کو ختم کرنے کے لیے اور ان کی تعلیم ،رہائش ، صحت کی خدمات تک رسائی، ویلفیئر اور سوشل اموروزارت نے اپنی خدمات سرانجام دی۔ایران مین وزارت صحت بنیادی صحت کی سہولیات کی دستیابی معاشرے کے ہر فرد تک پہچانے کے عمل کو یقینی بنانے کی ذمہ دار ہے گزشتہ پانچ سالوں میں وزارت نے بچوں کی صحت سے متعلقہ مسائل پر قومی حکمت عملی تیار کرنے میں ۳,۰۶۰ملین خرچ کیا ہے۔ ۲۰۰۶ء میں وزارت صحت نے بچے کے علاج کے لئے ہدایات تیار کیں اس کے لیے تربیت یافتہ عملے کو مخصوص کیا گیا جو ان ہدایات کے مطابق بچے کے ساتھ بات چیت کر سکے۔اس کے علاوہ وزارت صحت "صحت سرٹیفکیٹ" جاری کرنے کی بھی ذمہ دار ہے کہ کاروباری اداروں اور کام کرنے والی جگہوں پر لوگوں کو مناسب ماحول فراہم ہو رہا ہے یا نہیں۔وزارت صحت اس بات کو یقینی بنانے کی ذمہ دار ہے کہ بچوں اور حاملہ خواتین کو مناسب غذا مل رہی ہے۔اس مقصد کے لیے ۲۰۰۸ء میں "حاملہ خواتین غذائیت پلان" جس میں خواتین کو ان کے کھانے پینے کے حوالے سے مشورہ دیا جاتا۔

بچوں اور ان کے خاندانوں کی صحت کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے، اسٹیٹ سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن نے مالی امداد دینے کے لئے فنڈز مختص کئے۔ ملازمت شدہ بچوں کی تعلیم اور صحت کی ضروریات سے پیش نظر ان کے سرپرستوں کو ماہانہ امدادی الاؤنس بھی ادا کیا جاتا ہے۔ تنظیم نے بین الاقوامی تجربے اور وسائل سے فائدہ اٹھانے کے لئے کچھ بین الاقوامی خصوصی ایجنسیوں کے ساتھ مضبوط تعلقات بھی قائم کیے۔ان اداروں میں UNDP,UNHCR,UNICEF,WHO,UNFPA UNODCشامل تھے ان اداروں کے ساتھ مشترکہ منصوبوں میں مثال کے طور پرUNHCRمنصوبہ جس میں ویرامن میں رہنے والے معذور افغان شہریوں کی مدد اور بااختیار بنانے میں تنظیم نے مشترکہ منصوبے چلائے۔اس کے علاوہ تنظیم نے ڈبلیو ایف پی کے مشترکہ منصوبے میں افغان پناہ گزینوں کو ان کے بچوں سمیت غذائی حیثیت کو بہتر بنانے کے لئے مدد فراہم کی۔ تنظیم نے UNODC کے تعاون کے ساتھ فیلڈ ریسرچ شروع کی جس میں منشیات کے پھیلاؤ کو کم کرنے لیے ورکشاپوں کا اہتمام کیا گیا اس کے علاوہ سماجی فلاح و بہبود کے مراکز میں بچوں کا علاج کرنا، بچوں کے خلاف تشدد کی روک تھام تنظیم کے منصوبوں کا حصہ رہا۔

وزارت صحت نے ۵ سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات کو کم کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر اقدامات کئے۔ان میں ایک پلان "Children Health Securing, Preserving and Promoting Plan" ہے اس پلان کا مقصد بچوں کو ابتدائی بیماریوں سے بچانے کے لئے مؤثر منصوبہ بندی، ماں کے دودھ کی افادیت، بچوں کی مناسب دیکھ بھال کے متعلق اقدامات کئے گئے جس سے بچوں کی شرح اموات میں کاواضح کمی دیکھنے میں آئی۔اس کے علاوہ ۱۲ماہ سے کم عمر کے بچوں کے لئے وزارت نے ایک مخصوص "Iranian Prenatal Mortality Surveillance System" منصوبہ قائم کیا گیا۔

۲۰۰۴ء-۲۰۰۸ءمیں ۵سال سے کم عمر کی شرح اموات ۱۰۰۰ کی پیدائش کے لحاظ سے [۱]

عنوان	۲۰۰۴	۲۰۰۶	۲۰۰۸
پیدائش سے پہلے	۱۵.۵	۱۳.۱	۱۲.۸
بچے(۱سال سے کم عمر)	۲۲.۲	۱۹	۱۸.۸
۵سال سے کم عمر کے بچوں	۲۶.۶	۲۲.۸	۲۲.۵

☆تعلیم

اقوام متحدہ کے عالمی چارٹر سی آر سی کی دفعہ ۲۸،۲۹ میں بچوں کے تعلیم حاصل کرنے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے لہٰذا ایران معاہدہ کا فریق ملک ہونے کے ناطے ملک میں تعلیم کی ترقی کا ذمہ دار ٹھہرا اور اس حوالے سے ایران نے کافی اقدامات بھی کیے۔اسلامی اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین کے آرٹیکل ۴۳ گورنمنٹ / انتظامیہ سے مفت تعلیم کی سہولت ہر سطح ہر ایک کے لیے فراہم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ ایران ہر سال اپنے کل جی ڈی پی کا ۶۸. ۳فیصد تعلیم کے میدان میں خرچ کرتا ہے۔ایران کا تعلیمی نظام تین حصوں پر مشتمل ہے۔پرائمری اسکول(پانچ سال)، واقفیت یا رہنما اسکول(تین سال) اور ثانوی اسکول(تین سال)۔پرائمری سکول ۵ سال میں مکمل ہوتا ہے جس میں ۶ سال سے لے کر ۱۵ سال تک کے بچے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ایران میں سکول ہفتے کے ۶ دن کھلے رہتے ہیں اور سکول کی سرکاری زبان فارسی ہے۔مفت بنیادی تعلیم لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے برابر ہے اس کے علاوہ وزارت تعلیم بچوں کو مفت کھانا بھی فراہم کرتے ہیں اور جو بچے غریب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان کی فیس اور سٹیشنری کا بھی انتظام ایران کی وزارت تعلیم کرتی ہے۔

ایران کی طرف سے کمیٹی کو پیش کی گئی پہلی رپورٹ ۱۹۹۶ءمیں تعلیم کی صورتحال یہ رہی۔[۲]

1- Third and Fourth periodic Reports of States parties due in 2013, P : 36

2- Initial Reports of States parties due in 1996, P: 43

تعلیم کی اقسام	سکولوں کی تعداد	لڑکیاں	لڑکے و لڑکیاں
غیر معمولی بچے	۷۸۷	۲۲۹۵۹	۵۸۵۱۲
پری سکول	۲۲۰۱	۷۱۲۹۹	۱۴۷۰۶۴
پبلک	۶۰۶۵۶	۴۳۷۸۰۲۸	۹۲۴۰۹۰۸
پرائمری پرائیویٹ (غیر منافع بخش)	۱۹۰۹	۷۰۶۲۷	۲۰۴۴۳۹
ٹوٹل	۶۲ ۵۶۵	۴ ۴۴۸ ۶۵۵	۹ ۴۴۵ ۳۴۷
پبلک	۲۲۴ ۴۸۷	۲ ۱۷۰ ۵۵۶	۴ ۷۶۵ ۳۵۴
رہنما سکول پرائیویٹ (غیر منافع بخش)	۱ ۸۰۱	۵۴ ۶۵۹	۱۸۹ ۸۵۱
ٹوٹل	۲۴ ۲۸۸	۲ ۲۲۵ ۲۱۵	۴ ۹۵۵ ۲۰۵
پبلک	۸ ۵۹۳	۶۶۲ ۵۳۵	۱ ۳۶۲ ۵۸۷
سکینڈری پرائیویٹ (غیر منافع بخش)	۱ ۰۴۴	۱۶ ۴۱۳	۴۵ ۷۵۳
ٹوٹل	۹ ۶۳۷	۶۷۸ ۹۴۶	۱ ۴۰۸ ۳۴۰

ایران نے اپنی دوسری رپورٹ ۲۰۰۱ء میں سی آر سی کی کمیٹی کو جمع کروائی اس رپورٹ میں بھی تعلیم کی صورتحال تسلی بخش رہی۔ ۲۰۰۰ء میں تعلیم کی شرح مردوں میں ۸۸.۷ فیصد اور عورتوں میں ۸۰.۵ فیصد تھی۔ بلاشبہ تعلیم کی شرح مردوں میں عورتوں کی نسبت زیادہ ہے لیکن یہ بات تسلی بخش ہے کہ ۱۹۹۶ء-۲۰۰۰ء تک مردوں میں خواندگی کی شرح میں ۴ فیصد اضافہ ہوا لیکن عورتوں میں خواندگی کی شرح میں ۶.۳ فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا جو کہ مردوں سے زیادہ ہے۔ ۲۰۰۰ء-۲۰۰۱ء تک مجموعی طور پر اسکولوں میں لڑکیوں کی تعداد ۴۸.۲ فیصد رہی جو ۱۹۹۶ء کے مقابلے میں ۱ فیصد زیادہ ہے۔ ۲۰۰۰ء-۲۰۰۱ء تک پری یونیورسٹی میں لڑکیوں کی تعداد ۵۰.۹ فیصد رہی جو کہ ۱۹۹۶-۹۷ کے مقابلے میں ۲.۵ فیصد زیادہ ہے۔[1]

ایران کی تیسری اور چوتھی رپورٹ ۲۰۱۳ء میں کمیٹی کو جمع کروائی گئی۔ یہ رپورٹس تعلیمی لحاظ سے کافی تسلی بخش رہیں۔ ان رپورٹس میں وزارت تعلیم نے تعلیم کے شعبے میں ترقی کی رفتار تیز کرنے کے لیے کافی مؤثر اقدامات کئے۔ ۲۰۰۴ء کے ایکٹ میں دفعہ ۵۲ کے مطابق بنیادی تعلیم کے فراہمی ہر سطح پر عام کرنے کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کی ضرورت پر زور دیا گیا

1- Second periodic Reports of States parties due in 2001,P: 33

اس سلسلے میں وزارت تعلیم نے بنیادی اور مفت تعلیم کو عام کرنے کے لیے اقدامات کئے۔ ان اقدامات میں لوگوں میں تعلیم کے شعور کو اجاگر کرنے کے لیے سیمینارز اور میڈیا کے ذریعے کا سہارا لیا گیا۔ غریب والدین کی مالی امداد کر کے ان کے بچوں کو ملازمت سے ہٹا کر تعلیم کی طرف لایا گیا۔ ایسے بچے جو سکول میں داخلہ لینے کے بعد غیر حاضر ہو جاتے تھے ان کو واپس لایا گیا۔ دیہی علاقوں میں تعلیمی مراکز میں اضافہ کیا گیا۔ ۲۰۱۰ء کے ایک صحت کے سروے نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ملازمت کرنے والے ۹۰ فیصد بچے ملازمت چھوڑ کر تعلیمی مراکز میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وزارت تعلیم کے ماتحت ایک "خواندگی موومنٹ" کا آغاز کیا گیا جس کا مقصد دیہی علاقوں میں تعلیم کو عام کرنا تھا۔

وزارت تعلیم نے دور دراز علاقوں میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے وہاں تعلیمی مراکز قائم کرنے کے علاوہ نقل و حمل کی سہولیات بھی فراہم کی۔ ۲۰۱۳ء تک ایران کے دیہی علاقوں میں لڑکوں کے لیے ۲۵۷ اور لڑکیوں کے لیے ۲۹۷ ہائی سکولوں کا آغاز کیا گیا۔ اس کے علاوہ دور دراز علاقوں میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے بورڈنگ سکول کا آغاز کیا گیا جس میں ۲۰۰۹ء تک ۱،۶۸۹۳۱ بچے تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

۲۰۰۵-۲۰۱۰ تک ایران میں تعلیم کی صورتحال یہ رہی۔[1]

کل تعداد ہائی سکول (طلباء، طالبات)

دوسرا درجہ تیسرا درجہ

سال	طلب علم	لڑکیاں	لڑکے	ابتدئی سکول طالبعلم	جونیئر ہائی اسکول طالبعلم	پہلا درجہ	نظریاتی	تکنیکی	نظریات	تکنیکی	پری یونیورسٹی طالبات
۲۰۰۵-۲۰۰۶	۸۳۰,۵۹۹	۴۱۳,۳۰۰	۴۱۷,۲۹۹	۲۷۳,۳۴۱	۲۷۲,۷۸۸	۱۰۴,۴۲۷	۵۲,۶۵۷	۲۱,۷۸۰	۵۴,۹۰۵	۲۱,۶۷۵	۲۹,۰۲۶
۲۰۰۶-۲۰۰۷	۷۵۶,۷۹۳	۳۷۶,۰۴۳	۳۸۰,۷۵۰	۲۳۷,۱۶۸	۲۴۷,۴۴۴	۹۷,۰۱۱	۴۷,۲۴۲	۲۲,۲۸۹	۵۴,۷۵۳	۲۳,۷۵۳	۲۷,۱۳۳
۲۰۰۷-۲۰۰۸	۷۳۱,۳۶۱	۳۶۳,۸۰۶	۳۶۷,۵۵۵	۲۲۴,۹۶۰	۲۳۳,۳۵۱	۹۳,۸۲۶	۴۹,۵۶۷	۲۱,۶۰۱	۵۶,۰۲۰	۲۲,۲۳۶	۲۹,۸۰۰
۲۰۰۸-۲۰۰۹	۷۲۰,۴۰۴	۳۶۰,۵۴۰	۳۵۹,۸۶۴	۲۲۴,۷۱۶	۲۱۷,۸۱۰	۹۶,۱۰۲	۴۸,۶۳۰	۲۲,۶۵۶	۵۶,۷۲۹	۲۳,۳۰۱	۳۰,۵۰۰
۲۰۰۹-۲۰۱۰	۶۷۵,۶۸۳	۳۳۶,۲۷۶	۳۳۹,۴۰۷	۲۱۳,۸۴۰	۱۹۲,۴۷۴	۸۸,۳۸۵	۴۷,۹۴۶	۲۳,۳۲۴	۵۴,۳۱۲	۲۲,۸۳۱	۳۲,۵۷۱

1- Third and Fourth periodic Reports of States partiesdue in 2013, P: 36

☆چائلڈ لیبر

سی آر سی کے چارٹر کی دفعہ ۳۲ میں بچے کے معاشی استحصال اور کسی ایسے کام کرنے سے تحفظ کے حق کو تسلیم کرتا ہے جو کہ بچے کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ایران میں چائلڈ لیبر میں کمی کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے ہیں۔ایران ملازمین بچوں کی حفاظت کے متعلق لیبر کوڈ کو مخصوص ہدایات کرتا ہے۔لیبر کوڈ کی دفعہ ۷۹ میں بچے کی ملازمت کرنے کی عمر ۱۵ سال ہے۔ایران کے سوشل سیکورٹی آرگنائزیشن کے تحت ۱۵ سال سے ۱۸ سال کے ملازم بچے سال میں ایک دفعہ طبی امتحان میں حصہ لیتے ہیں اور ان کے طبی ریکارڈز کو ان کی ملازمت والی فائلوں میں لگا دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ بچوں کے کام کرنے والی جگہ کا موزوں ماحول فراہمی کو ضروری قرار دیا گیا۔ چھوٹے ملازم جن کی عمر ۱۵ سال ہوتی ہے ان کے کام کرنے کے اوقات دوسرے عام کارکنوں کی نسبت آدھا گھنٹہ کم کیا گیا۔ایسے ملازم بچے جن کی عمر ۱۵ – ۱۸ سال ہے کام کے دوران میکانی آلات کا استعمال ممنوع اور جرم قرار دیا گیا۔چائلڈ لیبر کے اصولوں کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے نقد رقم اور قید کی سزا مختص ہے۔ایران کے آئین کے مطابق ملازمین بچوں کی استعداد بڑھانے، انہیں پیشہ وارنہ تربیت دینے کی ہدایت ہے۔[1]

☆جنسی استحصال اور بدسلوکی

عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ ۳۴، ۳۶، ۳۵ میں رکن ممالک کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بچوں کو جنسی استحصال اور اسمگلنگ سے تحفظ فراہم کریں گے۔اس حوالے سے ایران کی طرف سے کمیٹی کو جمع کروائی گئی پیش رفت کی تمام رپورٹس کی مجموعی صورتحال یہ ہے۔ایران متعدد بین الاقوامی معاہدوں کا حصہ رہا جس میں بچوں اور خواتین کی جنسی تجارت پر پابندی لگائی گئی۔آرٹیکل نمبر ۶۴۰ جو اسلامی سزا کا ایکٹ ہے کے تحت ایسے لوگ جو فحاشی کا کام کسی بھی صورت میں کرتے ہیں جیسے فحش فلموں کی تقسیم، پینٹنگ، تصاویر، اشاعتیں، پوسٹرز، علامات، فلموں، سینماگرافیک ٹیپ وغیرہ ایسے لوگوں کو سخت کاروائی کے علاوہ مالی جرمانہ کی سزا کی ہدایت کی گئی۔ایران کے ۲۰۰۸ء کے ایکٹ کی شق نمبر ۳(بی) بھی ایسے لوگوں کی سزا کے حوالے سے ہے جو فحاشی کے کاموں کا کاروبار کرتے ہیں ان کے لیے سخت سزا دینے کا مطالبہ کرتی ہے۔اسی طرح بچوں کے خرید و فروخت کرنے پر ۲۰۰۳ء کے ایکٹ کی شق نمبر ۱۳ اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ ایسے جرم کرنے والوں کو ۶ ماہ سے ایک سال تک کی قید اور ملین ریال کا جرمانہ کیا جائے۔[2]

1- Initial Reports of States parties due in 1996,P: 53

2- Combined Third and Fourth periodic Reports of States partiesdue in 2013, P: 87

فصل سوم

سعودی عرب اور عالمی چارٹر (سی-آر-سی) کا جائزہ

سعودی عرب اور عالمی چارٹر (سی-آر-سی) کا جائزہ

دیگر مسلم ممالک کی طرح سعودی عرب نے بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدے کی ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء کو توسیع اس شرط پر کی کہ اس کی تشریح اسلامی اصولوں و اقدار اور ملکی قانون کے مطابق کی جائے گی تو اس پر عملدرآمد کیا جائے گا دوسری صورت میں سعودی عرب اس پر عملدرآمد کا پابند نہیں ہو گا۔ لہذا ۱۹۹۶ میں سعودی عرب نے اس معاہدہ کو منظور کیا یوں سعودی عرب بچوں کے حقوق کے معاہدہ کا شریک ملک ہونے کے ناطے اور معاہدے کی روشنی میں قومی قوانین میں ترمیم کرنے اور ملک میں اس معاہدے پر عمل درآمد کے بارے میں باقاعدگی سے رپورٹ دینے کا پابند ٹھہرا۔ بچوں کے حقوق کے چارٹر سی آر سی کے آرٹیکل ۴۴ کے تحت تمام فریق ممالک ایک مقررہ مدت کے بعد بچوں کے حقوق حوالے سے کئے گئے اقدامات کی رپورٹ سی آر سی کی کمیٹی کو جمع کروانے کا پابند ٹھہرے ہیں۔

سعودی عرب کی طرف سے کمیٹی کو جمع کرائی گئیں رپورٹس کا تجزیہ

سعودی عرب نے بچوں کے حقوق کے پیش رفت کی کل ۴ رپورٹس سی آر سی کی کمیٹی کو جمع کروائی۔ سعودی عرب نے اپنی ابتدائی رپورٹ ۱۹۹۸ء میں جمع کروائی جبکہ دوسری رپورٹ ۲۰۰۳ء میں جمع کروائی۔ تیسری اور چوتھی رپورٹ ایک ساتھ ۲۰۱۱ء میں جمع کروائی۔ ذیل میں ان تمام رپورٹس کا سی آر سی کی روشنی میں تجزیہ بیان کیا جاتا ہے۔[۱]

☆بچے کی تعریف

بچوں کے حقوق کا عالمی چارٹر سی آر سی کی دفعہ ۱ میں ۱۸ سال سے کم ہر انسان بچہ کہلایا جائے۔ معاہدہ کا یہ آرٹیکل سعودی عرب کے قانون سے مطابقت رکھتا ہے۔ بچے کی تعریف کے سلسلے میں سعودیہ میں مندرجہ ذیل قانون سازی ہے۔

۱- پیدائش سے لے کر ۷ سال کی عمر تک کے بچے پر کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہ ہو گی۔ والدین اور قانونی سرپرستوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی دیکھ بھال کریں اور انھیں اخلاقیات سکھائیں اور رہنمائی فراہم کریں۔

۲- ۷ سے ۱۰ سال تک کا بچہ عقلی شخص سمجھا جائے گا کیونکہ اس عمر میں بچہ دوسروں سے نمٹنے اور اثر انداز ہونا شروع کر دیتا ہے۔[۲]

۳- ۱۰ سے ۱۵ سال کی عمر میں بچے پر کچھ ذمہ داریاں آجاتیں ہیں اور والدین اور قانونی سرپرست بچے کو بغیر نقصان پہنچائیں ان کی مناسب تربیت اور رہنمائی دینے کے ذمہ دار بن جاتے ہیں۔ اس عمر میں بچے اپنے کسی بھی عمل پر سرپرستوں کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ اگر بچہ کوئی غلطی کرتا ہے تو والدین کا فرض ہوتا ہے کہ وہ بچے کی صحیح راستے کی طرف رہنمائی کریں اور اگر

1-Islamic law and the CRC,Imran Ahsan,P: 88

2- Consideration of Reports Submitted by States PartiesUnder Article -44 of the Convention,Distr. General, Initial Reports of Saudi Arab in 1998,P: 18

ضرورت ہو تو نگرانی مراکز میں بچوں کو بھیج دیا جائے جہاں بچے کو بغیر نقصان پہنچائے اخلاقیات کی تعلیم دی جاتی ہے۔
۴- ۱۵ سال سے ۱۸ سال کی عمر میں بچہ اپنے کسی بھی غلط فعل کا اپنے سرپرستوں کے سامنے مناسب انداز میں جواب دینے کا ذمہ دار ہو گا۔
سعودی عرب کے نوجوانوں کے ۱۹۷۵ء ایکٹ کے مطابق ۱۸ سال سے کم عمر بچے کو جیل میں نہیں رکھا جائے گا بلکہ مناسب اخلاقیات کے لیے اس کو نگرانی مرکز میں بھیجا جائے گا۔ شادی کے معاملے میں سعودی عرب کے قانون میں کوئی عمر طے نہیں کی گئی بلکہ اس بات کا دارمدار شوہروں کی خوشحالی پر ہے۔ مسلح افواج میں بھرتی کی عمر لڑکوں میں ۱۸ سال ہے۔ ملازمت کے لیے کم سے کم عمر ۱۸ سال رکھی گئی ہے جبکہ ۱۵ سال سے زیادہ کے بچے شناختی کارڈ رکھنے کا حق رکھتے ہیں۔ (۱)

☆تعلیم

اقوام متحدہ کے عالمی چارٹر سی آر سی کی دفعہ ۲۸،۲۹ میں بچوں کے تعلیم حاصل کرنے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ سعودی عرب کل جی ڈی پی کا ۵ فیصد تعلیم کے میدان کا خرچ کرتا ہے۔ سعودی عرب نے بچوں کی تعلیم کی شرح کو بلند کرنے کے لیے مختلف اقدامات کیے ہیں۔ اس سلسلے میں "A Higher Council oversees education" سعودیہ میں تعلیمی شعبے کی نگرانی کرتا ہے۔ تعلیم کی میدان میں ترقی کے لیے مختلف مقاصد اور پالیسیوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ وزارت تعلیم ملک میں مردوں کی تعلیم کی پری پرائمری سطح سے ہی ذمہ دار ہے۔ اس کے علاوہ کالجوں میں تربیت یافتہ اساتذہ کی فراہمی کی بھی ذمہ دار ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کی ذمہ دار "The General Presidency of Girls Education" ہے۔ یہ ادارہ ملک میں تکنیکی، حفظان صحت، فوجی اور اسکول کے اداروں اور کالجوں، یونیورسٹیوں میں نگرانی کرنے کا بھی ذمہ دار ہے۔ "The Ministry of Higher Education" ملک میں یونیورسٹی کی سطح پر ذمہ داریاں ادا کرتا ہے۔ (۲)
سعودیہ کے آئین کی دفعہ ۳۰ میں حکومت ملک میں تعلیم فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے جبکہ دفعہ ۱۳ میں تعلیم کا مقصد اسلامی عقیدہ کو اس میں ڈالنا ہے۔ نوجوان نسل اور ان کے علم اور مہارت کو فروغ دینا تاکہ وہ معاشرے کے مفید فرد بن سکیں۔ ملک میں لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے پرائمری، مڈل، سکینڈری، انٹرمیڈیٹ سطح پر تعلیم تمام شہروں اور دیہاتوں میں برابری کی سطح پر دستیاب ہے۔ ۱۹۹۳ء میں سعودی عرب میں تعلیمی کامیابی کی شرح ۸۴٪، ڈراپ آؤٹ کی شرح ۱۰٪ جبکہ بنیادی تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد ۹۲٪ رہی جو کہ بہت بڑی کامیابی سمجھی گئی۔
۱۹۹۲-۱۹۹۸ تک سعودیہ میں تعلیم کی صورتحال (۳)

1- Initial Report of Saudia Arab in 1998,P: 19

2-Initial Report of Saudia Arab in 1998,P: 61

3 - Initial Reports of Saudi Arab in 1998,P: 61

مدت	سکول	کلاسیں	طالبات	مرد/عورتیں اساتذہ	اوسط کی تعداد طالب علم فی اسکول	اوسط کی تعداد طالب علم فی کلاس	اوسط کی تعداد طالب علم فی استاد	طالب علم کے اخراجات (مردخواتین)
۹۳/۱۹۹۲	۱۵ ۲۰۸	۱۲۷ ۱۴۸	۲۹۲۳۳۴۱	۲۰۲۰۹۶	۱۹۲	۲۳	۱۴	-
۹۴/۱۹۹۳	۱۶ ۶۴۹	۱۳۷ ۷۴۵	۳۱۳۹۱۷۶	۲۲۱۴۸۶	۱۸۹	۲۳	۱۴	۷۹۸۳
۹۵/۱۹۹۴	۱۷ ۸۰۸	۱۴۷ ۵۶۰	۳۳۵۶۲۷۳	۲۴۳۶۱۱	۱۸۸	۲۳	۱۴	۷۰۷۲
۹۶/۱۹۹۵	۱۸ ۲۶۳	۱۵۵ ۲۲۱	۳۵۲۰۸۳۶	۲۶۴۷۳۷	۱۹۳	۲۳	۱۳	۶۲۴۸
۹۷/۱۹۹۶	۱۹ ۲۶۴	۱۶۲ ۹۹۱	۳۷۱۷۸۸۲	۲۸۱۶۵۰	۱۹۳	۲۳	۱۳	۵۹۵۱
۹۸/۱۹۹۷	۲۰ ۰۶۹	۱۶۸ ۸۳۴	۳۸۴۱۷۴۱	۲۹۹۰۶۸	۱۸۱	۲۳	۱۳	۹۲۲۳

سعودی عرب نے اپنی دوسری رپورٹ ۲۰۰۳ء میں جمع کروائی جس میں تعلیم کی صورتحال ۱۹۹۷ء-۲۰۰۲ء تک یہ رہی۔[1]

	۹۸/۱۹۹۷	۹۹/۱۹۹۸	۲۰۰۰/۱۹۹۹	۲۰۰۱/۲۰۰۰	۲۰۰۲/۲۰۰۱
سکولز					
بچے	۱۱۸۶۹	۱۲۳۲۳	۱۲۶۲۱	۱۳۰۱۹	۱۳۴۵۵
بچیاں	۱۲۸۳۳	۱۳۵۹۸	۱۳۹۴۱	۱۴۴۲۳	۱۴۹۵۷
جماعتیں					
بچے	۹۴۵۹۶	۹۷۳۸۶	۹۸۰۱۵	۱۰۱۵۸۷	۱۰۳۷۹۵
بچیاں	۹۱۸۹۱	۹۷۵۷۷	۹۹۳۶۱	۱۰۱۳۷۹	۱۰۲۳۷۸
طالبات					
بچے	۲۱۰۲۵۴۷	۲۱۷۱۱۳۰	۲۲۲۸۳۹۷	۲۲۶۶۶۶۰	۲۳۱۰۱۷۱
بچیاں	۲۰۵۳۴۳۲	۲۲۲۳۳۸۲	۲۲۹۶۲۲۰	۲۳۴۸۵۵۲	۲۳۸۳۱۵۱
اساتذہ					
مرد	۱۵۰۷۵۹	۱۵۷۱۴۸	۱۶۱۷۱۲	۱۷۲۷۰۴	۱۸۰۷۷۶
خواتین	۱۸۳۴۲۰	۲۰۰۳۰۳	۱۹۹۷۴۰	۲۰۵۷۳۶	۲۱۳۲۲۳

سعودی عرب کی طرف سے سی آر سی کو پیش کی گئی تیسری اور چوتھی رپورٹ میں تعلیم کی صورتحال کافی بہتر رہی۔ ملک میں تعلیم کی شرح میں اضافہ کے لیے وزارت تعلیم نے پری پرائمری سکولوں کو شہروں اور دیہاتوں میں عام کیا۔ جن علاقوں میں

1- Second Reports of Saudi Arab in 2003,P: 50

شعور اور وسائل کی کمی تھی وہاں خصوصی طور پر اقدامات کئے گئے تاکہ تعلیم کی شرح سابقہ سالوں کی نسبت بلند ہو۔۲۰۰۹ء میں ملک میں پری سکول کمیٹی قائم کی گئی جس کا مقصد سکولوں میں اندراج کی شرح میں اضافہ اور تدریسی عملے کی تعداد میں اضافہ کرنا تھا۔اس کمیٹی نے دور دراز علاقوں میں ۱۳۰۰ نئے گورنمنٹ سکولز کھولے جہاں تعلیمی مراکز نہ ہونے کے برابر تھے تاکہ تعلیمی اندراج میں اضافہ لایا جاسکے۔۲۰۱۰ء میں پری اسکولوں کے لیے ۲،۷۸،۰۰۰،۰۱۰ ریال کا بجٹ مختص کیا گیا۔۲۰۱۱ء میں مزید ۳۷۱ سکولز کھولے گئے۔۱۰۰ پری خیراتی سکولز کا بھی آغاز کیا گیا۔اس طرح ۲۰۱۱ء میں کل ۴۷۱ سکولز کھولے گئے جس میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کی تعداد ۳۷ ہزار ۲۰۷ رہی۔۲۰۰۹-۲۰۱۰ میں پری سکولز میں تعلیم حاصل کرنے والے ۵ ہزار ۹۴۰ بچوں کا تعلق دوسری قوموں سے تھا۔[1]

ملک میں "The Ministry of Social Affairs" نے پری سکول کے میدان میں اپنا اہم کردار ادا کیا۔۲۰۰۹-۲۰۱۰ تک اس وزارت کی وجہ سے پری اسکولوں کی تعداد میں ۲۰٪ تک اضافہ ہوا۔اس دوران ۲۴۶ پری سکول قائم کیے گئے۔جن میں ۹۵۷ کلاسیز، ۱۶،۵۴۱ ملکی بچے جبکہ ۲۴۴,۱ دیگر قوموں کے بچے شامل تھے۔۲۰۱۰ء تک ۳۳۷,۰۱ ماہر اساتذہ کو پری سکولز میں بھرتی کیا گیا۔[2]

☆صحت

بچوں کے حقوق کے چارٹر سی آر سی کی دفعہ ۲۵، ۲۴، ۲۳ میں بچے کو صحت کی تمام سہولیات کی فراہمی کو ممکن بنانے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔سعودی عرب اپنے کل بجٹ کا ۲.۳ فیصد صحت کے میدان میں خرچ کرتا ہے۔ملک کے آئین کا آرٹیکل ۳۱ تمام شہریوں کو صحت کی بنیادی سہولیات فراہم کرنے کا حکومت سے مطالبہ کرتا ہے جبکہ آرٹیکل ۲۷ معذور لوگوں کی مناسب دیکھ بھال اور سہولیات کی فراہمی کا تقاضا کرتا ہے۔سعودی عرب کی وزارت صحت تمام شہریوں کو صحت کی تمام سہولیات فراہم کرنے کی ذمہ داری ہے۔وزارت صحت مختلف منصوبوں کو مدنظر رکھ کر کام کرتی ہے اس کی ذمہ داریوں میں جدید طبی سازو سامان کی فراہمی، تشخص، علاج، صحت کی سہولیات، ادویات، ماہر عملے کی فراہمی وغیرہ شامل ہیں۔وزارت صحت کے مقاصد میں ملک میں انفیکشن اور مہلک بیماریوں کا خاتمہ، ماں اور بچے کی صحت کے پروگراموں کا انعقاد، معاشرے کے تمام اراکین کو آسان رسائی کے ساتھ ہر وقت مفت تشخیصی فراہم کرنا، علاج کی خدمات اور لیبارٹری ٹیسٹ، بنیادی صحت کی دیکھ بھال کے مراکز، اچھے ہسپتالوں کی فراہمی، جدید ٹیکنالوجی، صحت، غذائیت اور ادویات کے بارے میں غلط تصورات کو ختم کر کے مناسب رہنمائی کی فراہمی، پینے کا صاف پانی فراہم کرنا، حفاظتی ٹیکوں کی فراہمی، دائمی بیماریوں کی نگرانی، نفسیاتی اور ذہنی صحت کی خدمات کی فراہمی، عمر رسیدہ افراد کے لئے دیکھ بھال کی خدمات کی فراہم کریں۔دانتوں کی خدمات فراہمی، طبی

1- Third and Fourth periodic reports of States parties due in 2011, P: 63

2- Third and Fourth periodic Reports of States parties due in 2011, P: 64

اہلکاروں کو تربیت، ان کے تجربے کو وسیع اور ان کی کارکردگی کو بڑھانے میں تمام تکنیکی سہولیات، ماؤں اور بچوں کے درمیان موت کی شرح میں کمی، زچگی کی صحت اور حمل کی نگرانی، ابتدائی اور بعد ازاں زچگی سے متعلق صحت کی تعلیم اور بچے کی دیکھ بھال وغیرہ شامل ہیں۔(۱)

وزارت صحت کے چھ سالہ ترقیاتی منصوبہ آپریشنل پلان (۱۹۹۵ء - ۲۰۰۰ء) کی مخصوص پالیسیاں اور مقاصد ہیں۔ اس پلان کے مقاصد میں بچوں کی فلاح و بہبود، مہلک امراض کی تشخص، علاج اور روک تھام کے لیے اقدامات، اس کے علاوہ پلان میں بچوں کو مختلف مہلک بیماریوں سے بچانے کے لیے اہداف مقرر کیا گیا۔ منصوبے کے اختتام تک حفاظتی کوریج کو بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ پلان میں ۵ سال کے اندر اندر خناق، کالی کھانسی، تشنج، پولیو جیسی بیماریوں میں ۹۴ فیصد سے ۹۷ فیصد تک کمی لانا، خسرہ کی بیماری ۹۰ فیصد سے کم کر کے ۹۷ فیصد تک لانا، ہیپاٹائٹس بی میں ۹۲ فیصد سے کم کر کے ۹۵ فیصد تک لانا، تپ دق میں ۹۴ فیصد سے کمی کر کے ۹۹٪ تک لانا۔ بچون میں اسہال کے واقعات میں ۳.۸ سے ۲.۰ تک کمی لانا، اسہال سے متاثرہ بچوں میں ریڈریشن تھراپی میں ۲۷٪ سے ۹۰٪ اضافہ کرنا، نوزائیدہ بچے جن کا وزن ۲۵۰۰ گرام سے کم ہے ایسے بچوں کی شرح ۶ فیصد سے کم کر کے ۲ فیصد تک لانا وغیرہ جیسے اہداف اپنائے گئے۔(۲)

۱۹۹۶ میں وزارت صحت کی طرف سے شائع کیے گئے اعداد و شمار

تفصیل	فیصد
خام پیدائش کی شرح فی ۱۰۰۰	۳۵.۲
خام موت کی شرح فی ۱۰۰۰	۷.۶
آبادی کی شرح	۳.۷
پیدائش کے وقت متوقع زندگی	۷۰ سال
بچوں میں شرح اموات فی ۱۰۰	۲۱
۵ سال سے کم بچوں کی شرح اموات فی ۱۰۰۰	۳۱
زندہ پیدائشیوں میں زچگی کی موت کی شرح فی ۱۰۰۰	۱۷.۶
حفاظتی کوریج	
ٹرپل ویکسین اور پولیو (۳ خوراک)	۹۶
خسرہ ویکسین	۹۴

1- Initial Report of Saudia Arab in 1998,P: 45

۲- Initial Reports of Saudi Arab in 1998, P: 50

ٹی بی ویکسین	۹۴
ہیپاٹائٹس بی ویکسین	۹۵
ٹرپل وائرس ویکسین (ایم ایم آر)	۹۱
<u>پانچ سال سے کم عمر کے بچوں میں انفیکشن کی شرح</u>	
خناق	۰.۰
کالی کھانسی	۰.۳۱
بچوں میں تشنج (فی ۱۰۰۰)	۰.۰۶
پولیو	۰.۰
خسرہ	۱۳.۱۲
ٹی بی	۱۱.۱۶
کن پھیڑے	۱۲.۳۰
<u>اسہال کنٹرول پروگرام</u>	
Oral Rehydration Therapy کی دستیابی	۱۰۰
ORT استعمال کی شرح	۹۳.۵
اسہال سے ۵ سال سے کم عمر بچوں کی اموات کی شرح ۱۰۰۰ از زندہ پیدائش میں۔	۱.۰۶
<u>ماؤں اور بچے کی دیکھ بھال کی خدمات</u>	
قبل از پیدائش دیکھ بھال	۹۴
صحت کے مراکز میں ڈیلوری	۹۲.۲
بچے کی پیدائش کی دیکھ بھال	۹۲

سعودی عرب نے بچوں کے حقوق پر پیش رفت کی دوسری رپورٹ ۲۰۰۳ء میں کمیٹی کو جمع کروائی جس میں صحت کے حوالے سے صورتحال اس طرح رہی۔[۱]

۲۰۰۱ء-۲۰۰۰ء میں وزارت صحت کی طرف سے شائع کئے گئے اعدادوشمار

تفصیل	فیصد

۱- Second Reports of Saudi Arab in 2003,P : 37

خام پیدائش کی شرح فی ۱۰۰۰	۳۱.۰
خام موت کی شرح فی ۱۰۰۰	۳.۸
آبادی کی شرح	۳.۳۹
پیدائش کے وقت متوقع زندگی	۱.۷۴سال
بچوں میں شرح اموات فہ ۱۰۰۰	۱۹.۱
۵ سال سے کم بچوں کی شرح اموات فی ۱۰۰۰	۳۰.۰
زندہ پیدائشیوں میں زچگی کی موت کی شرح فی ۱۰۰۰	۱۷.۶
حفاظتی کوریج	
ٹرپل ویکسین اور پولیو (۳خوراک)	۹۶.۸
خسرہ ویکسین	۹۴.۴
ٹی بی ویکسین	۹۴.۴
ہیپاٹائٹس بی ویکسین	۹۵.۴
ٹرپل وائرس ویکسین (ایم ایم آر)	۹۶.۳
پانچ سال سے کم عمر کے بچوں میں انفیکشن کی شرح	
خناق	۰.۰
کالی کھانسی	۰.۱۷
بچوں میں تشنج (فی ۱۰۰۰)	۰.۰۵
پولیو	۰.۰
خسرہ	۰.۷۴
ٹی بی	۱۶.۴
کن پھیڑے	۴.۵۱

سعودی عرب کی طرف سے پیش کی گئی تیسری اور چوتھی رپورٹ میں بھی دوسری رپورٹ کی طرح بچوں کے حقوق کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ سعودی عرب نے تیسری اور چوتھی رپورٹ میں بھی بچوں کی بقا اور ترقی کو یقینی بنانے کے لیے بغیر کسی امتیاز کے اقدامات کئے۔ وزارت صحت نے ایک حکمت عملی تشکیل دی جس میں ۲۰۱۰-۲۰۲۰ء تک ملک میں ہر جگہ صحت کی سہولیات فراہم کی کو یقینی بنانا جانا تھا اس کے علاوہ ۲۰۰۸ء میں "The National Strategic Plan for Health adopted by His Majesty" ۲۰ سالہ کی مدت کے لیے بنایا گیا جس کا مقصد بچے اور ماں کی صحت کی دیکھ بھال، تشخص، علاج اور بچے کی نشو ونما کے مختلف مراحل، تولیدی صحت، معذور افراد کی صحت، کے حوالے سے اقدامات کئے گئے۔ ۲۰۱۱ء میں سعودی

عرب کی جانب سے "The National Reproductive Health Strategy" کو منظور کیا گیا اس کا مقصد نوجوانوں کی صحت کی دیکھ بھال، جسمانی طور پر رونما ہونے والی تبدیلیوں کے حوالے سے اقدامات کرنا تھا۔ اسی طرح ۲۰۱۱ء میں نوجوانوں کی رہنمائی کے لیے ایک اور پلان "The National Strategy for Adolescents and Youth" بھی اپنایا گیا اس میں ۱۰ سال سے ۲۴ سال کے افراد شامل تھے۔ اس میں نوجوانوں کی سیاحت، جنسی تغیرات، تمباکو نوشی کی روک تھام، نفسیاتی اور جسمانی صحت کی بحالی کو خاص طور پر موضوع خاص بنایا گیا۔ اس کے علاوہ "The National Strategy for Childhood" کو بھی اپنایا گیا جس کا مقصد بچوں کے شرح اموات میں کمی، مختلف بیماریوں سے بچاؤ کے لیے حفاظتی کوریج کی سہولت کی فراہمی، ۶ کم سے کم ماہ تک بچوں کو ماں کا دودھ پلانے کی حوصلہ افزائی، آئیوڈین اور وٹامن اے کی کمی دور کرنے کے لیے اقدامات، معذور بچوں کو صحت کی تمام سہولیات کی فراہمی وغیرہ تھا۔ ۲۰۱۰ء میں "Counci of Ministers Decision No 292" کے تحت ایک پلان "The National Strategy for Health and the Environmant" کو اپنایا گیا۔ اس کا مقصد بچوں کی بقاء کے لیے ماحولیاتی آلودگی کے کم کرنے کے لیے اقدامات کرنا تھا۔[1]

☆چائلڈ لیبر

سی آر سی کے چارٹر کی دفعہ ۳۲ میں بچے کے معاشی استحصال اور کسی ایسے کام کرنے سے تحفظ کے حق کو تسلیم کرتا ہے جو کہ بچے کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ سعودی عرب میں چائلڈ لیبر میں کمی کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے ہیں۔ لیبر کوڈ ۱۳ سال سے کم عمر کے بچوں کو ملازمت سے منع کرتا ہے اور فی دن چھ گھنٹے سے زیادہ کام لینے سے منع کرتا ہے ان چھ گھنٹوں میں آرام کے لیے وقفہ دینا بھی لازمی قرار دیتا ہے۔ لیبر کوڈ رات میں بچوں کو پانچ گھنٹے سے زائد تک کام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ کوڈ مزید بیان کرتا ہے کہ کام بچوں کے لئے آپشنل ہے لازمی نہیں ہے. یہ کوڈ کسی بھی سخت کام کو انجام دینے میں بچے کو بچانے کے حق کو تسلیم کرتا ہے تاکہ بچے کی جسمانی، ذہنی، روحانی، اخلاقی یا سماجی ترقی کو ممکن بنایا جائے۔ ۱۳ سال سے کم عمر بچے سے کام لینے والوں کے لیے لیبر کوڈ سخت سزا کا تعین کرتا ہے۔ اس کے علاوہ سعودی عرب کی سول سروس ریگولیشنز ملازمت میں داخل ہونے کے لئے کم سے کم عمر (۱۸ سال) کی وضاحت کرتا ہے۔[2]

☆جنسی تشدد

عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ ۳۴، ۳۶، ۳۵ میں رکن ممالک کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بچوں کو جنسی استحصال اور اسمگلنگ سے تحفظ فراہم کریں گے۔ سعودی عرب بچوں کو جنسی استحصال اور جنسی تشدد کی تمام اقسام سے منع کرتا ہے اور جنسی

1- Third and Fourth periodic Reports of States parties due in 2011, P: 55

2- Initial Reports of Saudi Arab in 1998, ,P: 81

تعلقات میں ملوث افراد پر اسلامی قوانین کے مطابق سزائیں عائد کرتا ہے۔ سعودی عرب ریاست اسلام کی روشنی میں بچوں کو رہنمائی اور کثیر بڑے پیمانے پر فراہم کرتا ہے۔ سعودی عرب میں بچوں کو جنسی تشدد سے محفوظ رکھنے کے لیے ۲۰۰۷ء میں ایک ایکٹ "Exploitation are Royal Decree" --- "Council of Ministers Decision no ۷۹" کے تحت بنایا گیا جس کی سائبر کرائم نے منظوری دی۔ اس ایکٹ میں ایسے افراد جو جنسی تشدد کا ارتکاب کرے اس کو ۵ سال قید اور ۵ کروڑ ریال سزا دی جائے گی۔ [۱]

1- Combined Third and Fourth periodic Reports of States parties due in 2011, Saudi Arab,P: 88

فصل چہارم

مصر اور عالمی چارٹر (سی- آر- سی) کا جائزہ

مصر اور عالمی چارٹر (سی-آر-سی) کا جائزہ

مصر نے بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدے کی ۶ جولائی ۱۹۹۰ کو توسیع اس شرط پر کی کہ اس کی تشریح اسلامی اصولوں واقدار اور ملکی قانون کے مطابق کی جائے گی تو اس پر عملدرآمد کیا جائے گا دوسری صورت میں مصر اس پر عملدرآمد کا پابند نہیں ہو گا لہذا ۱۹۹۰ء میں مصر نے اس معاہدہ کو منظور کیا۔ یوں مصر بچوں کے حقوق کے معاہدہ کا شریک ملک ہونے کے ناطے اور معاہدے کی روشنی میں قومی قوانین میں ترمیم کرنے اور ملک میں اس معاہدے پر عمل درآمد کے بارے میں باقاعدگی سے رپورٹ دینے کا پابند ٹھہرا۔ بچوں کے حقوق کے چارٹر سی آر سی کے آرٹیکل ۴۴ کے تحت تمام فریق ممالک ایک مقررہ مدت کے بعد بچوں کے حقوق حوالے سے کیئے گئے اقدامات کی رپورٹ سی آر سی کی کمیٹی کو جمع کروانے کے پابند ٹھہرے ہیں۔

مصر کی طرف سے کمیٹی کو جمع کرائی گئیں رپورٹس کا تجزیہ

مصر نے بچوں کے حقوق کے پیش رفت کی کل ۴ رپورٹس سی آر سی کی کمیٹی کو جمع کروائی۔ مصر نے اپنی ابتدائی رپورٹ ۲۶ جنوری ۱۹۹۳ء میں جمع کروائی جبکہ دوسری رپورٹ ۱۹ ستمبر ۱۹۹۸ء میں جمع کروائی۔ تیسری اور چوتھی رپورٹ ایک ساتھ ۷ اجون ۲۰۱۱ء میں جمع کروائی۔ ذیل میں ان تمام رپورٹس کا سی آر سی کی روشنی میں تجزیہ بیان کیا جاتا ہے۔[1]

☆عمر کی تعریف:

بچوں کے حقوق کا عالمی چارٹر سی آر سی کی دفعہ ۱ میں ۱۸ سال سے کم ہر انسان بچہ کہلایا جائے گا۔ مصر کے قانون میں ۱۵ سال کے بچے پر مجرمانہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مصری قانون بچے کو ۳ اقسام میں تقسیم کرتا ہے۔ قانون کے مطابق ۷ سال سے کم عمر بچے کو عدالت میں پیش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ۷ سال سے ۱۵ سال کے بچے کو اگر عدالت میں پیش کرنا ہو تو احتیاطی تدابیر کو مدنظر رکھا جائے گا۔ ۱۵ سال سے ۱۸ سال کے بچوں کو معمولی سزا دے جائے گی۔ مصری قانون کے مطابق اگر بچہ بے گھر ہو یا نفسیاتی طور پر بیمار ہو تو اس کو عدالت میں پیش نہیں کیا جائے گا بلکہ نفسیاتی ادارے کے حوالے کیا جائے گا۔ ۱۹۹۶ء کے بچہ کوڈ کے آرٹیکل ۲ کے مطابق ۱۸ سال کے بچے کو ایک مکمل مرد / شخص قرار دیا جائے گا جبکہ اس سے کم عمر کے تمام اشخاص کو بچہ قرار دیا جائے گا جبکہ ۱۹۴۸ء سول قانون کی دفعہ ۴۴ کے تحت ۲۱ سال بالغ ہونے کی عمر مقرر ہے۔ مصری قانون میں مردوں کے لیے شادی کی عمر کم سے کم ۱۸ سال اور عورتوں کے لیے ۱۶ سال ہے۔ بچوں کے کوڈ کے تحت بچے کی ملازمت کی عمر ۱۴ سال ہے جبکہ موسمی ملازمت ۱۲ سال سے ۱۴ سال رکھی گئی ہے جس کا مقصد بچے کی جسمانی اور ذہنی نشوونما ہے اگرچہ جس سے بچے کی تعلیم کو کوئی نقصان نہ ہو۔ مزدور تجارتی یونین کی رکنیت حاصل کرنے کی کم سے کم عمر ۱۵ سال ہے۔ مصری قانون قانون میں مسلح افواج میں بھرتی ہونے کی عمر ۱۸ سال ہے جبکہ ووٹ ڈالنے کی عمر بھی ۱۸ سال رکھی گئی ہے۔[1]

1- Islamic Law and the CRC, P : 91

☆تعلیم

اقوام متحدہ کے عالمی چارٹر سی آر سی کی دفعہ ۲۸،۲۹ میں بچوں کے تعلیم حاصل کرنے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ مصر بچوں کی تعلیم کی شرح کو بلند کرنے کے لیے ہر سال کل بجٹ کا ۸.۳فیصد خرچ کرتا ہے۔ مصری قانون بچوں کو ہر سطح پر تعلیم دلوانے کے لیے زور دیتا ہے تاکہ آنے والے وقت میں بچوں کو بے روزگار ہونے سے بچایا جائے۔ مصر کی ابتدائی رپورٹ میں بچوں کے کوڈ میں بچے کی بنیادی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا ہے کوڈ کے آرٹیکل ۵۴ نمبر میں ان آجروں کے لیے سزا مختص کی گئی ہے جو بچے کی تعلیم میں رکاوٹ پیدا کرتے ہوئے ان سے کام لیتے ہیں۔ مصر میں بچوں کی تعلیم کے حوالے سے ۵ سالہ منصوبہ ۱۹۹۲ء- ۱۹۹۸ء بنایا جس کا مقصد ملک میں تمام بچوں کو تعلیم کی طرف لانا اور سکول میں بچوں کے اندراج میں ۸۵ فیصد سے ۱۰۰ فیصد تک اضافہ لانا مقصود تھا۔ اس کے علاوہ تعلیم کو وہاں تک پھیلانا جہاں بچیاں اپنی ثقافتی اقدار کی وجہ سے تعلیم سے دور ہیں یا جہاں بچے دور دراز علاقوں میں کام کرتے ہیں۔ معذور بچوں کے تعلیم پر خصوصی طور پر توجہ دینا اور تدریسی نصاب میں بہتری لانا۔ سکولوں میں بچوں کے اندراج کی شرح میں اضافہ کرنے اور غیر حاضر بچوں کو واپس لانے کے لیے وزارت تعلیم نے ایک "جنرل ایجنسی فار ایجوکیشن" قائم کی جس کا مقصد ملک میں سکولوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے علاوہ تدریس سے متعلق سہولیات کی فراہمی کو ممکن بنانا ہے۔ "جنرل ایجنسی فار ایجوکیشن" نے تیسرے پانچ سالہ منصوبے (۱۹۹۲-۱۹۹۷) میں ہر سال ۱۵۰۰ سکولوں کا قیام عمل میں لائے جس میں تعلیم سے متعلق تمام سہولیات کی فراہمی بھی شامل ہے۔

مصر کی پہلی اور دوسری رپورٹ جو سی آر سی کی کمیٹی کو پیش کی گئی تھی اس میں تیسرے پانچ سالہ منصوبہ ۱۹۹۱-۱۹۹۷ کے دوران ملک میں نرسری، پرائمری، مڈل، سکینڈری سطح پر طالبات اور کلاسوں میں کافی ترقی دیکھنے میں آئی۔ ذیل میں ۱۹۹۱-۱۹۹۷ تک ملک میں تعلیم کے سب سے کم لیول نرسری اور سکینڈری سطح کے اعداد شمار پیش کیے جاتے ہیں جس سے تعلیم میں ترقی کا بخوبی علم ہوتا ہے۔[۲]

تیسرے پانچ سالہ پلان (۱۹۹۱-۱۹۹۷) میں ملک میں نرسری سطح پر طالبات اور کمرہ جماعت کی تعداد میں رونما ہونے والی تبدیلی

سال	طالبات تعداد	اضافہ فیصد	کمرہ جماعت تعداد	اضافہ فیصد
۹۳/۱۹۹۲	۲۲۶ ۲۴۵	-	۵ ۸۳۱	-
۹۴/۱۹۹۳	۲۴۶ ۱۰۰	۸.۸	۶ ۶۴۲	۱۳.۹
۹۵/۱۹۹۴	۲۵۷ ۸۱۵	۱۴	۷ ۱۳۱	۲۲.۳

1- Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article 44 of The Conventions, Distr.General, Second Periodic Reports of States parties due in 1997, EGYPT,P: 20

2- Second Periodic Reports of States parties due in 1997,P: 44

۹۶/۱۹۹۵	۲۶۶ ۵۰۲	۱۷.۸	۷ ۷۴۷	۳۲.۹
۹۷/۱۹۹۶	۲۸۹ ۹۹۵	۲۸.۲	۸ ۵۱۱	۴۶

ماخذ: وزارت تعلیم کے اعداد و شمار، ۱۹۹۲/۹۳ سے ۱۹۹۶/۹۷.

تیسرے پانچ سالہ پلان (۱۹۹۱-۱۹۹۷) میں ملک میں سکینڈری سطح پر طالبات اور کمرہ جماعت کی تعداد میں رونما ہونے والی تبدیلی[1]

سال	طالبات تعداد	اضافہ	کمرہ جماعت تعداد	اضافہ
۹۲/۱۹۹۱	۱۶ ۰۳۳	-	۵۷۲ ۰۲۶	
۹۳/۱۹۹۲	۱۸ ۵۹۰	۱۵.۹	۷۲۷ ۶۹۰	۲۷.۲
۹۴/۱۹۹۳	۱۹ ۶۱۳	۲۲.۳	۷۶۶ ۹۴۴	۳۴.۱
۹۵/۱۹۹۴	۲۱ ۲۵۵	۳۲.۶	۸۴۴ ۳۵۸	۴۷.۶
۹۶/۱۹۹۵	۲۱ ۴۱۶	۳۳.۶	۸۱۷ ۳۸۷	۴۲.۹
۹۷/۱۹۹۶	۲۱ ۶۹۷	۳۵.۳	۸۳۰ ۵۶۲	۴۵.۲

ماخذ: وزارت تعلیم کے اعداد و شمار، ۱۹۹۱/۹۲ سے ۱۹۹۶/۹۷.

بچوں کے کوڈ کے آرٹیکل ۶۶ کے مطابق بچوں کو صنعت، زراعت اور انتظامیہ کے حوالے سے بنیادی تکنیکی تربیت دی جائے گی لہذا تیسرے پانچ سالہ منصوبے میں بچوں کو پیشہ وارانہ تربیت دینے کی طرف توجہ مرکوز کی گئی جس سے زراعت کے میدان میں ۱۳ فیصد، صنعت میں ۲۷ فیصد جبکہ انتظامیہ کے میدان میں ۴۰ فیصد بچوں کو پیشہ وارانہ تربیت فراہم کی گئی۔ ۱۹۹۳ء میں وزارت تعلیم کی ہدایت پر ملک میں "One-room schools" کا قیام بھی عمل میں لایا گیا جس کا مقصد دور دراز علاقوں میں لڑکیوں کو تعلیم کی سہولت فراہم کرنا تھا۔

۱۹۹۵-۱۹۹۶ میں "ایک کمرہ جماعت" میں طالبات (بچیوں) کی تعداد

سال	طالبات کی تعداد (بچیاں)	کمرہ جماعت کی تعداد
۹۶/۱۱۹۵	۱۵ ۱۷۹	۱ ۳۲۵
۹۷/۱۹۹۶	۲۳ ۶۵۸	۱ ۵۷۴

ماخذ: وزارت تعلیم، ۱۹۹۵ سے ۱۹۹۷ کے اعداد و شمار.

1-Second Periodic Report of States parties due in 1997, P: 45

تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے دوران معذور بچوں کی تعلیم پر بھی خصوصی توجہ دی گئی۔ تین قسم کے معذور بچوں پر خصوصی توجہ دی گئی ان میں ذہنی طور پر معذور بچے، بصارت سے معذور بچے، سننے کی نعمت سے محروم بچے شامل تھے۔ ۱۹۹۲/۹۳ تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے پہلے سال میں ۱۵،۵۷۲ معذور طالبات کے لیے ۱،۵۷۶ کلاسوں کا بندوبست کیا گیا جبکہ منصوب کے اختتام تک ۲۳،۵۳۱ معذور بچوں کے لیے ۲،۷۸۳ کلاسوں کا بندوبست کیا گیا۔

تیسرے پانچ سالہ پلان (۱۹۹۲-۱۹۹۷) میں ملک میں معذور بچوں کی اور کمرہ جماعت کی تعداد میں رونما ہونے والی تبدیلی[1]

تعلیم	کلاسوں کی تعداد					معذور طالبات کی تعداد				
	۹۲/۹۳	۹۳/۹۴	۹۴/۹۵	۹۵/۹۶	۹۶/۹۷	۹۲/۹۳	۰۳/۹۴	۹۴/۹۵	۹۵/۹۶	۹۶/۹۷
بصارت سے محروم	۱۸۷	۲۰۵	۲۲۴	۲۴۵	۲۶۱	۱۸۶۵	۲۱۳۵	۲۱۵۹	۲۴۱۷	۲۴۱۴
سماعت سے محروم	۶۲۲	۶۷۶	۷۵۳	۷۵۳	۱۴۱۲	۶۷۶۲	۷۰۲۴	۸۴۹۶	۹۱۳۳	۱۰۴۷۷
ذہنی معذور	۷۶۷	۸۱۳	۹۸۶	۹۸۶	۱۱۱۰	۶۹۴۵	۷۵۳۵	۸۱۶۹	۹۶۴۵	۱۰۷۱۲
ٹوٹل	۱۵۷۶	۱۶۹۴	۱۹۶۳	۲۰۷۹	۲۷۸۳	۱۵۵۷۲	۱۶۶۹۴	۱۸۸۲۴	۲۱۱۹۵	۲۵۵۳۱

ماخذ: وزارت تعلیم، ۱۹۹۵ سے ۱۹۹۷ کے اعداد و شمار۔

☆صحت

بچوں کے حقوق کے چارٹر سی آر سی کی دفعہ ۲۵، ۲۴، ۲۳ میں بچے کو صحت کی تمام سہولیات کی فراہمی کو ممکن بنانے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ مصر ہر سال اپنے کل بجٹ کا ۶۴۲۱.۵ فیصد صحت کے شعبے میں خرچ کرتا ہے۔ صحت کے شعبے میں مصر نے بچوں کی بقاء اور ترقی کے لیے خدمات انجام دی ہیں۔ چلڈرن کوڈ آرٹیکل ۲ بچوں کی دیکھ بھال کے متعلق ہے جبکہ آرٹیکل ۵ ماں اور بچے کی صحت کے حوالے سے ہیں جو ملازمت کے دوران بچے کو دودھ پلاتی ہیں تاکہ بچے کی صحت محفوظ رہے۔ مصر کی وزارت تعلیم نے ایک پروگرام کا بھی آغاز کیا جس کا نام "Traditional BirthAttendants" تھا۔ اس پروگرام کا مقصد نوزائیدہ بچوں کی دیکھ بھال کے حوالے سے علم اور شعور پیدا کرنا تھا۔ صحت کی خدمات کو بہتر بنانے کے لیے مختلف علاقوں میں صحت کے مراکز کا قیام، بہتر آلات کی فراہمی، ۱۹۹۳ء میں ملک بھر میں صحت کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے بچوں کی صحت کے یونٹس کو جدید بنایا گیا اس سلسلے میں ماہرین مقرر کیے گئے تاکہ وہ صحت کے شعبے میں تعینات اہلکاروں کو ماہرانہ تربیت فراہم کرے۔ بچوں کے کوڈ کا آرٹیکل ۲۵ اور ۲۶ بچوں کو خطرناک بیماریوں کے خلاف ویکسین لگوانے کا مطالبہ کرتا ہے اور اس کی ذمہ داری بچے کے قانونی سرپرست پر ہے کہ وہ بچے کی باقاعدگی سے ویکسین کروائیں۔ دفعہ ۲۵ میں بچے کو

۱-Second Periodic Reports of States parties due in 1997, P:48

ویکسین لگوانے کی عمر بتائی گئی ہے [1]

ویکسین	عمر
ٹی بی	ایک ماہ سے پہلے
پولیو (پہلی خوراک)	
خناق، تشنج، کالی کھانسی (ڈی ٹی پی) (پہلی خوراک)	دو ماہ
ہیپاٹائٹس بی (پہلی خوراک)	
پولیو (دوسری خواک)	۴ماہ
ڈی ٹی پی (دوسری خوراک)	
ہیپاٹائٹس بی (دوسری خوارک)	۶ ماہ
پولیو (تیسری خواک)	
ڈی ٹی پی (تیسری خوراک)	۶ ماہ
ہیپاٹائٹس بی (تیسری خوارک)	
خسرہ	۹ماہ
پولیو بوسٹر۔ڈی ٹی پی بوسٹر	۱۸ماہ

مصر میں ۱۹۹۴ء میں دو سال سے کم عمر بچوں کی اموات کی شرح ۲۸.۷ فیصد تھی جبکہ ۱۹۹۲ء میں ۶ سال سے کم عمر بچوں کے اموات کی شرح ۵۹ فیصد رہی اور نومولود بچوں کی اموات کی شرح ۱۰ فیصد ریکارڈ کی گئی لیکن اب اس شرح میں کمی دیکھنے میں آئی ہے لیکن یہ کمی بہت زیادہ نہیں لہذا ملک میں بچوں کی اموات کی شرح میں کمی کے لیے کئی اقدامات کئے گئے ہیں ان میں حفاظتی ٹیکوں کی فراہمی، صحت کے مؤثر آلات، صحت کے مراکز کی ملک بھر تعمیر، پولیو مہم وغیرہ۔ ان اقدامات سے صحت کے شعبے میں بہتری آئی ہے۔ ۱۹۹۳ء میں پولیو کے ۱۵۰ کیسز سامنے آئے جبکہ تشنج کے واقعات میں بھی کمی دیکھنے میں آئی ۱۹۹۳ء میں تشنج کے ۱،۲۷۷ کے سامنے آئے جبکہ ۱۹۸۸ء میں تشنج کے ۶,۵۵۴ کیسز کا مصر کو سامنا تھا۔ ان تمام بیماریوں کی شرح میں کمی کی وجہ ویکسین کی ملک بھر میں کوریج تھی۔ [2]

مصر کی طرف سے کمیٹی کو پیش کی گئی دوسری اور تیسری رپورٹ (۱۹۹۲-۲۰۱۲) میں صحت کے شعبے میں ترقی کے لیے وزارت صحت نے مختلف اقدامات کو اپنائے اس میں صحت کی بنیادی سہولیات کی فراہمی، بیماری کی تشخیص اور علاج، ماں اور بچے کی

1- Second Periodic Reports of States parties due in 1997 ,P:33

۲ -Second Periodic Reports of States parties due in 1997 ,P:33

صحت کی دیکھ بھال، غذائی اقدامات، نومولود اور ۵ سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات میں کمی لانا، تشنج اور پولیو کے واقعات میں کمی لانا، خطرناک بیماریوں کے واقعات میں کمی لانا (سانس کی بیماری، ہیپاٹائٹس)، ۵ سال سے کم عمر بچوں میں غذائی کمی کی وجہ سے کم وزن کے واقعات میں کمی لانا، خواتین میں آئرن اور خون کی کمی کے واقعات میں کمی لانا، آئیوڈین کی کمی کا خاتمہ جو بچے کی ذہنی نشوونما میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

مصر میں معذور بچوں کی صحت کے حوالے سے بھی اقدامات کئے گئے ہیں۔ چلڈرن کوڈ کے آرٹیکل ۷۵ سے ۸۶ تک ملک میں موجود معذور بچوں کو صحت کی تمام سہولیات کی فراہمی کا مطالبہ کرتا ہے۔ چلڈرن کوڈ کے آرٹیکل ۸۵ میں معذور بچوں کو خاص طور پر قانونی فنڈ کی فراہمی بھی کی گئی ہے۔ وزارت صحت نے معذور بچوں کو خطرناک بیماریوں سے محفوظ رکھنے والی ویکسین مہموں کو بھی منظم کیا جس کی وجہ سے مقرر ہدف میں ۸۵ فیصد تک کامیابی دیکھنے میں آئی۔ (۱)

☆چائلڈ لیبر

سی آر سی کے چارٹر کی دفعہ ۳۲ میں بچے کے معاشی استحصال اور کسی ایسے کام کرنے سے تحفظ کے حق کو تسلیم کرتا ہے جو کہ بچے کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ مصر بہت عرصے سے ایک زرعی ملک ہے اور زراعت اس کی نمائندگی کرتا ہے۔ زراعت سے منسلک ہونے کی وجہ سے ماضی میں خاندان کا ہر چھوٹا بڑا مل کر کھیتوں میں کام کرتے تھے لیکن انیسویں صدی میں آنے والی تبدیلی نے اس سوشل سسٹم میں خلل پیدا کر دیا جب بچوں کی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت کا نعرہ بلند ہوا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ملک میں بچوں کے حقوق میں اضافہ ہوتا چلا گیا جس کی وجہ سے وہ بچے جو اپنے کھیتوں میں کام کرکے خاندان کی آمدنی کا ذریعہ اب وہ سکولوں کی طرف جانے لگے۔ ۱۹۶۰ میں کام کرنے والے بچوں کی شرح ۱۱.۸ فیصد تھی جو ۱۹۹۳ میں کم ہو کر ۷.۳ فیصد ہو گئی۔

۶ سے ۱۵ سال کی عمر کے درمیان بچوں کے روزگار میں تبدیلی (ہزاروں) (۲)

سال	کل افرادی قوت روزگار میں	کام کرنے والے بچوں کی تعداد لڑکے	لڑکیاں	ٹوٹل	بچوں کی فعال افرادی قوت
۱۹۶۰	۷۶۴۵	۶۸۳	۲۲۲	۹۰۵	۱۱.۸
۱۹۷۶	۱۰۱۰۶	۸۸۴	۱۰۲	۹۸۶	۹.۸
۱۹۸۶	۱۱۹۱۹	۴۷۴	۵۹	۵۳۳	۴.۵

1- Third and fourth periodic reports of States parties due in 2011,P: 10

2- Initial Periodic Reports of States parties due in 1993 ,P: 10

۱۹۹۲	۱۴۸۵۶	۳۱۰	۱۱۱	۴۲۱	۲.۸
۱۹۹۳	۱۵۰۴۷	۳۴۰	۷۲	۴۱۲	۲.۷

ذرائع: جنرل موبلائزیشن اور اعداد و شمار کے لئے مرکزی دفتر، ۱۹۶۰، ۱۹۷۶ اور، ۱۹۹۲، ۱۹۸۶ میں عام روزگار سروے (فروری ۱۹۹۴)؛ ۱۹۹۳ روزگار کا نمونہ سروے

☆جنسی تشدد

عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ ۳۴، ۳۶، ۳۵ میں رکن ممالک کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بچوں کو جنسی استحصال سے تحفظ فراہم کریں گے۔ مصر میں بچوں کا فحاشی کے طور پر استعمال کافی کم ہے جس کی وجہ مصری معاشرے میں اسلامی تعلیمات کا نفاذ اور لوگوں کا ان قواعد وضوابط پر عمل کرنا ہے۔ ۱۹۶۱ء کا ایکٹ "Suppression of Prostitution Act," آرٹیکل ۱۰ میں اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اگر کوئی بھی انسان جو کسی بھی عمر کا ہو اور وہ فحش سرگرمیوں میں ملوث ہو تو اسے ۱ سال سے ۳ سال تک کی قید کی سزا دی جائے گی اور اس سزا میں مزید اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ ایکٹ نمبر ۳۷/۵۸ کی دفعہ ۲۶۸ کے تحت کسی بھی قسم کا جنسی تشدد کسی بھی عام شخص پر قابل مذمت ہے جس کی سزا ۳ سال سے ۷ سال کی جیل ہوگی۔ فحش اعمال میں بچوں کا استعمال اور اس کی نشر واشاعت کرنے والوں کو پینل کوڈ کی دفعہ ۱۷۸ کے تحت دو سال کی سزا دی جائے گی۔[1]

☆منشیات

سی آر سی کے معاہدہ کی دفعہ ۳۳ میں بچے کو منشیات سے تحفظ دینے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ مصر نے منشیات کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے اقدامات کئے ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں انسداد منشیات کے ایکٹ ۱۸۲ اور ۱۹۸۹ کے ایکٹ نمبر ۱۲۲ میں ترمیم کے بعد یہ بنایا گیا کہ ملک میں منشیات کے سازوسامان کو رکھنے والے کو، اس کی کی خرید وفروخت، ترسیل، نقل وحمل کرنے والوں کی سزا مصری کرنسی ۱۰۰،۰۰۰ اور ۵۰۰،۰۰۰ جرمانہ یا سزائے موت ہے۔ ۱۹۶۰ء میں مصر میں منشیات کے معاملات کو نمٹنے کی ذمہ داری "Ministry of Social Affairs" دی گئی جبکہ "General WelfareDepartment" کو منشیات کی روک تھام کے لیے فنڈز کی فراہمی کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ ۱۹۶۴ء میں ایک کمیٹی "Use High Committee against Narcotics" قائم کی گئی جس کا مقصد منشیات کے عادی لوگوں کی مدد کرنا تھا۔ مصر میں اب تک ۱۰۵ اسماجی فلاح و بہبود کے مراکز ہیں جہاں پر پیشہ وارانہ عملہ منشیات کے عادی لوگوں کی ہر طرح کی مدد فراہم کرنے کے لیے موجود ہوتے ہیں۔[2]

1- Second Periodic Reports of States parties due in 1997, P:77

2- Third and Fourth periodic Reports of States parties due in 2011 ,P:13

باب چہارم

عالمی حقوق اطفال کے چارٹر (سی آر سی) کا اسلامی تعلیمات سے موازنہ

فصل اول: عالمی حقوق اطفال کے چارٹر کا اسلامی تعلیمات سے موازنہ

فصل دوم: پاکستان میں بچوں کے اہم مسائل، وجوہات، اثرات

فصل سوم: پاکستان میں حقوق اطفال کی فلاح و بہبود کے لیے اہم تجاویز

فصل اول

عالمی حقوق اطفال کے چارٹر کا اسلامی تعلیمات سے موازنہ

عالمی حقوق اطفال کے چارٹر کا اسلامی تعلیمات سے موازنہ

حکیم الامت علامہ اقبال نے کسی قوم کی تشکیل اور ہیت کو اس طرح بیان کیا ہے

؎افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ [۱]

اگر ہم معاشرے کی تشکیل کا تنقیدی جائزہ لیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ کسی قوم کی بنیاد اُس کے افراد ہوتے ہیں اور ہر فرد اس دنیا میں ایک بے بس بچے کی صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے جس کی جسمانی، نفسیاتی، معاشرتی، ذہنی نشوونما کچھ تو قدرت کی طرف سے ہوتی ہے جبکہ بہت سے پوشیدہ صلاحیتیں عمر کے ساتھ ساتھ ظہور پذیر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بالکل اس طرح جس طرح ایک کلی وقت کے ساتھ ساتھ پھول بننا شروع ہو جاتی ہے۔ اس قدرتی صلاحیتوں کی عمر کے ساتھ ساتھ نشوونما میں والدین اور ماحول کا کلیدی کردار ہوتا ہے۔ یہ دونوں عوامل مل کر بچے کے مستقبل کی شخصیت اور کردار کی تشکیل کا سبب بنتے ہیں۔

ایک بچہ جب اس دنیا میں آتا ہے تو وہ بے بس ہوتا ہے۔ وہ اپنے والدین اور اردگرد کے ماحول کے عوامل کا محتاج ہوتا ہے، معاشرہ، ملکی قانون اور شریعت بچے کے حقوق کے تحفظ کے لیے ان کے حقوق کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں جہاں ملکی اور مذہبی قوانین نے بچوں کے حقوق کا تحفظ کیا ہے وہاں عالمی سطح پر بھی اقوام متحدہ نے حقوق اطفال کا ایک عالمی معاہدہ ۱۹۸۹ متعارف کروایا ہے جس میں تفصیلی طور پر بچے کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے اور ممبر ریاستوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے ملکی قوانین اور ان کے نفاذ میں ان بیان کردہ حقوق کو یقینی بنائیں۔

اسلام ایک آفاقی، الہامی مذہب ہونے کے حوالے سے بچے کے متعلق ایک حقیقی اور منصفانہ زاویہ فکر رکھتا ہے جو کہ انتہائی قدرتی ہے۔ بچہ دولت کی طرح والدین کے لیے جہاں محبت اور دلکشی کا باعث ہوتا ہے وہاں وہ والدین کے لیے امتحان بھی ہوتا ہے.

ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوٰلُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ﴾ [۲]

اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس بڑا ثواب ہے۔

پیر محمد کرم شاہ اس آیت کے بارے میں اپنی یہ رائے دیتے ہیں کہ مال و اولاد سے بڑھ کر کوئی سخت آزمائش نہیں ہوتی یہ انسان کو بخیل اور بزدل بنا دیتی ہے۔ اولاد کے حوالے سے ان کی اس آیت کے بارے میں یہ رائے ہے کہ اولاد کی صحیح تربیت کرنا

۱۔ علامہ اقبال، کلیات اقبال، الفیصل پبلیشرز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص:۵۴۱

۲۔ سورۃ الانفال:۸/۲۸

انہیں اچھا انسان اور مسلمان بنانا والدین کے لیے آزمائش کی بات ہے اور درحقیقت یہی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا صحیح شکر ہے اور جو والدین اپنی اولاد کے لیے صرف پیشہ اکٹھا کرتے ہیں ایسے والدین آزمائش پر پورا نہیں اتر سکتے ہیں۔"[۱]

اسلام کے مطابق بچہ فطرتی طور پر صحیح راستے کی تلاش میں اپنی صلاحیتیں اجاگر کرتا چلا جاتا ہے اگر اس کے ماحول صحت مندانہ ہوگا تو وہ صحیح راستے کی طرف گامزن ہوتا چلا جائے گا۔

ارشاد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے۔

((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ))[۲]

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔

اسی لیے معاشرے کے تمام عوامل اور کردار جو کہ بچے کی تربیت اور نشوونما کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بچے کی اچھی فطرت (فطرت سلیمہ) کو فروغ دیں۔ ان عوامل میں والدین، اساتذہ اور ریاست کا خاص طور پر کردار شامل ہے۔

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے۔ آئین پاکستان کے دفعہ ۲۲۷ کے تحت ملک میں کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جاسکتا ہے جو اسلام کی تعلیمات سے متصادم ہو۔[۳] اس صورتحال میں اقوام متحدہ کے چارٹر میں دیئے گئے حقوق اور اسلام میں دیئے گئے بچوں کے حقوق میں ایک مکالمہ کی صورتحال کا ہونا ضروری ہے اس صورتحال کے پیش نظر اس باب میں ہم نے کوشش کی ہے کہ حقوق اطفال کے عالمی معاہدہ میں بیان کئے گئے نکات کا اسلام میں دیئے گئے حقوق سے موازنہ کیا جائے گا۔ اس موازنہ کے مطالعہ میں ہم نے عالمی حقوق کے تمام دفعات (۵۴) کو لینے کے بجائے صرف بچوں کے بنیادی حقوق کو موازنہ کے لیے منتخب کیا ہے۔ ان بنیادی حقوق کے ذیلی حقوق کو علیحدہ زیر بحث نہیں لایا گیا کیونکہ وہ اصل میں بنیادی حقوق کا ہی حصہ ہیں۔ بنیادی حقوق کو زیر بحث لانے سے ذیلی دفعات کی بھی تکمیل ہو جاتی ہے۔ آیئے ہم ان دفعات کا موازنہ کرتے ہیں۔

۱۔ بچے کی تعریف

اسلام میں بچہ اس کو کہا جاتا ہے جس میں بلوغت کی نشانیاں رونما نہ ہوئی ہوں۔ اسلام میں عام طور پر بلوغت کی عمر ۱۲ یا ۱۳ سال ہے۔ اگر بچے یا بچی میں بلوغت کی نشانیاں رونما ہو جائیں تو ان کو بچے کی صف میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ لڑکوں میں بلوغت کی ۳ نشانیاں ہیں۔ یہ تین نشانیاں یعنی احتلام، عمر، زیر ناف بال اگنا۔ جبکہ لڑکیوں میں ۲ نشانیاں یعنی حیض اور حمل پایا جانا۔ جیسے ہی

۱۔ ضیاء القرآن، ۲/۱۴۳

۲۔ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیه، حدیث: ۱۳۵۸، ۱/۱۸۱

۳۔ آئین پاکستان دفعہ ۲۲۷

ان علامات کا لڑکا یا لڑکی میں ظہور ہو گا وہ بچہ نہیں کہلائے جائے گا۔[1]

احتلام ایک شرعی علامت ہے جس سے بچے کے بالغ ہونے یا نہ ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ [2]

مومنو! تمہارے غلام لونڈیاں اور جو بچّے تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے تین دفعہ یعنی (تین اوقات میں) تم سے اجازت لیا کریں۔ نماز صبح سے پہلے اور (دوسرے گرمی کی دوپہر کو) جب تم کپڑے اتار دیتے ہو۔ اور تیسرے عشاء کی نماز کے بعد۔ (یہ) تین (وقت) تمہارے پردے ہیں ان کے (آگے) پیچھے نہ تم پر کچھ گناہ ہے اور نہ ان پر کہ کام کاج کے لئے ایک دوسرے کے پاس آتے رہتے ہو۔ اس طرح خدا اپنی آیتیں تم سے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور خدا بڑا علم والا اور بڑا حکمت والا ہے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالی فرماتے ہیں

﴿ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِه وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾[3]

اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیئے جس طرح ان سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے۔ اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

مفتی شفیع اس آیت کے بارے میں یہ رائے دیتے ہیں کہ اس آیت میں پردے کے حکام کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچ جائیں تو ان کو دوسروں کے گھر جانے کے لیے اس طرح اجازت لینی چاہیے جیسے ان کے بڑے اجازت لیتے ہیں۔[4]

ان دونوں آیات میں اللہ تعالی بڑوں اور چھوٹوں میں فرق رکھتے ہوئے گھر میں داخل ہونے کے احکام بتا رہے ہیں اور احتلام میں

۱۔ بچوں کے احکام و مسائل (ولادت سے بلوغ تک) ص:۴۰۹

۲۔ سورۃ النور:۲۴/ ۵۸

۳۔ سورۃ النور:۲۴/ ۵۹

۴۔ معارف القرآن،۶/ ۴۴۳

بڑوں اور چھوٹوں کو یکساں بتایا گیا ہے جس سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتے ہے کہ احتلام کا ہونا بالغ کی علامت ہے۔
اسی طرح جب رسول ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کے بھیجا تو حکم دیا کہ احتلام کی عمر کو پہنچنے والے ہر شخص سے ایک دینار لیں۔ (۱)
ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احتلام کو بلوغ کی علامت قرار دیا ہے۔
موسم اور بچے کے مزاج میں فرق ہونے کے باعث بالغ ہونے کی کوئی عمر متعین نہیں ہوتی کچھ بچے ۱۲ سال کی عمر میں بھی بالغ ہو جاتے ہیں جبکہ کچھ بچے ۱۵ سال کی عمر میں بھی بالغ نہیں ہو پاتے جس کی وجہ سے فقہا میں اس بات کا اختلاف ہے۔ اگر بچہ یا بچی میں بلوغت کی علامات ظاہر نہ ہو رہی ہو جبکہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ گیا ہو تو کس عمر کو بلوغت کی عمر سمجھا جائے گا، فقیہ اہل شام امام اوزاعی رحمتہ اللہ، امام شافعی / امام احمد / اور ائمہ، احناف میں امام ابو یوسف / اور امام محمد / کا کہنا ہے کہ پندرہ سال مکمل ہو جائیں تو اسے بالغ قرار دیا جائے گا امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔ لیکن مالکیہ کے نزدیک ۲ اور قول ہیں ایک ۱۷ سال اور دوسرا ۱۸ سال ہے۔ امام حنیفہ رحمتہ اللہ کے نزدیک بھی یہی دو قول ہے جبکہ لڑکی کے سلسلے میں ان کا قول ۱۷ سال ہے۔ امام داؤد ظاہری رحمتہ اللہ اور ان کے اصحاب کا کہنا ہے کہ عمر کی کوئی قید نہیں احتلام کا اعتبار کیا جائے گا۔
اگر عمومی طور پر دیکھا جائے تو اسلام میں بلوغت کی عمر ۱۲ یا ۱۳ سال پائی جاتی ہے لڑکا یا لڑکی عموما اس عمر میں بالغ ہو جاتے ہیں۔ (۲)
حقوق اطفال کے عالمی معاہدہ (سی-آر-سی) ۱۹۸۹ء کی دفعہ نمبر ۱ میں بچے کی عمر اس طرح بیان کی گئی ہے۔

آرٹیکل نمبر ۱

موجودہ کنونشن کے مقاصد کے حوالے سے بچے سے مراد اٹھارہ سال سے کم عمر کے تمام انسان ہیں بجز اس کے کہ وہ بچوں کے قوانین کے مطابق اس سے پہلے بلوغت کی عمر کو پہنچ گئے ہوں۔ (۳)
حقوق اطفال کے معاہدہ کی یہ شق اسلام میں بچے کے بالغ ہونے کی عمر سے مطابقت نہیں رکھتی ہے۔ اسلام میں بلوغت کی علامات کا رونما ہونے کے بعد بچے کو بالغ قرار دے دیا جاتا ہے جس کے بعد اس پر کچھ پابندیاں عائد کر دی جاتی ہیں۔

۲- حق مساوات

بچے کا یہ بنیادی حق ہے کہ اسے دوسرے انسانوں کی طرح مساوی حقوق دیئے جائیں۔ ان میں لڑکے اور لڑکی کے درمیان پرورش اور تربیت کے حوالے سے تفریق غیر اسلامی ہے۔

۱۔ سنن ترمذی، کتاب الزکاۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الْبَقَرِ، حدیث: ۶۲۳، ۱/۶۱۲
۲۔ آئین پاکستان دفعہ ۲۲۷
۳- مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۳۵

ایک صحابی نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

((أَتَى بِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا، فَقَالَ: أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ ؟ قَالَ :لَا، قَالَ: فَارْدُدْهُ.))(۱)

میرے والد مجھے لے کر نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو یہ غلام تحفہ میں دیا ہے۔
آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مزید فرمایا:

((اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ))(۲)

اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں کے درمیان عدل کرو

اسلام سے قبل کے معاشرہ اور آج کے غیر مہذب معاشرے میں لڑکیوں کو لڑکوں کی نسبت پرورش، تربیت اور حقوق میں کم تر سمجھا جاتا ہے والدین بچیوں کی پیدائش پر شرمندہ اور افسردہ ہو جاتے ہیں جبکہ بیٹوں کی پیدائش پر ڈھول باجے بجائے جاتے ہیں جو کہ سراسر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔
قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُه مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ﴾(۳)

جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اس کا چہرہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور (اس کے دل کو دیکھو تو) وہ اندوہناک ہو جاتا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت کے بارے میں رائے دیتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف تو بیٹیوں کو منسوب کرتے تھے لیکن جب ان کے گھر بیٹی پیدا ہو جاتی تو ان کے منہ سیاہ پڑ جاتے تھے اور شرم سے لوگوں سے منہ چھپاتے پھرتے تھے۔ غم سے اس طرح نڈھال ہوتے تھے کہ انھیں سمجھ نہیں آتا تھا کہ اس ذلت کو زندہ رکھیں یا زمیں میں گاڑ دیں۔"(۴)

اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ سے بھی ہے جس میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

﴿مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ﴾(۵)

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الھات، باب کراھتہ تفضیل بعض الاولاد فی الھبتہ، حدیث:۱۶۲۳، ۳/۱۲۴۱

۲۔ صحیح مسلم، کتاب الھبات، باب کراھتہ تفضیل بعض الاولاد فی الھبہ، حدیث:۴۱۸۱، ۳/۱۲۴۲

۳۔ سورۃ النحل:۱۶/۵۸

۴۔ تدبر قرآن، ۴/۴۱۸

۵۔ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ وَالْأَخَوَاتِ، حدیث:۱۹۱۲، ۴/۳۱۸

جس شخص نے تین بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کی اور انھیں تعلیم دلائی اور ان کے ساتھ شفقت اور رحمت کا سلوک کیا یہاں تک کہ وہ بڑی ہو گئی اللہ نے اس شخص کے لیے جنت واجب کر دی۔

اس پر ایک شخص نے کہا کہ اگر اس کی دو بیٹیاں ہو؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا "ہاں اس کا بھی یہی انعام ہو گا۔ پوچھا گیا اگر ایک بیٹی ہو تو فرمایا اس پر بھی یہی انعام ہو گا۔"

لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان مساویانہ سلوک کا یہ حق بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدہ کے آرٹیکل نمبر ۲ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۲

(الف) فریق ممالک بچے یا اس کے والدین قانونی سرپرست کی نسل، رنگ، جنس، زبان، سیاسی یا دیگر آراء قومی، نسلی، سماجی حیثیت جائیداد، معذوری، پیدائش یا دیگر ایسی حدود کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر بلا کسی قسم کے امتیاز کے موجودہ معاہدہ کے مطابق بچے کے حقوق کے احترام اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں گے۔

(ب) فریق ممالک ایسے تمام مناسب اقدامات کریں گے کہ بچے کا ہر طرح کے امتیازات یا سزاؤں سے تحفظ کیا جا سکے جن کی بنیاد بچے کے والدین قانونی سرپرستوں یا خاندان کے اراکین کے مقام و مرتبہ، سرگرمیوں، ظاہر کی گئی آراء یا اعتقادات پر مبنی ہو۔

اسلام اور بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدہ کے اس آرٹیکل میں دیئے گئے جنسی امتیاز کے بغیر برابر حقوق کے حوالہ سے ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام میں لڑکے اور لڑکی کے حقوق میں فرق ہے۔ مثلاً وراثت میں بیٹی کا بیٹے کے حصہ سے آدھا ہے اسی طرح گواہی میں عورت کی گواہی آدھی ہے۔ یہ اعتراض بظاہر درست اور تشویش ناک نظر آتا ہے۔ لیکن اگر اسلام کے حوالہ سے مرد اور عورت کے مالی فرائض کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام تمام مالی فرائض از قسم بیوی اور بچوں کے نان ونفقہ ، حق مہر وغیرہ مرد پر عائد کرتا ہے جبکہ عورت پر اپنے یا اپنی اولاد کے نان ونفقہ سمیت کوئی مالی فریضہ عائد نہیں کرتا ہے۔ یہ عقل اور عدل کا تقاضا ہے کہ مالی حقوق مالی فرائض کے متناسب ہوں۔[۱]

اسی طرح قرآن نے عورتوں کے حقوق کے حوالہ سے اسی قسم کے اعتراض کا یوں جواب دیا ہے۔

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾[۲]

اور عورتوں کے حقوق اُن پر فرائض کے مطابق ہیں بھلے طریقہ سے۔ اور مردوں کو عورتوں پر ایک

1۔ https://www.ohchr.org

۲- سورۃ البقرہ : ۲/۲۲۸

درجہ فضیلت ہے اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

اسی طرح اسلام میں عورت کی گواہی آدھی نہیں ہے۔ قرآن کے مطابق گواہی ایک عورت دے گی دوسری اُس کی مدد اور بھولنے کی صورت میں یاددہانی کے لئے ہے یہ دوسری عورت علیحدہ گواہی نہیں دے گی صرف مرد اور نفسیاتی ساتھ کے لئے ہے۔ کیونکہ گواہی دینے والی عورت مرد کے معاشرہ میں جارہی ہے۔ اور وہ بھی عدالتی کشیدہ ماحول میں، اس لئے اُسے اپنے ساتھ ایک عورت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے کہ خود آج بھی مسلم بلکہ غیر مسلم معاشرہ میں بھی گھر سے باہر جاتے ہوئے ایک بہن اپنی دوسری بہن یا سہیلی کو ساتھ لے جاتی ہے۔ یہ ایک نفسیاتی اور مرد کے معاشرہ میں عورت کے تحفظ کے لیے ہے۔

۳-حق حیات

کسی بھی مہذب معاشرے کی طرح اسلام بھی بلا تفریق قومیت۔ ذات پات یا مذہب کے ہر انسان کی زندگی کے محفوظ ہونے کے حق کو تسلیم کرتا ہے اور اسے ہر لحاظ سے یقینی بناتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّه مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢابِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭوَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (۱)

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرض کر دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام انسانیت کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچائے اس نے گویا تمام انسانیت کو زندہ کر دیا۔

اسی لیے کسی بھی ایسے عمل کو جس سے زندگی خطرے میں پڑے یا ختم ہو اسلام اس کی سختی سے مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ سخت سزا بھی متعین کرتا ہے۔ اسلام سے قبل عرب معاشرے میں لوگ غربت کی وجہ سے بچوں کو قتل کر دیتے تھے جس کی اسلام نے سختی سے ممانعت کی ہے اور اس سے منع کیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ﴾ (۲)

اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں

اسی طرح اسلام سے قبل کے معاشرے میں لوگ بیٹیوں کی پیدائش پر شرمندگی سے بچنے کے لیے انھیں پیدا ہوتے ہی زندہ در گو کر دیتے تھے اسلام نے اس فعل کی سختی سے مذمت کی اور اسے سفاکی کا عمل قرار دیا۔

۱- سورۃ مائدہ: ۵ /۳۲

۲-سورۃ الانعام:۶ /۱۵۱

قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾ [1]

اور جب لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی ہو پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی۔

"مولانا مودودی" میں اس آیت کے بارے میں یہ رائے دیتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں والدین اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور یہ ظلم اس زمانے میں ہر لحاظ سے جائز سمجھا جاتا تھا اور کسی پر کسی قسم کی کوئی گرفت بھی نہیں تھی تو کیا یہ بچیاں خدا کی دادرسی کی بھی حقدار نہ ہو گئیں؟ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان بچیوں کے والدین سے پوچھنے کے بجائے ان بچیوں سے خود پوچھیں گے کہ تجھے کس گناہ کی وجہ سے مارا گیا؟ پھر یہ معصوم بچیاں خود اپنی داستان سنائیں گی اور اللہ ضرور ان کے ساتھ انصاف والا معاملہ فرمائیں گا۔" [2]

آنحضرت ﷺ کے زمانے کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے سامنے بڑی شرمندگی سے بیان کیا کہ اس نے جاہلیت کے دور میں اپنی بیٹی کو کنوئیں میں زندہ پھینک دیا تھا تاکہ معاشرے میں شرمندگی سے بچ سکے۔ آپ ﷺ نے جب یہ واقعہ سنا تو آپ ﷺ کو اتنا رنج ہوا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی۔ [3]

اسلام بچے کے قتل کے سلسلے میں چاہے وہ ماں کے پیٹ میں ہی کیوں نہ ہو دیت اور قصاص کے قانون کا مساوی طور پر اطلاق کرتا ہے۔

بچے کے حق زندگی کو حقوق اطفال کے عالمی معاہدہ (سی-آر-سی) ۱۹۸۹ء کی دفعہ ۶ میں اس طرح بیان اور تاکید کی گئی ہے۔

آرٹیکل نمبر ۶

(الف) فریق ممالک تسلیم کرتے ہیں کہ ہر بچہ زندگی کا پیدائشی حق رکھتا ہے۔

(ب) فریق ممالک بچے کی زندگی اور ترقی کو انتہائی ممکن حد تک یقینی بنائیں گے۔ [4]

۴۔ تعلیم کا حق

بچے کے حقوق میں سب سے اہم حق تعلیم کا حق ہے جس کے ذریعے وہ معاشرے کا ایک مفید اور مہذب فرد بن سکتا

۱۔ سورۃ التکویر: ۸۱/ ۸،۹

۲۔ تفہیم القرآن، ۶/ ۲۱۹

۳۔ سیرت النبی ﷺ، ۶/ ۳۹۷

4۔ https://www.unicef.org

ہے۔ تعلیم سے مراد صرف پڑھائی لکھائی نہیں ہے بلکہ اس میں تمام وہ سرگرمیاں اور اعمال شامل ہے جو کہ بچے کو ہر لحاظ سے معاشرے کا مفید شہری بنا سکے۔

اسلام تعلیم کے حوالے سے تمام لوگوں کے لیے علمبردار ہے۔ حضور ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ بھی اس تاکید سے ہے کہ پڑھنا لکھنا واجب ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ (۱)

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو تعلیم حاصل کرنے کی تاکید کی اور اسے عورت اور مرد دونوں پر فرض قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ)) (۲)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

اسی طرح آپؐ ﷺ نے بچے کی تربیت میں تین حقوق کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔

بچے کے باپ پر تین حق ہیں، تعلیم، تیر اندازی اور دوڑ (۳)

مذکورہ حدیث میں بچوں کی تعلیم کے علاوہ جسمانی تربیت اور تفریح کے حق کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ انھیں والد پر واجب قرار دیتا ہے۔

بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدہ سی-آر-سی میں بھی بچے کے اس حق کو آرٹیکل ۲۸ میں اس طرح سے تسلیم کرتا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۲۸

(الف) فریق ممالک بچے کے تعلیم کے حق کو تسلیم کرتے ہیں اور اس حق کے بتدریج حصول اور سب کے لیے یکساں مواقع فراہم کرنے کے لیے خاص طور پر مندرجہ ذیل کریں گے۔

۱-ابتدائی تعلیم کو لازمی قرار دے کر اس کی سب کے لیے مفت دستیابی۔

۲-ثانوی تعلیم کی مختلف اقسام بشمول عمومی اور پیشہ وارنہ تعلیم کی حوصلہ افزائی وترقی ہر ایک بچے کی اس (تعلیم) تک رسائی اور

۱۔ سورۃ العلق:۹۶/۱

۲۔ سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث:۲۲۴، ۸۱/۱

3۔ https://www.childrensrights.ie

اسکی دستیابی اور مفت تعلیم کو متعارف کرانے اور ضرورت کی صورت میں مالی امداد کی فراہمی کے لیے ضروری اقدامات۔

۳۔ ہر مناسب طریقے سے سب کے لیے اہلیت کی بنیاد پر اعلیٰ تعلیم تک رسائی کو ممکن بنانا۔

۴۔ تعلیمی و پیشورانہ معلومات اور رہنمائی کو تمام بچوں کے لیے دستیاب کرنا اور اس تک رسائی کو ممکن بنانا۔

۵۔ اسکولوں میں باقاعدہ حاضری کی حوصلہ افزائی اور بچوں کے تعلیم مکمل کیے بغیر سکول چھوڑ دینے کی شرح میں کمی کے لیے اقدامات کرنا۔

(ب) فریق ممالک اسکول میں نظم وضبط کے قیام کو بچے کے انسانی وقار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور موجود کنونشن کے مطابق یقینی بنانے کے لیے تمام مناسب اقدامات کرنا۔

(ج) فریق ممالک تعلیم سے متعلق، خاص طور پر تمام دنیا سے جہالت اور خواندگی کے خاتمے اور سائنسی تکنیکی اور جدید طریقہ ہائے تعلیم کی حوصلہ افزائی کریں گے اور انہیں فروغ دیں گے اس سلسلے میں ترقی پذیر ممالک کی ضروریات کا خاص خیال رکھا جائے گا۔[۱]

اسی معاہدہ کی شق نمبر ۵ اور ۲۹ بھی بچوں کے تعلیم کے حق کی حمایت کرتیں ہیں۔

۵۔ حضانت اور پرورش کا حق

کسی بچے کی صحیح نشوونما اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک والدین اس کی صحیح طور پر دیکھ بھال اور پرورش نہ کریں۔ پیدائش کے وقت جب بچہ بے بس ہوتا ہے تب اسے والدین کی حضانت اور دیکھ بھال کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام بچے کی جسمانی اور ذہنی پرورش کے حق کو تسلیم کرنے کے ساتھ اس کی تاکید بھی کرتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَه رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّه بِوَلَدِه وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾[۲]

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔ اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہوگا۔ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی (تو یاد رکھو کہ) نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی

۱۔ مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۴۵

۲۔ سورۃ البقرہ: ۲/ ۲۳۳

اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور اسی طرح (نان نفقہ) بچے کے وارث کے ذمے ہے۔ اور اگر دونوں (یعنی ماں باپ) آپس کی رضامندی اور صلاح سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ تم دودھ پلانے والیوں کو دستور کے مطابق ان کا حق جو تم نے دینا کیا تھا دے دو اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے"

اسلامی تعلیمات کے مطابق اگر بچہ یتیم ہو جائے یا والدین اس حد تک غریب ہوں کہ وہ بچے کی کفالت نہ کر سکیں تو یہ ذمہ داری باپ سے معاشرے کو منتقل ہو جاتی ہے جسکے لیے قرآن نے معاشرے کو ذمہ داری دیتے ہوئے بار بار تاکید کی ہے۔ چند آیات کا حوالہ مختصر پیش کیا جاتا ہے۔

﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ (۱)

پس تو تم یتیم پر غصہ نہ کرنا۔

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾ (۲)

اور باوجود یہ کہ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو اپنی خوشدلی سے کھانا کھلاتے ہیں۔

آپ ﷺ خود بھی ایک یتیم بچے تھے اور یتیموں کی خود بھی نگہبانی کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى)) (۳)

"میں اور یتیموں کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، جس پر آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو اکٹھا کر کے اشارہ کیا"۔

بچے کی حضانت اور دیکھ بھال کے حق کو بچوں کے عالمی معاہدہ کی دفعہ ۱۸،۷ اور ۲۰ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۷

(الف) پیدائش کے فوراً بعد بچے بچی کا اندارج کیا جائے گا اور اپنی پیدائش سے ہی نام رکھے جانے کا حق، قومیت کسی قوم سے تعلق رکھنے کا حق اور جہاں تک ممکن ہو۔ بچے کو اپنے والدین کو جاننے اور ان کی جانب سے خیال رکھے جانے کا حق رکھتا ہے۔

(ب) فریق ممالک اپنے ملکی قوانین کے مطابق اور اس شعبہ میں متعلقہ بین الاقوامی معاہدات کے مطابق اپنی ذمہ داریوں

۱۔ سورۃ الضحیٰ:۹۳/ ۹

۲۔ سورۃ الانسان:۷۶/ ۸

۳۔ سنن ترمذی، كتاب البر والصلة عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في رحمة اليتيم وكفالته، حدیث:۱۹۱۸، ۴/ ۳۲۱

خصوصاً ایسی صورت میں جب بچے کا کوئی ملک نہ ہو، ان حقوق کے نفاذ کو یقینی بنائیں گے۔[۱]

آرٹیکل نمبر ۹

(الف) فریق ممالک اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ بچہ یا بچی والدین کی مرضی کے خلاف ان سے جدا نہیں کیا جائے گا صرف ایسی صورت میں بچے کو علیحدہ کیا جائے گا جب مجاز حکام عدالتی جائزے کی شرط کے ساتھ نافذ العمل قانون اور طریقہ کار کے تحت یہ تعین کریں کہ ایسی جدائی بچے / بچی کے بہترین مفاد میں ہے۔ ایسا تعین ایک مخصوص صورت میں ضروری ہو سکتا ہے جیسے کہ والدین کی طرف سے بچے کے ساتھ بد سلوکی یا اسے نظر انداز کئے جانا یا (پھر) ایسی صورت میں جب بچے کے والدین علیحدہ رہ رہے ہوں اور بچے کی رہائش کی جگہ کے بارے میں فیصلہ کرنا ضروری ہو۔

(ب) موجودہ آرٹیکل کے پیرگراف (ا) میں مذکورہ کسی بھی کاروائی میں متعلقہ فریقوں کو اس کاروائی میں حصہ لینے اور اپنے نظریات کو پیش کرنے کے موقع فراہم کیا جائے گا-

(ج) فریق ممالک اپنے ایک یا دونوں والدین سے الگ کئے جانے والے بچے کے اس حق کا احترام کریں گے کہ وہ باقاعدہ بنیادوں پر دونوں والدین کے ساتھ ذاتی تعلقات اور براہ راست رابطہ قائم رکھے سوائے ایسی صورت کے کہ یہ بچے کے بہترین مفاد کے برعکس ہو۔

(د) جہاں کہیں یہ علیحدگی کسی فریق ملک کے کسی عمل کے نتیجے میں واقع ہوئی ہو جیسا کہ والدین میں سے کسی ایک یا دونوں یا پھر بچے / بچی کی گرفتاری، قید، جلاوطنی (ملک سے) جبری بے دخلی یا موت (بشمول ایسی موت جو دوران حراست کسی بھی وجہ سے واقع ہوئی ہو) تو وہ فریق ملک، درخوست کرنے پر، والدین بچے یا اگر مناسب ہو تو خاندان کے کسی دوسرے فرد کو خاندان کے غائب فرد / افراد کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کرے گا بشرطیکہ یہ معلومات بچے کی بہتری کے لیے ضرر رساں نہ ہوں۔ فریق ممالک اس بات کو مزید یقینی بنائیں گے کہ اس طرح کی کوئی درخواست، درخواست گزار / گزاروں کے لیے برے نتائج کا موجب نہ بنے۔[۲]

آرٹیکل نمبر ۱۸

(الف) فریق ممالک اس اصول کو تسلیم کرنے کے لئے اپنی بہترین کوششیں بروئے کار لائیں گے کہ بچے کی پرورش اور نشوونما کے لئے دونوں (والدہ اور والد) کی مشترکہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ والدین یا قانونی سرپرستوں جو بھی صورت ہو گی بچے کی پرورش اور نشوونما ان کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے۔ بچے کے بہترین مفادات ان کی بنیادی ذمہ داری ہو گی۔

1- https://www.ohchr.org

2 -https://www.childrensrights.ie

(ب) موجودہ معاہدے میں مذکورشدہ حقوق کو تحفظ دینے کے نقطہ نظر سے شریک معاہدہ ریاستیں، والدین اور قانونی سرپرست حضرات کو بچوں کی پرورش کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مناسب مدد فراہم کریں گے۔اور بچوں کی نگہداشت کے لئے اداروں، سہولتوں اور دیگر خدمات کی فراہمی کو یقینی بنائیں گے۔

(ج) شریک معاہدہ ریاستیں وہ تمام اقدامات کریں گی جن سے ملازمت پیشہ والدین کو بچوں کی نگہداشت کی سہولتوں سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہو جائے۔[1]

آرٹیکل نمبر ۲۰

(الف) ایسا بچہ یا بچی جو عارضی یا مستقل طور پر خاندانی ماحول سے محروم ہو یا جس کے اپنے بہترین مفادات میں اسے ایسے ماحول (خاندانی ماحول) میں رہنے کی اجازت نہ دی جاسکتی ہو، مملکت کی طرف سے خصوصی تحفظ اور امداد کا اہل ہو گا یا ہو گی۔

(ب) فریق ممالک، اپنے قومی قوانین کے مطابق اپنے بچے کے لئے متبادل نگہداشت کی فراہمی کو یقینی بنائیں گے۔

(ج) ایسے اقدامات میں بچے کی نگہداشت میں دینا، اسلامی قانون کے مطابق کفالہ (کفالت) بچے کو اپنانا یا اگر ضروری ہو تو بچہ گھر، بچوں کی نگہداشت کرنے والے مناسب اداروں میں داخل کرانا ہو سکتے ہیں۔بچے کے مسائل کے حل پر غور کرتے ہوئے بچے کی نشوونما کے عمل میں تسلسل اور اس کے نسلی، مذہبی، ثقافتی اور لسانی پس منظر کو ضروری اہمیت دی جائے گی۔[2]

مذکورہ بالا تقابلی جائزہ سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں بچوں کی پرورش اور حصانت کے حقوق وعالمی معاہدہ میں بیان کیے گئے حقوق سے وسیع تر ہیں۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات میں ایسی ماں جو واجب القتل بھی ہو یا جیل میں ہو اور اس کا کوئی دودھ پیتا بچہ ہو یا ابھی پیٹ میں ہو تو اسے سزا نہیں دی جائے گی جب تک وہ بچے کو جنم نہ دے لے اور دو سال تک دودھ نہ پلالے اس حالت میں ماں کو جیل بھی نہیں کی جاسکتی ہے۔کچھ عرصہ قبل سپریم کورٹ آف پاکستان نے ایسی تمام عورتوں کو جو بچے کی حضانت کر رہی ہوں جیل سے رہا کرنے کا حکم دیا ہے۔

۶- حق انتخاب

اسلام ایک ایسے بچے کی خواہشات اور انتخاب کے حق کو تسلیم کرتا ہے جو اپنے اچھے برے میں تمیز کرنے کے قابل ہو گیا ہو۔ عربی میں اسے "صبی ممیز" کہا جاتا ہے جو عام طور پر ۹-۱۳ سال تک کی عمر ہوتی ہے۔ایسے بچے کو والدین میں تفریق کی صورت میں حق حاصل ہوتا ہے کہ دونوں میں سے جس کے پاس رہنا چاہے رہ سکتا ہے۔اس حق کو مذکورہ بالا حقوق اطفال کے عالمی معاہدہ میں آرٹیکل نمبر ۱۲ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

---

1 -https://www.unicef.org

۲- مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۴۱

آرٹیکل نمبر ۱۲

(الف) فریق ممالک ایسے بچے / بچی کو جو اپنے نظریات / نکتہ نظر بتانے کی اہلیت رکھتا / رکھتی ہو ان نظریات / نکتہ ہائے نظر کو ان تمام معاملات میں جو اسے متاثر کرتے ہوں۔ آزادی سے بیان کرنے کے حق کا یقین دلائیں گے اور بچے کے نکتہ نظر کو اس کی عمر اور بالغ نظری کو مد نظر رکھتے ہوئے وزن دیں گے۔

(ب) اس مقصد کے لیے بچے کو خاص طور پر اس بات کا موقع فراہم کیا جائے گا کہ اس کی بات کو ایسی عدالتی یا انتظامی کارروائیوں میں جو بچے کو متاثر کرتی ہوں، میں یا تو براہ راست یا کسی نمائندے یا کسی مناسب ادارے (Body) کے ذریعے اس انداز سے سنا جائے گا۔ جو قومی قانون کے قواعد وضوابط کے مطابق ہو۔ (۱)

۷۔ عقل کی حفاظت

اسلام ہر انسان کے حواس بشمول عقل کے تحفظ کو یقینی بنانے کی تاکید کرتا ہے اس لیے کوئی ایسا عمل جس سے انسان کی عقل میں خلل آئے اس کی سختی سے مذمت کرتا ہے کیونکہ عقل ہی انسان کو اشراف المخلوقات بناتی ہے۔ انسان عقل کے بغیر جانور جیسا ہی ہو جاتا ہے۔ عقل انسان کو اچھے برے کی تمیز سیکھاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں نشہ آور اشیاء کا استعمال منع ہے کیونکہ اس سے عقل میں خلل آتا ہے۔ یہ ممانعت بچوں کے لیے اور بھی ضروری ہے۔

ارشاد باری ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (۲)

اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے

((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)) (۳)

ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

عقل کی حفاظت کے حق کو حقوق اطفال کے عالمی معاہدہ کے آرٹیکل نمبر ۳۳ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

---

1 ۔https://www.ohchr.org

۲۔ سورۃ مائدہ:۵/ ۹۰

۳۔ صحیح بخاری، كتاب الأشربة، باب ما جاء في ان الخمر ما خامر العقل من الشراب، حديث:۵۵۸۸، ۵/ ۳۹۸

آرٹیکل نمبر ۳۳

فریق ممالک بچوں کو منشیات اور ذہن پر اثر انداز ہونے والی اشیاء کے ناجائز استعمال سے تحفظ جیسا کہ متعلقہ بین الاقوامی معاہدات میں ان کی تعریف کی گئی ہے اور ایسی اشیاء کی تیاری اور انقل وحمل کے سلسلے میں بچوں کو استعمال کرنے سے روکنے کے لئے، تمام مناسب اقدامات بشمول قانونی، انتظامی، سماجی اور تعلیمی اقدامات کریں گے۔ [1]

۸۔ جنسی تشدد سے حفاظت کا حق

اسلام کسی قسم کی جنسی تشدد یا جنسی ہراسگی کی اجازت نہیں دیتا چاہے وہ بچہ ہو یا بڑا، لڑکا ہو یا لڑکی۔ اسلام میں جنسی تسکین کے لیے قانونی ذرائع استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام فحاشی کی کسی طور بھی اجازت نہیں دیتا۔ ارشاد باری ہے۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾ [2]

خبر دار بدکاری کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔

اگرچہ یورپی ممالک میں رضامندی سے ہم جنس پرستی کی اجازت ہے مگر اسلام اس کو ہر صورت میں چاہے مرضی سے ہی کیوں نہ ہو، کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ قرآنی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ایک پیغمبر کی قوم (قوم لوط) کو اسی وجہ سے ہلاک کیا گیا۔

﴿وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [3]

اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا (ا) جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کا تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا۔

(فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ) [4]

پھر جب ہمارا حکم آپہنچا، ہم نے اس بستی کو زیر زبر کر دیا اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور ان پر کنکریلے پتھر برسائے جو تہ بہ تہ تھے۔

بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدہ میں بھی بچے کے جنسی تشدد کے حوالے سے واضح طور پر دفعہ ۳۴ میں ممانعت کی گئی ہے۔

1۔ https://www.unicef.org

۲۔ سورہ الاسراء:۱۷/۳۲

۳۔ سورہ الاعراف:۷/۸۰

۴۔ سورۃ ہود:۱۱/۸۲

آرٹیکل نمبر ۳۴

فریق ممالک بچے کو تمام اقسام کے جنسی استحصال اور جنسی استحصال ABUSE سے تحفظ فراہم کرنے کا عہد کرتے ہیں۔اس مقصد کے حصول کے لیے فریق ممالک خاص طور پر تمام قومی، دو طرفہ اور کثیر الجہتی اقدامات کے ذریعے (جنسی استحصال) مندرجہ ذیل چیزوں کا سدباب کریں گے۔

۱-بچے کو جبری طور پر یا بہلا پھسلا کر کسی بھی غیر قانونی جنسی عمل میں شامل کرنا۔

۲-بچوں کا جسم فروشی یا دیگر غیر قانونی جنسی اعمال میں استحصالی استعمال۔

۳-فحاشی پر مبنی سرگرمیوں اور مواد میں بچوں کا استحصالی استعمال۔ (۱)

حقوق اطفال کے چارٹر کی یہ شق (بچوں کے جنسی استحصال سے تحفظ) اسلام کی تعلیمات سے مشترک ہے۔ اسلام کسی بھی قسم کے جنسی تشدد یا جنسی ہراسگی کی مذمت کرتا ہے اور بچوں کو ہر لحاظ سے تحفظات مہیا کرنے کے عمل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اسی طرح شق ۳۹،۳۶،۳۵، میں بھی بچوں کو ہر قسم کے استحصال سے تحفظ کی فریق ممالک کو تاکید کی گئی ہے۔

۹-حق شناخت

اسلام نے بچے کی شناخت کو باپ سے منسوب کر کے اہم کردار ادا کیا ہے تاکہ باپ اپنی اولاد کے تحفظ اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کو سمجھے اور ہر حال میں ان کی نگہداشت کرے۔ اسلام نے بچے کی شناخت کی حفاظت کو مد نظر رکھتے ہوئے زنا کی سختی سے مذمت کی ہے اور زنا کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے بہت سی سخت سزائیں مختص کیں ہیں کیونکہ زنا بچے کی شناخت کو خراب کرتی ہے.

قرآن پاک میں ارشاد ہے

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (۲)

بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے

قال زيد سمعت رسول الله ﷺ يقول:

((الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ)) (۳)

زید بن ثابت کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شادی شدہ مرد اور عورت زنا کا

۱۔ مضامین انسانی حقوق، ص:۲۴۷

۲۔ سورۃ النور:۲۴/ ۲

۳۔ صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب شهادة القاذف والسارق والزاني، حدیث:۲۶۴۷، ۹۶/۳

ارتکاب کریں تو اُنہیں لازماً رجم کردو۔

حقوق اطفال کا معاہدہ سی آر سی بچے کی شناخت کے حق کی تصدیق آرٹیکل ۸ میں اس طرح کرتا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۸

(الف) فریق ممالک بچے کی اپنی شناخت بشمول قومیت، نام، خاندانی رشتے جیسا کہ قانون نے تسلیم کئے ہیں کو محفوظ بنانے کے حق کا بغیر کسی غیر قانونی مداخلت کے احترام کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

(ب) جہاں بچہ یا بچی اپنی شناخت کے کچھ یا سارے کے سارے عناصر سے قانونی طور پر محروم ہو، فریق ممالک وہاں بچے یا بچی کی شناخت کو تیزی کے ساتھ دوبارہ متعین کرنے کی غرض سے مناسب امداد اور تحفظ فراہم کریں گے۔[۱]

مذکورہ بالا تقابلی جائزہ سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں بچوں کی شناخت کا معاملہ حقوق اطفال کے عالمی معاہدہ میں بیان کیے گئے حقوق سے وسیع تر ہیں کیونکہ اسلام بچے کی شناخت کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے عورت کی عدت کو لازمی قرار دینے کے علاوہ زنا کی مذمت کرتا ہے کیونکہ اس سے پیدا ہونے والے بچے کا نسب خلط ملط ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۱۰- گود لینا/ متبنٰی بنانا

دین اسلام بچہ گود لینے کی اور ان سے اچھا سلوک کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے لیکن گود لینے والے حضرات کو اس معاملے میں کچھ ہدایات بھی کرتا ہے۔ اسلامی نظریہ کے مطابق گود لیے ہوئے بچے کو اس کے حیاتیاتی والدین کے نام سے شناخت کیا جائے گا جس کی وضاحت قرآن پاک میں اس طرح کی گئی ہے۔

﴿مَّا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَيۡنِ فِىۡ جَوۡفِه وَمَا جَعَلَ اَزۡوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔىۡ تُظٰهِرُوۡنَ مِنۡهُنَّ اُمَّهٰتِكُم وَمَا جَعَلَ اَدۡعِيَآءَكُمۡ اَبۡنَآءَكُمۡ‌ؕ ذٰلِكُمۡ قَوۡلُكُمۡ بِاَفۡوَاهِكُمۡ‌ وَاللّٰهُ يَقُوۡلُ الۡحَقَّ وَهُوَ يَهۡدِى السَّبِيۡلَ﴾[۲]

خدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے۔ اور نہ تمہاری عورتوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا۔ یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔ اور خدا تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ دکھاتا ہے۔

﴿اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ هُوَ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ﴾[۳]

1۔ https://www.childrensrights.ie

۲۔ سورۃ الاحزاب:۳۳/۴

۳۔ سورۃ الاحزاب:۳۳/۵

مومنو! لے پالکوں کو اُن کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ کہ خدا کے نزدیک یہی بات درست ہے۔
پیر محمد کرم شاہ اس آیت کے بارے میں یہ رائے دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اپنے نسب کی حفاظت کا حکم دیتے ہیں اور اس بات سے سختی سے منع کر دیا ہے کہ کوئی شخص دانستہ طور پر اپنے آپ کو کسی دوسرے کا بیٹا کہے۔"(۱)
مندرجہ بالا آیات میں بچوں کی شناخت حقیقی والدین سے کرنے کا حکم ہے اور بچوں کے حیاتیاتی والدین کو پوشیدہ رکھنے کی ممانعت کرتا ہے۔
حضرت محمد ﷺ خود بھی یتیم تھے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب نے گود لے کر پرورش کی اس طرح اسلامی تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں جس میں بچوں کو گود لیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں صرف حضرت زید بن حارث کا ذکر جن کو نبیؐ نے گود لیا تھا۔ اسی طرح حضرت مریم علیہ السلام کو ان کے چچا حضرت زکریا علیہ السلام نے گود لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کی بیوی نے گود لیا تھا۔ (۲)
اپنے حقیقی نسب تبدیل کرنے والوں کے بارے میں رسول ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ﴾ (۳)

جو شخص اپنے آپ کو اپنے والد کے علاوہ کی طرف منسوب کرے، جب کہ وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا والد نہیں ہے تو ایسے شخص پر جنت حرام ہے۔

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں متبنیٰ، گود لیے ہوئے یا یتیم بچوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور اس کا اچھا اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔
قرآن پاک میں ارشاد ہے

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (۴)

تقویٰ اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے

﴿أَنَا وَكَافِلُ اليَتِيمِ فِي الجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَالوُسْطَى هَذَا حَدِيثٌ

۱۔ سورۃ ہود:۱۱/۸۶

۲۔ مضامین انسانی حقوق، ص: ۱۷۵

۳۔ "سنن ابن ماجہ"، کتاب الحدود، بَابُ : مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ، حدیث:۲،۲۶۱۰/۸۷۰

۴۔ "سورۃ المائدہ:۵ /۲

حَسَنٌ صَحِيحٌ﴾ [1]

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دونوں کی طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

حقوق اطفال کا چارٹر متبنیٰ بچوں کے بارے میں آرٹیکل ۲۱ میں اسطرح کہتا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۲۱

فریق ممالک جو ADOPTION متبنیٰ بنانے کے نظام کو تسلیم کرتے یا اس کو اجازت دیتے ہیں وہ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ بچے کے بہترین مفادات کو اولین اہمیت دی جائے۔

(الف) وہ اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ متبنیٰ بنانے کے عمل کو مجاز حکام نے اجازت دی جائے جو ضروری اور مصدقہ (قابل اعتماد) اطلاعات اور قابل اطلاع قانون اور طریقہ کار کا عین مطابق اس بات کا تعین کریں گے کہ والدین رشتہ داروں اور قانونی سرپرستوں کے حوالے سے بچے کے حیثیت کے مطابق متبنیٰ بنانے کا عمل جائز ہے اور یہ کہ اگر ضرورت ہو، تو متعلقہ افراد (متبنیٰ بنانے کے عمل) ضروری مشورے کی بنیاد پر سوچی سمجھی رضامندی ظاہر کر چکے ہیں۔

(ب) تسلیم کرتے ہیں کہ اگر بچے کو پیدائش کے ملک میں کسی خاندان کا متبنیٰ بنانے یا اپنانے یا اس کی نگہداشت مناسب انداز سے ممکن نہ ہو تو دوسرے ممالک میں سے اپنانے کو بچے کی مناسب نگہداشت کے ایک متبادل ذریعے کے طور پر زیر غور لایا جا سکتا ہے۔

(ج) اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ بچہ کسی دوسرے ملک میں اپنائے جانے کی صورت میں اپنی پیدائش کے ملک میں موجود متبنیٰ بنائے جانے پر حاصل ہونے والے تمام تحفظات اور معیارات کو برابر (تحفظات و معیارات) حاصل کرے۔

(د) اس بات کو یقینی بنانے کے لیے تمام مناسب اقدامات اٹھائیں گے کہ کسی دوسرے ملک میں اپنائے جانے کی صورت میں اس عمل کی وجہ سے وہ لوگ غیر مناسب معاشی مفادات حاصل نہ کر سکیں جو اس عمل میں شریک ہیں۔

(ر) جہاں مناسب ہو، موجودہ آرٹیکل کے مقاصد کو دو طرفہ یا کثیر الجہتی انتظامات یا معاہدات کو ذریعے فروغ دیں گے اور اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ اس طریقہ کار کے تحت بچے کو کسی دوسرے ملک میں رکھنے کا عمل مجاز حاکم اور اداروں کے ذریعے ہی پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ [2]

دین اسلام متبنیٰ بچوں کو ان کے قدرتی حیاتیاتی والدین کے نام سے شناخت کرنے کا حکم دیتا ہے جبکہ دوسرے مذاہب میں گود

۱۔ صحیح ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْيَتِيمِ وَكَفَالَتِهِ، حدیث: ۱۹۱۸، ۳۲۱/۴

2۔ https://www.unicef.org

لینے والے والدین ہی بچے کے حقیقی والدین مانے جاتے ہیں۔ اسلام نے بچوں سے ان کے حقیقی والدین کو پوشیدہ رکھنے کے عمل کو سختی سے منع کیا ہے۔ حقوق اطفال کے چارٹر میں متبنیٰ بچوں کا ہر طرح سے تحفظات مہیا کرنا والدین، رشتے داروں اور قانونی سرپرستوں اور ریاست کا فرض ہے اور چارٹر کا یہ پہلو اسلامی تعلیمات سے مشترک ہے۔

۱۰- بچوں کے تفریحی کے مواقع

دین اسلام جہاں بچوں کے معاشی، معاشرتی، تہذیبی اور تمدنی حقوق کا تحفظ کرتا ہے وہیں بچوں کو بامقصد اور صحت مند تفریحی کے مواقع فراہم کرنے کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اسلام بے مقصد کھیلوں کی جن کا کوئی حاصل وصول نہ ہو ان کی ممانعت کرتا ہے، بے مقصد کھیلوں کو "لغو "کام کہا گیا ہے۔ قرآن اور احادیث نے اس کی مذمت کی ہے

قرآن پاک میں ارشاد ہے

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ (۱)

اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں۔

اسلام ایسے کھیل جو فرائض اور حقوق سے غافل کر دے، ستر کو کھول دے اور سستی پیدا کر دے، کی ممانعت کرتا ہے۔ اسلام بامقصد کھیلوں جس سے چستی مقصود ہو، صحت کی بحالی، اور بہادری آتی ہو، حوصلہ افزائی کی ہے۔ حدیث میں سستی سے پناہ مانگی گئی ہے متعدد روایات میں نبی پاک صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی یہ دعا منقول ہے۔

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَالْكَسَلِ)) (۲)

اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں سستی سے۔

لہٰذا بچوں کے لیے ایسے کھیلوں کا اہتمام کیا جائے جو صحت کے ساتھ ساتھ طاقت کا باعث بنتے ہو۔

ارشاد نبوی صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے

((المؤمنُ القويُّ خيرٌ وأحبُّ إلى اللهِ منَ المؤمنِ الضَّعيفِ، وفي كلٍّ خيرٌ)) "(۳)

طاقتور مومن زیادہ بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے کمزور مومن کے مقابلے میں اور ہر مومن میں خیر ہے۔

متعدد احادیث مبارکہ میں ایسے کھیل نظر آتے ہیں جن کی حدیث سے ترغیب ملتی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ رسول صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا۔

تیر اندازی کرو اور سواری کی مشق کرو اور تیر اندازی کی مشق مجھے سواری کی مشق سے زیادہ پسند ہے۔ آدمی کا ہر

۱- سورۃ المومنون:۲۳/۳

۲۔ صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، بَابُ مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ، حدیث:۲۸۲۳،۳/۲۳۳

۳۔ صحیح ابن ماجہ، کتاب: مقدمہ، باب فی القدر، حدیث:۱،۷۹/۱۳۸

کھیل بے کار ہے سوائے چار کھیلوں کے: تیر اندازی، گھوڑا سدھانا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا اور تیر اکی سیکھنا۔
یہ چاروں کھیل حق میں ہیں"[۱]

حقوق اطفال کے چارٹر میں بچوں کے تفریحی کو آرٹیکل نمبر ۳۱ میں اسطرح بیان کیا گیا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۳۱

(الف) فریق ممالک بچے کے آرام اور فرصیت حاصل کرنے، کھیل اور تفریحی سرگرمیوں جو بچے کی عمر سے مناسبت رکھتی ہوں، میں حصہ لینے اور آزادانہ طور پر ثقافتی زندگی اور فنون میں حصہ لینے کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔

(ب) فریق ممالک بچے کی ثقافتی اور فنی زندگی میں مکمل حصہ لینے کے حق کا احترام کرتے ہیں اور اسے فروغ دیں گے اور اس سلسلے میں ثقافتی، فنی، تفریحی اور فرصیت کی سرگرمیاں کے مناسب اور مساوی مواقع کی فراہمی کی حوصلہ افزائی کریں گے۔[۲]

عمومی طور پر حقوق اطفال کے چارٹر کی یہ شق اسلام سے مشترک ہے۔ اسلام بچوں کی تفریحی کا قائل ہے لیکن ان کھیلوں کی مذمت کرتا ہے جو فرائض سے غافل کردے یا غیر اخلاقی ہوں۔ اگر ایسے کھیل جو بچوں میں مثبت رجحان پیدا کرے تو اسلام ایسے کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اگر چارٹر کے رکن ممالک بچوں کو ایسے کھیل کے مواقع فراہم کرے جس سے بچے کا کسی قسم کا استحصال نہ ہو بلکہ بچوں میں چستی، بہادری اور طاقت جیسے اوصاف پیدا ہوتے ہوں تو اسلام ان کھیلوں کا قائل ہے۔

۱۱- بچے کے استحصال کی مذمت

اسلام بچے کی تعلیمی، صحت، ذہنی، جسمانی، روحانی اور اخلاقی سمیت کسی بھی قسم کے استحصال کی اجازت نہیں دیتا۔
ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا))[۳]

جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

اسلام کم عمری میں کسی قسم کی محنت مزدوری سے منع کرتا ہے۔ جہاد جو کہ اسلام کا اہم رکن ہے اس میں رسولؐ نے بچوں کو شرکت کرنے کی اجازت نہیں دی جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔ اس اصول سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کی جب اسلام بچوں کو جہاد کی اجازت نہیں دے تو جبری مشقت کی کس طرح اجازت دے سکتا ہے۔ اسلام میں بچوں کے نان ونفقہ کی ذمہ داری والدین پر ہے۔ اگر والدین اس ذمہ داری کو انجام دینے سے قاصر ہو تو اس کی ذمہ داری ریاست پر آجاتی ہے کہ وہ بچے کے لیے وظائف کا انتظام کرے اور ان کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تمام بچوں

۱۔ سنن ترمذی، كتاب فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الرَّمْيِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، حديث:۱۶۳۷، ۲/۱۷۸

۲- مضامین انسانی حقوق، ص:۲۴

۳- سنن ابی داؤد"، كتاب الأدب ،باب فى الر حمته، حديث:۴۹۴۳، ۴/۳۲۱

کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر کر کے والدین کو دیئے جاتے تھے۔ یتیم اور لاوارث بچوں کو وظائف کے علاوہ تعلیم و تربیت کا بھی انتظام بھی کیا جاتا تھا۔[1]

حقوق اطفال کے چارٹر سی آر سی بچے کے استحصال کے تحفظ کو دفعہ ۳۲ میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۳۲

(الف) فریق ممالک بچے کے معاشی استحصال اور کسی ایسے کام کو کرنے سے تحفظ کے حق کو تسلیم کرتے ہیں جو کہ بچے کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہو یا جس سے بچے کی تعلیم میں مداخلت ہوتی ہو یا جو بچے کی صحت یا جسمانی ذہنی، روحانی، اخلاقی یا سماجی ترقی کے لیے نقصان دہ ہو۔

(ب) فریق ممالک موجودہ آرٹیکل کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے قانونی، انتظامی، سماجی اور تعلیمی اقدامات کریں گے۔ اس مقصد کے حصول اور دیگر بین الاقوامی معاہدات کی متعلقہ دفعات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فریق ممالک خاص طور پر۔۔۔

۱- ملازمت کی اجازت کے لیے کم سے کم عمر یا عمروں کا تعین کریں گے۔

۲- ملازمت کے حالات کار اور اوقات کار کا مناسب تعین کریں گے۔

۳- موجودہ آرٹیکل کے موثر نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے مناسب سزائیں دینے یا دیگر پابندیاں لگانے کے لیے قوانین وضع کریں گے۔[2]

۱۲- اقلیتوں یا مقامی لوگوں کے بچے

دین اسلام اشرف انسانیت کا علمبر دار ہے۔ ہر انسان سے حسن سلوک سے پیش آنے والے دین میں ایسا کوئی اصول نہیں ہے جو انسانیت کے شرف کے منافی ہو۔ اقلیتوں کے حقوق کا اسلام کس حد تک احترام کرتا ہے اس کا ثبوت "لا اکرہ فی دین" سے لگایا جاسکتا ہے۔

﴿ لَآ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ﴾[3]

دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا

﴿ لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ﴾[4]

۱۔ اسلام میں بچوں کے حقوق اور تحفظ، ص: ۴۶

۲۔ مضامین انسانی حقوق، ص:۲۴۶

۳۔ سورۃ البقراء:۲/۲۵۶

۴۔ سورۃ الکفرون:۱۰۹/۶

تم اپنے دین پر میں اپنے دین پر۔

اسلام اقلیتوں کے حقوق کا کس حد تک خیر خواہ ہے اس کا اندازہ آپؐ کے اس ارشاد سے بخوبی ہوتا ہے

"خبر دار! جس کسی نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کیا یا اس کا حق غضب کیا یا اس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے جھگڑوں گا"[1]

اقلیتوں کے ساتھ آپ ﷺ کا حسن سلوک کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے۔ ایک جنگ میں آپ ﷺ کا حلیف ایک یہودی جب مرنے لگا تو لوگوں نے اس پوچھا کہ تیری جائیداد بہت ہے اس کا وارث کون ہے تو اس یہودی نے کہا کہ محمد ﷺ یہ ایک غیر مسلم کا آپ ﷺ کے حسن سلوک کی وجہ سے اعتراف ہے۔

یہ صرف تنبیہ نہیں بلکہ ایک قانون ہے جس پر آج تک عمل ہو رہا ہے۔ اسلام اقلیت کے تمام مرد، عورتوں، بچوں کو نجی زندگی، شخصی رازداری، قانونی مساوات، مذہبی، اقتصادی، معاشی، تمدنی، معاشرتی اور حفاظت کا حق مساوی طور پر دیتا ہے اس میں کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں رکھتا۔ لہذا دین اسلام اقلیتوں کے حقوق کا بلا کسی تعصب اور امتیاز کے تحفظ کا قائل ہے اس میں بڑے چھوٹے تمام افراد یکساں طور پر شامل ہیں۔[2]

سی آر سی کا حقوق اطفال کے چارٹر ۱۹۸۹ء میں اقلیتی بچے کے حقوق کو دفعہ ۳۰ میں اسطرح بیان کرتا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۳۰

ایسے ممالک میں جہاں نسلی، مذہبی، یا لسانی اقلیتیں یا مقامی دیسی اقلیت یا (دیسی گروپ) سے تعلق رکھتا ہو اسے اس کے گروپ سے تعلق رکھنے والے دوسرے افراد کے ساتھ کمیونٹی میں اپنی ثقافت پر عمل کرنے، اسکے اپنے مذہب کو ماننے اور اس پر عمل کرنے یا اپنی زبان استعمال کرنے کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔[3]

۱۳۔ مسلح جھگڑے

جہاد اسلام کا ایک اہم رکن ہے جس کی بہت فضیلت ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾[4]

اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو

۱۔ سنن ابی داوٗد، كتاب الخراج والفيء والإمارة، باب فِي تَعْشِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتِّجَارَاتِ، حدیث:۳۰۵۲، ۱۷۰/۳

۲۔ اسلام میں انسانی حقوق، ص:۲۲۵

3۔ https://www.childrensrights.ie

۴۔ سورۃ البقراء:۲/۱۹۰

دوست نہیں رکھتا۔

جہاد کے بارے میں نبی پاک ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ ﷺ بچوں کو جہاد میں شرکت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ بچوں پر جہاد فرض عین نہیں ہے کیونکہ بچہ جسمانی اور ذہنی طور پر مضبوط نہیں ہوتا اس لیے نبی پاک ﷺ نے بچوں کو جہاد میں شریک ہونے سے منع فرمایا۔ تاہم اگر بچہ باشعور ہے کہ وہ مالک کی اجازت سے جہاد میں شرکت کر سکتا ہے اور یہ اس کی افضل ترین نفلی عبادت ہو گی۔[۱]

غزوہ بدر میں حضرت عمر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۶ سال تھی۔ آپ لشکر میں رسول ﷺ کی نظروں سے چھپ رہے تھے جب آپ ﷺ نے ساتھ جانے سے روکا تو پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے جس پر آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔[۲]

دین اسلام میں جہاں عمومی طور پر بچوں کی جہاد میں شرکت منع ہے وہیں جنگ کے دوران ایسے بچے، عورتیں، ضعیف اور معذور لوگوں کو جو خطرہ نہ ہو ان کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

احمد بن یونس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ایک غزوہ (غزوہ فتح) میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو رسول ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل پر انکار کا اظہار فرمایا۔[۳]

حقوق اطفال کی چارٹر میں مسلح جھگڑوں میں بچوں کے حقوق کو آرٹیکل ۳۸ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۳۸

(الف) فریق ممالک بین الاقوامی انسانی ہمدردی کے قانون کے قواعد وضوابط جن کا ان (ممالک) پر ایسے مسلح جھگڑوں کی صورت میں اطلاق ہوتا ہے جو بچوں سے متعلق رکھتی ہو، کا خود احترام کرنے اور اس کے احترام کو یقینی بنانے کا عہد کرتے ہیں۔

(ب) فریق ممالک اس بات کو یقینی بنانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامت کریں گے کہ جن افراد کی عمر ابھی ۱۵ سال نہ ہوئی ہو وہ جنگ میں براہ راست حصہ نہ لیں۔

(ج) فریق ممالک اپنی مسلح افواج میں ایسے افراد کو بھرتی کرنے سے اجتناب کریں گے جن کی عمر ۱۵ سال سے کم ہو ایسے افراد جن کی عمر ۱۵ سال ہو چکی ہو مگر ان کی عمر ۱۸ سے کم ہو، فریق ممالک ایسے افراد کو بھرتی کرنے کی کوشش کریں گے جو کہ (ان میں) زیادہ عمر کے ہوں۔

۱۔ مفتی عبد الرحمٰن الرحمانی، الجہاد الاسلامی، دار اندلس، ۲۰۰۳ء، ۱۴۳

۲۔ مفتی محمد فیض احمد اندیسی، جہاد کی فضیلت، بہاولپور پاکستان، ۱۴۲۱ھ، ۲۰

۳۔ صحیح بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب قتل الصبيان في الحرب، ۳۰۱۴، ۳/۳۲۶

(د) بین الاقوامی انسانی ہمدردی کے قانون کے مطابق مسلح تصادم کی صورت میں شہری آبادی کے تحفظ کی ذمہ داریوں کے تحت فریق ممالک مسلح تصادم کے نتیجے میں متاثر ہونے والے بچوں کے تحفظ اور نگہداشت کو یقینی بنانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کریں گے۔[1]

حقوق اطفال کی اس شق کا موازنہ اسلام سے کیا جائے تو عمومی طور پر دونوں ہی جنگ میں بچوں کی شمولیت کے دعوے دار نہیں ہیں لیکن یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کی دونوں کی تعلیمات میں بچے کی بالغ ہونے کی عمر میں فرق ہے حقوق اطفال کے چارٹر میں بچے کی عمر ۱۸ سال تک ہے جبکہ اسلام میں عموماً ۱۲ یا ۱۳ سال بلوغت کی عمر ہے اس عمر کے لحاظ سے اسلام میں تو ۱۶ سال کا بچہ بالغ سمجھا جائے گا جبکہ چارٹر میں ایسا بچہ بالغ نہیں سمجھا جائے گا لہٰذا ایسا بچہ نہ فوج میں بھرتی ہو سکتا ہے اور نہ ہی جنگ میں شریک ہو سکتا ہے۔

۱۴- بچے کی سزا

اسلام بچوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا رویہ رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ صرف بچے کو ڈرانے کی حد تک چھڑی یا کوڑے کو لٹکانے کی اجازت دیتا ہے اس سے بچے کی عموماً تادیب ہو جاتی ہے اور بچہ چھڑی دیکھ کر ہی سنبھل جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے گھر میں کوڑا لٹکانے کا حکم دیا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ کوڑا ایسی جگہ لٹکاؤ کہ گھر والوں کی ان پر نظر پڑتی رہے۔ یہ چیز ان کو ادب سکھائے گی۔[2]

المختصر اسلام نابالغ بچے کو کوئی بھی جسمانی سزا دینے سے منع کرتا ہے نہ اس پر کوئی حد ہے نہ قصاص اس لیے کسی کو حق نہیں کہ اس کو جسمانی اذیت پہنچائے۔ بس نماز نہ پڑھنے پر مارنے کی اجازت ہے جس پر قیاس کرتے ہوئے تعلیم کے معاملے میں کوتاہی کی صورت میں علماء کرام نے درمیانی مار لگانا جائز قرار دیا ہے۔[3]

سی آر سی کے چارٹر میں بچوں کی سزا نہ دینے کے حقوق کو آرٹیکل ۳۷، ۴۰ میں یوں بیان کیا گیا ہے

آرٹیکل نمبر ۳۷

فریق ممالک ان امور کو یقینی بنائیں گے کہ:

(الف) کسی بھی بچے کو ایذا یا دوسری ظالمانہ، غیر انسانی یا توہین آمیز سلوک یا سزا نہ دی جائے۔ جرائم میں ملوث اٹھارہ سال سے کم عمر کے افراد کو نہ سزائے موت دی جائے، نہ عمر بھر کے لیے قید جس میں رہا ہونے کا کوئی امکان نہ ہو۔

۱- مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۴۸

۲- بچوں کے احکام و مسائل۔ ولادت سے بلوغت تک، ص: ۳۳۳

3 - https://www.ohchr.org

(ب) کسی بھی بچے کو اس کی آزادی سے غیر قانونی یا یکطرفہ طور پر محروم نہیں کیا جائے گا بچے کی گرفتاری، حراست یا قید قانون کے مطابق اور آخری حربے کے طور پر اور مناسب طور پر کم سے کم وقت کے لیے ہو گی۔

(ج) ہر بچہ جسے آزادی سے محروم کیا جائے اس کے ساتھ انسان کے جبلی، شخصی وقار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انسانیت اور احترام کا برتاؤ کیا جائے گا اور اس میں اس بچے یا بچی کی عمر کے افراد کی ضروریات کو مد نظر رکھا جائے گا۔ خاص طور پر آزادی سے محروم بچے کو بڑی عمر کے افراد سے الگ رکھا جائے گا تاوقتیکہ ایسا کرنا بچے کے بہترین مفادات میں نہ ہو اور اس سے اس کی، اس کے خاندان سے خط وکتابت اور ملاقاتوں کے ذرائع سے رابطہ رکھنے کا، سوائے غیر معمولی حالات کے حق حاصل ہو گا۔

(د) آزادی سے محروم کئے جانے والے بچے کا قانونی اور دوسری مناسب امداد تک فوری یا تیز تر رسائی کا حق ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ، اس کی آزادی سے محروم کئے جانے کی قانونی حیثیت کو کسی عدالت یا دیگر مجاز، آزاد اور غیر جانبدار ادارے میں چیلنج کرنے اور اس طرح کے کسی عمل (آزادی سے محرومی) پر تیز تر فیصلہ حاصل کرنے کا حق ہو گا۔ [۱]

معاہدہ کے آرٹیکل ۴۰ میں بھی بچوں کو سزا سے تحفظ دینے کی تاکید کی گئی ہے۔

حقوق اطفال کے چارٹر کے مطابق ۱۸ سال سے کم افراد کوئی جرم کر لیتے ہیں تو جب تک جرم ثابت نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ معصوم سمجھا جائے گا۔ جرم ثابت ہونے کے بعد اس کی رہنمائی کی جائے گی لیکن اس کو نہ تو سزائے موت ہو گی اور نہ ہی عمر قید ہو سکتی ہے۔ چارٹر کی یہ شق اسلام سے مشترک ہے اسلام میں بھی نابالغ پر حد یا قصاص معاف ہے۔

۱۵- بچے کی بنیادی ضروریات کا حق

دین اسلام بچے کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی، اور سماجی ترقی کے لیے ضروری معیار زندگی کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔ اسلام بچے کی اچھی صحت کے لیے ماؤں کو ۲ سال تک دودھ پلانے کا حکم دیتا ہے۔ کیونکہ اس میں ہر لحاظ سے فائدہ ہے بچے کی پرورش کے لحاظ سے بھی، ماں کی صحت کے لحاظ سے بھی اور اقتصادی لحاظ سے بھی۔ اگر بچے کی غذا موزوں ہو گے تو وہ جسمانی اور ذہنی لحاظ سے مضبوط ہو گا اور معاشرے میں اپنا کردار احسن طریقے سے نبھا سکے گا۔ ماں کے دودھ سے بچے کے جسم اور دماغ کو جو طاقت ملتی ہے اس کا اثر بوڑھاپے تک رہتا ہے۔ ماں کے دودھ سے زیادہ کوئی دودھ صاف نہیں ہوتا ہے۔ ماہرین صحت کا کہنا ہے جیسے ہی دودھ تھنوں سے باہر آتا ہے تو وہ بیرونی فضا سے متاثر ہونا شروع ہو جاتا ہے جبکہ ماں کا دودھ بیرونی اثرات سے پاک رہتا ہے جو بچے کی اچھی صحت کا ضامن ہوتا ہے۔ ماں کے دودھ میں ایسے غذائی اجزا ہوتے ہیں جو بیماریوں کے خلاف لڑنے کی قوت پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے بچہ جلد بیمار نہیں پڑتا۔ اس لیے قرآن پاک میں ماؤں کو دودھ پلانے کی تاکید کی گئی ہے جس کی افادیت کو آج سائنس بھی مانتی ہے۔

۱۔ مضامین انسانی حقوق، ص:۲۴۷

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ ﴾ (۱)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔

اس کے علاوہ اسلام بچے کی اخلاقی تربیت کو بھی ملحوظ خاطر رکھتا ہے تا کہ وہ وہ اچھا ذمہ دار مسلمان بن سکے اور اس کی ذمہ داری والدین پر ہے کہ وہ بچے کی اچھی تربیت کریں۔

رسول ﷺ کا ارشاد ہے

((أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ)) (۲)

اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انھیں ادب سکھاؤ۔

الغرض دین اسلام بچے کے بنیادی حقوق جس میں بچے کی جسمانی اور ذہنی صحت، بچے کے روزمرہ کے اخراجات کی ذمہ داری، بچے کی اخلاقی تربیت کے لیے اقدامات کرتا ہے۔

بچے کی بنیادی ضروریات اور ترقی کو حقوق اطفال کے چارٹر کی شق نمبر ۲۴ اور ۲۷ میں اس طرح بیان کی گئی ہیں۔

آرٹیکل نمبر ۲۴

(الف) فریق ممالک بچے کی صحت کے اعلیٰ ترین قابل حصول معیارات اور بیماری کے علاج اور صحت کے دوبارہ حصول کی سہولیات کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ فریق ممالک اس بات کو یقینی بنانے کے لیے جدوجہد کریں گے کہ بچہ یا بچی ان صحت کی نگہداشت کی سہولتوں تک رسائی کے حق سے محروم نہ ہو۔

(ب) فریق ممالک اس حق کے مکمل نفاذ کے لیے کوشاں رہیں گے اور خاص طور پر مندرجہ ذیل اہداف کے حصول کے لیے مناسب اقدامات اٹھائیں گے:-

۱- نوزائیدہ بچوں اور بچیوں کے شرح اموات میں کمی کرنا۔

۲- تمام بچوں کے لیے ضروری طبی امداد اور صحت کی نگہداشت خصوصاً صحت کی بنیادی نگہداشت کی دستیابی کو یقینی بنانا۔

۳- بیماری اور خوراک کی کمی سے نمٹنے بشمول بنیادی صحت کی نگہداشت کے فریم ورک میں شامل (اقدامات) بذریعہ آسان دستیاب ٹیکنالوجی اور ماحولیاتی آلودگی کے خطرات کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب غذائی خوراک اور صاف پینے کے پانی کی فراہمی۔

۴- ماؤں کی بعد از زچگی، صحت کی نگہداشت یقینی بنانا۔

۵- معاشرے کے تمام طبقات خصوصاً والدین اور بچوں کے اطلاعات اور تعلیم تک رسائی اور بچے کی صحت اور غذائیت کے

۱۔" سورۃ البقراء: ۲/ ۲۳۳

۲۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، بَابُ: بِرِّ الْوَالِدِ وَالإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ، حدیث: ۳۶۷۱، ۲/ ۱۲۱۱

بارے میں بنیادی علم کے استعمال میں امداد، چھاتی سے دودھ پلانے کے فوائد، حفظان صحت اور ماحولیاتی صفائی اور حادثات سے بچاؤ کو یقینی بنانا۔

۶- بیماریوں کے تدارک کے ذریعے صحت کی نگہداشت، والدین کی رہنمائی اور فیملی پلاننگ کی تعلیم اور خدمات کو ترقی دینا۔

۷- فریق ممالک موجودہ آرٹیکل میں تسلیم شدہ حق کے بتدریج مکمل حصول کے لیے بین الاقوامی تعاون کی حوصلہ افزائی کرنے اور فروغ دینے کا عہد کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ترقی پذیر ممالک کی ضروریات کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔[1]

اسی طرح معاہدہ کے آرٹیکل ۲۷ بھی بچوں کی بنیادی ضروریات کے بارے میں ہدایات کرتا ہے۔

۱۶- معذور بچوں پر خصوصی توجہ

انسانی معاشرے میں معذور افراد وہ طبقہ جو عام افراد کی نسبت زیادہ توجہ کا مستحق ہوتا ہے اس لیے کوئی بھی مہذب معاشرہ ان خصوصی لوگوں کو نظر انداز کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ معاشرے کے عام افراد کو جو حقوق حاصل ہوتے ہیں وہی حقوق معذور افراد کو بھی حاصل ہوتے ہیں اس میں بڑے چھوٹ، امیر غریب کے فرق کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا ہے۔ دین اسلام تکریم انسانیت کا علمبردار ہے معذور افراد معاشرے میں اپنے وقار اور شناخت کے لیے خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں اس لیے دین اسلام ان کے لیے خصوصی تعلیمات بیان کرتا ہے۔ اسلام نے تمام انسانوں کو بلا امتیاز رنگ و نسل اور سماجی مرتبے کے مساوی حیثیت دی ہے۔ اسلام نے معذوروں کو نظر انداز کرنے کی روش کی مذمت کی ہے۔[۲]

ایک دفعہ نبی پاک ﷺ روسائے مشرکین کو تبلیغ فرما رہے تھے کہ اتنے میں نابینا صحابی حضرت عبد اللہ ام مکتوم تشریف لائے۔ دوسروں سے مصروف گفتگو ہونے کی وجہ سے آپؐ ان صحابی کی طرف متوجہ نہیں ہو سکے۔

اس پر درج ذیل آیات نازل ہوئیں۔

﴿ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى، اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى، اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴾[۳]

محمد مصطفٰی ﷺ ترش رُو ہوئے اور منہ پھیر بیٹھے کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا اور تم کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا سوچتا تو سمجھانا اسے فائدہ دیتا۔

ان آیات میں آپ ﷺ کے توسط امت کو یہ تعلیم دی گئی کہ وہ معذور افراد پر خصوصی توجہ بغیر سماجی رتبے کے نیکی کی نیت سے دیں۔

1۔ https://www.unicef.org

۲۔ اسلام میں انسانی حقوق، ص: ۵۱۵

۳۔ سورۃ عبس: ۸۰/ ۱-۴

دین اسلام نے ایک طرف بغیر کسی امتیاز کے معذور افراد کو عام افراد کے برابر حقوق دینے کے علاوہ ان کو کچھ ذمہ داریاں سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جیسے ایسے افراد اگر جہاد میں شرکت نہیں کرے تو ان پر کوئی گناہ نہیں اس کے علاوہ لوگوں کا ایک دوسرے گھروں میں آنے کے جو ضوابط بیان کیے ہیں ان سے معذور لوگ مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں۔

﴿ لَّيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ﴾ (۱)

نہ تو اندھے پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر۔

مولانا مفتی محمد شفیع اس آیت کے بارے میں اپنی رائے میں اس طرح دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے اندھے، لنگڑے، بیمار اور اسی طرح کے دوسرے معذور لوگوں کو اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلاتا ہے تو اندھے، لنگڑے اور بیمار شخص کے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ معذور آدمی اپنی بھوک ختم کرنے کے لیے ہر گھر ہر جگہ سے کھا سکتا ہے کیونکہ اس کی معذوری معاشرے میں اس کا حق قائم کرتی ہے۔ لہٰذا جہاں سے بھی معذور لوگوں کو کھانے کے لیے ملے وہ ان کے لیے جائز ہے۔ (۲)

الغرض دین اسلام معذور افراد کے احترام اور ان پر خصوصی توجہ دینے کی تاکید کرتا ہے اور اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ معاشرتی اور قومی زندگی میں ان پر کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔ حقوق اطفال کے چارٹر میں معذور بچوں کے حقوق کے تحفظ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۲۳

(الف) فریق ممالک تسلیم کرتے ہیں کہ ذہنی یا جسمانی طور پر معذور بچے کو ایک مکمل اور نفیس زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہیے ایسے حالات میں جو اس کے وقار اور خود انحصاری کے فروغ کو یقینی اور کمیونٹی میں اس کے مکمل شمولیت کو آسان بنائیں۔

(ب) فریق ممالک معذور بچے یا بچی کے خصوصی خیال رکھنے کے حق کو تسلیم کرتے ہیں اور مہیا وسائل کے اندر اس مستحق بچے یا بچی یا اس کی نگہداشت کے ذمہ دار افراد کی جانب سے امداد کی دراخوست پر، جو بچے کے حالات اور اس کی نگہداشت کرنے والے والدین یا دیگر افراد کے حالات سے مناسبت رکھتی ہو، کی توسیع اور حوصلہ افزائی کو یقینی بنائیں گے۔

(ج) معذور بچے کی خصوصی ضروریات کو تسلیم کرتے ہوئے موجودہ آرٹیکل کے پیراگراف ۲ کے تحت مہیا کے جانے امداد جب بھی ممکن ہو بغیر کسی معاوضے کے ادا کے جائے گی اور (اس سلسلے میں) بچے کے والدین یا اس کی نگہداشت کرنے والے دیگر افراد کے معاشی وسائل کو مد نظر رکھا جائے گا اور اس مقصد معذور بچے کے لیے تعلیم، تربیت، حفظان صحت، از سر نو آباد

۱۔ سورۃ النور: ۲۴/ ۶۱

۲۔ معارف القرآن، ۶/ ۴۴۳

کاری کی خدمات روز گار کے (حصول) کے لیے تیاری اور تفریح کو مواقع کا اس طرح حصول کہ جس سی ممکنہ حد تک مکمل سماجی یکجہتی اور انفرادی ترقی بشمول بچے یا بچی کی ثقافتی اور روحانی ترقی حاصل ہو۔

(د) فریق ممالک تعاون کے بین الاقوامی جذبے کے تحت معذور بچوں کے طبی، نفسیاتی و عملی علاج، پرہیزی نگہداشت کے بارے میں مناسب اطلاعات کے تبادلے بشمول از سر نو آباد کاری، تعلیم اور پیشہ ورانہ خدمات سے متعلق اطلاعات کو عام کرنے اور ان تک رسائی کو مقصد کے تحت فروغ دیں گے کہ فریق ممالک ان شعبوں میں اپنی استعداد اور مہارتوں کو بہتر بنا سکیں اور تجربے کو وسعت دے سکیں۔ اس حوالے سے ترقی پذیر ممالک کی ضروریات کو خصوصی طور پر مد نظر رکھا جائے گا۔[1]

ا۔ "مضامین انسانی حقوق"، ص:۲۴۲

فصل دوم

پاکستان میں بچوں کے اہم مسائل، وجوہات، اثرات

پاکستان میں بچوں کے اہم مسائل، وجوہات، اثرات

پاکستان ۱۲ نومبر ۱۹۹۰ بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدہ سی آر سی کا فریق بنا جس کے بعد بچوں کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں قومی کمیشن فلاح و بہبود اور ترقی (NCCWD) نے صوبائی کمیشن بچوں کی فلاح و بہبود اور ترقی (PCCWD) اور این جی اوز کے تعاون سے مختلف سرگرمیوں کا آغاز شروع کیا۔ پاکستان نے معاہدہ کی دفعات کو نافذ کرنے کے لیے سنجیدگی سے قانون سازی کرتے ہوئے ان حساس علاقوں میں اقدامات کرنے کی کوششیں کی جو بچوں کی ترقی میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں۔ حکومت پاکستان نے بچوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے ایک "قومی منصوبہ ایکشن" NPA تیار کیا تاکہ کسی حد تک ملک میں بچوں کو درپیش مسائل جیسے چائلڈ لیبر، جنسی استحصال، غربت، تعلیم کی کمی، صحت کا فقدان، اسمگلنگ، گداگری وغیرہ کو کنٹرول کیا جائے۔ ۲۰۰۶ء میں بچوں کو جنسی زیادتی سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک بل "تحفظ اطفال" تیار کیا گیا۔ یہ بل منظور شدہ ہے۔ ان اقدامات کے باوجود حکومت پاکستان بچوں کے استحصال پر قابو نہ پاسکی اور بچوں کے مسائل کی شرح میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور آج بھی ان مسائل پر کنٹرول نہ ہونے کے برابر ہے۔[۱]

پاکستان میں بچوں کے اہم مسائل درج ذیل ہیں۔

۱- غربت ۲- چائلڈ لیبر ۳- بچوں پر تشدد (جسمانی، ذہنی، جنسی تشدد، گداگری، بچوں کی خرید و فروخت،، کم عمری کی شادیاں، مسلح تنازعات، سٹریٹ چائلڈ، جیلوں میں قید بچے، پیدائش کا اندراج نہ ہونا) ۴- تعلیم کا فقدان ۵- صحت کی ناقص انتظام
۶- منشیات[۲]

۱- غربت

پاکستان میں بچوں کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں سب سے بنیادی مسئلہ غربت ہے۔ پاکستان کی وزارت برائے منصوبہ بندی اور اصلاحات کی جانب سے رپورٹ کے مطابق جنوری ۲۰۱۸ء میں پاکستان میں غربت کی شرح ۳۹ فیصد پہنچ گئی ہے۔ ۲۰۱۳- ۲۰۱۴ میں غربت کی شرح ۲۹ فیصد تھی جو ۲۰۱۸ میں ۳۹ فیصد کی خطرناک حد تک پہنچ گئی۔ نئی تعریف کے مطابق دیہی علاقوں میں غربت کی شرح ۲۰ فیصد جبکہ شہروں میں یہ شرح ۳۰ فیصد ہے اس لحاظ سے ملک کے ۷۰ لاکھ گھرانے غریب قرار پائے۔[۳] حکومت پاکستان کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق ملک میں پہلے آبادی کے لحاظ سے ہر ۱۰ میں سے ایک شخص غریب ہوتا تھا لیکن اب یہ شرح بڑھ کر ۳ ہو گئی ہے۔ "وزارت منصوبہ بندی اور مالیات کے مطابق

---

1 -Study on the important issue of Child right in Pakistan,Munir Moosa Sadruddin,Sindh Madressatul Islam University,Karachi,12 DEC 2012,P:14

2 -https://www.humanium.org

۳- اردو پوائنٹ نیوز، پاکستان میں غربت کی خطرناک شرح، ۲۰ نومبر ۲۰۱۶

ملک میں غریب افرا کی تعداد ۲ کروڑ سے بڑھ کر ۵ کروڑ ۹۰ لاکھ ہو گئی ہے۔ پاکستان میں سب سے زیادہ غربت فاٹا اور بلوچستان میں پائی جاتی ہے۔ منصوبہ بندی کمیشن کی رپورٹ کے مطابق صوبائی لحاظ سے غربت کی شرح پنجاب میں ۱۹ فیصد، سندھ میں ۳۳ فیصد، خیبر پختونخواہ میں ۳۲ فیصد، اور بلوچستان میں سب سے زیادہ ۵۲ فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ [۱]

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر کی دفعہ (۲۷) میں بچے کی جسمانی، ذہنی، روحانی، اخلاقی اور معاشی ترقی کے لیے ضروری معیار زندگی کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔ کنونشن فریق ممالک کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ بچے کے والدین یا سرپرست کو اس بات کا پابند بنائیں کہ وہ بچے کی مالی ضروریات کے لیے اقدامات کریں۔ [۲]

غربت کی کئی وجوہات جن میں سر فہرست درج ذیل ہیں

۱-غربت کی سب سے اہم وجہ آبادی میں اضافہ ہے۔ پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک بن چکا ہے۔ آج دنیا میں شرح پیدائش ۲-۵ بچے ہیں جبکہ پاکستان میں یہ شرح ۴-۷ ہے۔ یہیں سے اس چیز کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ہم آبادی کے لحاظ سے کہاں کھڑے ہیں۔

۲- غربت کی دوسری وجہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ پاکستان بننے کے بعد انگریزوں نے کچھ خاندانوں میں زمینیں تقسیم کی تھی جو کہ ان خاندانوں سے واپس لے کر ان کی تقسیم نہیں کی گئی جس کی وجہ سے وسائل کچھ ہاتھوں میں آ گئے جبکہ دوسری طرف ہندوستان نے آزادی کے بعد جائیدادوں کو اپنی تحویل میں لے کر اس کی باقاعدہ طور پر تقسیم کی جس کی وجہ سے آج ہندوستان ہم سے زرعی لحاظ سے آگے ہے۔

۳- تیسری وجہ تعلیم کی کمی اور ہنر ہے۔ ان دونوں کے فقدان کی وجہ سے غربت میں اضافہ ہوا ہے۔ تعلیم اور ہنر کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے تعلیم ہو گی تو ہنر بھی ہو گا۔ تعلیم اور ہنر مند افراد ملک کا بوجھ اٹھانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اس سلسلے میں ہمارے پاس چین کی مثال ہے جس نے اپنی عوام کو تعلیم اور ہنر دے کر دنیا میں اپنی دھاک بٹھائی۔

۴- غربت کی ایک وجہ قدامت پسندی اور فرسودہ خیالات بھی ہیں۔ لوگ محنت کرنے کے بجائے اللہ توکل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ عورتوں کو نہ تو تعلیم دی جاتی ہے اور اگر تعلیم دی جائے تو عورتوں کو کام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ [۳]

۵- ایک افسوسناک وجہ ملک میں رشوت اور سفارش کی بہتات ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو کام کرنے کے برابر مواقع نہیں مل پاتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے لوگ روزگار کے سلسلے میں بیرون ملک مقیم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ملک کی ترقی کا پہیہ سست ہو جاتا ہے۔

۱- ایکسپریس نیوز، پاکستان میں ۵ کروڑ ۹۰ لاکھ افراد خط غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، ۱۸ اپریل ۲۰۱۶

۲- مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۴۴

۳ ـ The State of Children in Pakistan ,P: 20

٦- پاکستان میں غربت کی ایک وجہ صحت کا ناقص نظام بھی ہے لوگ کم معیار زندگی کی وجہ سے جلد مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور غربت کی وجہ سے بر وقت اپنا علاج نہیں کروا سکتے اس طرح ایسے لوگ دوسرے لوگوں پر بوجھ بن جاتے ہیں کیونکہ وہ کمانے کے قابل نہیں رہتے اس طرح غربت کا چکر چلتا رہتا ہے۔ [۱]

غربت کے بچوں پر بہت ہی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بچے چونکہ جسمانی اور ذہنی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ پیدائش کے بعد بچوں کو صحت مند خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ غربت کی وجہ سے انھیں صحت کی بنیادی سہولتیں بھی فراہم نہیں ہوپاتی جس کی وجہ سے بچے مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں بچوں کی شرح اموات ۳۵ فیصد ہے اس کی سب سے بڑی وجہ خوراک کی کمی ہے اور خوراک کی کمی غربت کی وجہ سے ہے۔ غربت کی وجہ سے بچے مختلف بیماریوں کے علاوہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے غیر اخلاقی سرگرمیوں کا حصہ بن جاتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں استحکام نہیں رہ پاتا۔ بین الاقوامی طبی جریدے "دی لانسٹ میڈیکل جرنل" کے مطابق گزشتہ سال دنیا بھر میں ۵۹ لاکھ بچے مختلف بیماریوں کا شکار ہوئے جن کی عمریں ۵ سال سے کم تھیں اس میں ۶۰ فیصد بچوں کا تعلق ایشیائی اور افریقہ ممالک سے تھا۔ پاکستان بھی ایشیائی ممالک کی صف میں آتا ہے جہاں گزشتہ سال پانچ سال سے کم عمر ۳۶ لاکھ بچے اموات کا شکار ہوئے ان میں زیادہ تر خوراک اور صحت کے ناقص نظام کی وجہ سے لقمہ اجل بنے۔ [۲] غربت کی وجہ سے بچے تعلیمی لحاظ سے بھی متاثر ہوتے ہیں وہ تعلیم کے میدان میں بھی آگے نہیں بڑھ سکتے جس کی وجہ سے کوئی ہنر بھی نہیں سیکھ پاتے اور معاشرے پر بوجھ بن جاتے ہیں۔ آئین پاکستان کے مطابق ۵ سے ۱۶ سال تک کے بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرنے کے لیے ریاست پابند ہے۔ لیکن غربت کی وجہ سے لوگ اپنے پیٹ کی خاطر اپنے بچوں کو روزگار پر لگا دیتے ہیں جس کی وجہ سے بچے تعلیمی لحاظ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ "اثر" کی سالانہ رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۵ء بچوں کے تعلیمی حوالے سے بہتری آئی ہے جو کہ ۲۴ فیصد سے ۲۰ فیصد ہو گئی ہے لیکن ابھی بھی ۶ سے ۱۶ تک کے ۲۰ فیصد بچے آج بھی سکول جانے سے قاصر ہے جس کی بڑی وجہ غربت ہے۔ [۳]

۲- چائلڈ لیبر

پاکستان سمیت دنیا بھر میں ۱۲ جون کو چائلڈ لیبر کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ یہ دن پہلی دفعہ ۲۰۰۲ء کو بین الاقوامی لیبر آرگنائزیشن (آئی ایل او) کے تحت منایا گیا۔ اس دن کو منانے کا مقصد چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لیے آگاہی پیدا کرنا ہے۔ اس دن سرکاری، غیر سرکاری اداروں کی طرف سے سیمینارز اور واکس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ [۴]

۱- مختار چوہدری، پاکستان میں غربت کی وجوہات، روزنامہ دنیا پاکستان، لاہور، ۲۱ جولائی ۲۰۱۷

۲- سچ نیوز، پاکستان کم عمر بچوں کی بلند شرح اموات والے دس ملکوں میں شامل، ۱۲ نومبر ۲۰۱۶

۳- شمائلہ خان، ۲۰ فیصد پاکستانی بچے تاحالت تعلیم سے دور، ۱۸ دسمبر ۲۰۱۵

۴- روزنامہ نوائے وقت، پاکستان میں بھی چائلڈ لیبر کے خاتمہ کا دن منایا جارہا ہے، اسلام آباد، ۱۲ جون ۲۰۱۷

چائلڈ لیبر سے مراد کم عمر بچوں کو تعلیم و تفریح سے محروم کر کے انھیں چھوٹی عمر میں ملازمت میں لگا دیا جائے۔(1) آئی او ایل اور یونیسف کے مطابق بچے کے کیے گئے ہر کام کو چائلڈ لیبر نہیں کہا جا سکتا۔ چائلڈ لیبر اور چائلڈ ورک میں فرق کرنا ضروری ہے۔ اگر چائلڈ ورک بچے کے جسمانی، ذہنی، تعلیمی اور شخصی نشو و نما پر برا اثر نہیں ڈال رہا تو اسے چائلڈ لیبر نہیں کہا جا سکتا۔(۲)

ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں ۲۴ کروڑ ۶۰ لاکھ بچے اپنے بچپن سے محروم ہیں۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں چائلڈ لیبر کی مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں ان میں تعمیراتی کاموں میں مزدوری کرنے والے بچے، کوڑا کرکٹ ردی جمع کرنے والے بچے، کھیتوں، باغات اور جنگلات میں کام کرنے والے بچے، جوتے پالش کرنے والے بچے، کھڈیوں، کارخانوں، فیکٹریوں میں کام کرنے والے بچے، بھٹہ خشت، ہوٹلوں، ورکشاپوں، میں کام کرنے والے بچے، بسوں، ٹرکوں کی کنڈکٹری کرنے والے بچے، گھروں میں کام کرنے والے بچے بچیاں شامل ہیں۔ اس طرح کے بچے نہ صرف تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ کوئی ہنر بھی نہیں سیکھ پاتے۔ ایسے بچے ہر قسم کے جسمانی، ذہنی اور جنسی تشدد کا شکار بھی بنتے رہتے ہیں۔(۳)

آئین کی دفعہ ۱۱ کے تحت "۱۴ سال سے کم عمر بچے کو کسی کارخانے یا کان یا دیگر پر خطر ملازمت میں نہیں رکھا جائے گا۔ آئین کے دفعہ ۲۵ کے تحت ریاست تمام ۵ سال کی عمر سے لیکر ۱۶ سال کی عمر کے بچوں کیلئے لازمی اور مفت تعلیم دینے کا انتظام کرے گی جس کا تعین قانون کرے گا۔(۴)

یونیسف کے مطابق ۲۰۱۲ء میں پاکستان جبری مشقت کرنے والے بچوں کی تعداد ایک کروڑ تھیں جو ۲۰ فیصد تک بڑھ چکی ہے اور اس میں جوں جوں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ چائلڈ لیبر کی زیادہ تر تعداد دیہی میں پائی جاتی ہے۔ پاکستان میں ۱۹۹۶ء کے بعد ابھی تک چائلڈ لیبر کے حوالے سے دوبارہ اعداد و شمار سامنے نہیں آئے۔ ۱۹۹۶ء کے سروے کے مطابق ملک کے ۴۰ ملین بچوں میں سے ۳ ملین بچے مشقت کرنے پر مجبور ہیں ان میں ۷۳ فیصد لڑکے اور ۲۷ فیصد لڑکیاں تھیں۔ بچوں کے حقوق کے حوالے سے پاکستانی تنظیم سپارک کے مطابق ا کروڑ ۲ لاکھ بچے مشقت کرنے پر مجبور ہیں۔(۵)

حکومت پاکستان نے چائلڈ لیبر کو روکنے کے لیے کچھ قانون بنائے ان میں ۱۹۹۱ء میں "ایمپلائمنٹ آف چلڈرن ایکٹ، ۱۹۹۵ء میں "ایمپلائمنٹ آف چلڈرن رولز" یہ خاص طور پر چائلڈ لیبر کو روکنے کے لیے بنائیں گئے۔ اس کے علاوہ بچوں کی ملازمت

۱- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ۳۱۸

2 -https://www.paycheck.pk

۳- اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ۴۷-۴۶

۴- اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، جامعہ کراچی دار التحقیق برائے علم و دانش، ۲۰۱۵، ص: ۱۴۶

5-"Child protection data: an analysis of newspaper coverage of child protection issues in Pakistan" Tahira jabeen,University of the Punjab, Lahore,2014,P:132

کے متعلق جو قوانین بنائیں گئے وہ درج ذیل ہیں۔ مائنز ایکٹ ۱۹۲۳ء، چلڈرن (پلیجنگ آف لیبر) ایکٹ ۱۹۳۳ء، روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز آرڈیننس ۱۹۶۱ء، شاپس اینڈ اسٹیبلش منٹس آرڈیننس ۱۹۶۹ء، مرچنٹ شپنگ آرڈیننس ۲۰۰۱ء۔ یہ قوانین بچوں کے کام کے دوران ضابطوں کے لیے بنائے گئے تھے۔ (۱)

ان قوانین کے باوجود عملی طور پر کوئی خاص کام نہیں کیا گیا۔ صرف ایمپلائمنٹ آف چلڈرن ایکٹ کے تحت ایک بچے سے ۶ گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جائے گا اور ہر ۳ گھنٹے کے بعد ا گھنٹہ کا آرام دیا جائے گا پر کسی حد تک عمل کیا گیا۔ آئین پاکستان میں بچے کی کام کرنے کی عمر ۱۴ سال تھی جسے اٹھارویں ترمیم کے بعد ۱۶ سال کر دی گئی تھی۔ اس کے باوجود بچے کی مشقت اور اس کے کام کرنے کے اوقات میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ان قوانین کی خلاف کرنے والوں کو اگر سزا دی گئی تو وہ بھی جرمانے کی صورت میں جو کہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ (۲)

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ (۳۲) میں بچے کو معاشی استحصال اور کسی ایسے کام کو کرنے سے تحفظ فراہم کیا جائے جو اس کے لیے نقصان دہ ہو۔ (۳)

پاکستان میں چائلڈ لیبر کی درج ذیل اسباب ہیں۔

۱- چائلڈ لیبر کی سب سے بڑی وجہ غربت ہے۔ والدین غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کی تعلیم کا بوجھ نہیں اٹھا پاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ چھوٹی عمر میں ہی اپنے بچوں کو کام پر لگا دیتے ہیں۔

۲- چائلڈ لیبر کی دوسری اہم وجہ والدین کی جہالت ہے۔ وہ جانتے ہی نہیں کے بچوں پر تعلیم کا کیا اثر ہوتا ہے وہ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم کا مقصد صرف روزگار کمانا ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں ہی کام پر بھیج دیتے ہیں۔

۳- ایک افسوسناک سبب حکمرانوں کی نااہلی بھی ہے۔ انھیں عوام کے مسائل سے غرض ہی نہیں ہوتی کہ ان کو کس طرح کی سہولتیں فراہم کی جائے تاکہ وہ اپنا معیار زندگی بہتر کر پائیں۔ اگر انھیں فکر ہوتی ہے تو اپنی نسلوں کیں کہ ان کا مستقبل سنور جائے۔

۴- چائلڈ لیبر کی ایک وجہ معاشرے کا بے حس ہونا بھی ہے۔ لوگ خود غرضی کا شکار ہو گئے ہیں انھیں احساس ہی نہیں کہ ایک بچہ جس کی عمر تعلیم حاصل کرنے کی ہے وہ کسی کارخانے میں اپنے کام کیوں کر رہا ہے؟ اگر لوگوں کہ اس چیز کا احساس ہو جائے کہ بچوں کو ہر صورت تعلیم حاصل کرنی چاہیے تو وہ اجتماعی کوشش سے حکومت پر دباؤ ڈال سکتے ہیں کہ حکومت بچوں کے تحفظ

1-The State of Children in Pakistan, P: 137

۲- اویس حفیظ، چھوٹوں کے نام، ایکسپریس نیوز، کراچی، ۱۲ جون 2015

۳- مضامین انسانی حقوق، ۲۴

کے لیے موثر اقدامات کو ممکن بنائیں۔[۱]

چائلڈ لیبر کے بچوں پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایسے بچے نہ صرف تعلیم سے محروم ہو جاتے ہیں بلکہ کوئی ہنر بھی نہیں سیکھ پاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کم معاوضہ لے کر استحصال کا شکار رہتے ہیں۔ چائلڈ لیبر کا شکار بچے جسمانی، ذہنی، اور جنسی تشدد کا شکار رہتے ہیں۔ یہ بچے چونکہ خاندان کے تحفظ سے محروم ہوتے ہیں اس لیے جرائم پیشہ لوگوں کے ہاتھ کا کھلونا بن جاتے ہیں۔ جبری مشقت کا شکار بچے اکثر کام کے دوران معذوری کا شکار ہو کر معاشرے پر زندگی بھر کے لیے بوجھ بن جاتے ہیں، ان بچوں میں منشیات اور سگریٹ نوشی کی کثرت ہوتی ہے۔ لہذا چائلڈ لیبر ہر طرح سے بچوں کی ذہنی، جسمانی، شخصی نشوونما کے لیے فائدہ مند نہیں ہے۔[۲]

۳-بچوں کے خلاف تشدد

پاکستان سمیت دنیا بھر میں جارحیت کا شکار بچوں کا عالمی دن ۴جون کو منایا جاتا ہے، اس دن کو منانے کا مقصد جسمانی، ذہنی طور پر شکار بے گھر بچوں کے متعلق عوام میں آگاہی پیدا کرنا ہے۔ اس دن بچوں کے حقوق کی سرگرم تنظیمیں سیمینارز، واکس کا اور جنسی اہتمام کرتے ہیں۔ پاکستان میں ہر دس میں سے ایک بچہ جارحیت کا شکار ہوتا ہے۔[۳]

بچوں پر تشدد کی کئی اقسام ہیں جن میں سرفہرست جسمانی، ذہنی اور جنسی تشدد، گداگری، بچوں کی خرید و فروخت، کم عمری کی شادیاں مسلح تنازعات، سٹریٹ چلڈرن شامل ہیں۔

الف-جسمانی، ذہنی اور جنسی تشدد

بچوں کے تشدد کی بنیادی طور پر ۳ اقسام پائی جاتی ہیں۔ جسمانی، ذہنی اور جنسی تشدد۔ یہ تمام اقسام بچوں کو ایک ہی طرح سے نقصان پہنچاتی ہیں۔ پاکستان میں غریب طبقہ اس کا سب سے زیادہ شکار ہوتا ہے۔ پاکستان میں صوبہ سندھ بچوں پر تشدد کے حوالے سے سب سے پہلے نمبر پر آتا ہے جبکہ سب سے کم تشدد والا صوبہ بلوچستان ہے۔ کینڈرین سٹینڈرڈ ایسوسی ایشن "CSA" کے مطابق ۲۰۱۵ء میں بچوں پر تشدد کے ۳۰۰۷ کیسز درج کیے گئے جو اب خطرناک حد تک بڑھ چکے ہیں۔[۴]

جسمانی سزا بڑے پیمانے پر اسکول، گھر، کام کی جگہوں، جیلوں میں بڑی تعداد میں دی جاتی ہے۔ حکومت پنجاب نے ۲۰۱۰ء کے بعد سے سرکاری سطح پر جسمانی سزا پر پابندی عائد کر دی تھی۔ پنجاب کے نئے قانون "Punjab Free and ۲۰۱۴ Compulsory Education Act" میں بھی جسمانی سزا پر پابندی لگائی۔ نئے قانون کے سیکشن ۱۶(۴) میں کہا گیا کہ

۱- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص:۳۲۰

۲- اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ص:۴۷

۳- روزنامہ نوائے وقت، پاکستان سمیت دنیا بھر میں جارحیت کا شکار بچوں کا عالمی دن آج منایا جارہا ہے، ۴جون ۲۰۱۷

4- The State of Children in Pakistan, P: 172

ایک استاد یا سکولوں کے انچارج اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ نہ تو بچوں کو جسمانی سزا دی جائے گی اور نہ ہی ہراساں کیا جائے گا۔"[۱]

اقوام متحدہ کے بچوں کے عالمی اعلامیہ سی-آر-سی ۱۹۸۹ء کی دفعہ (۱۹) میں اس بات کا فریق ممالک سے تقاضا کیا گیا ہے کہ بچوں کو جسمانی اور ذہنی تشدد سے حفاظت کی جائے۔اس سلسلے میں سی آر سی کی دفعہ (۳۷) میں بھی بچوں کو ظالمانہ اور غیر انسانی رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔[۲]

پاکستان کے ایک غیر سرکاری ادارے "مددگار نیشنل ہیلپ لائن" کے رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۳ء میں کم عمر بچوں اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کے ۲۰۳۳ کیسز سامنے آئے۔اس رپورٹ کے مطابق ۸ ماہ کے اندر ۲۹۴ بچے قتل ہوئے، ۱۲۹۳ اغواء ہوئے، ۹۷ بچوں کو فروخت کرنے کے علاوہ ۱۳۲ کمسن بچیوں اور ۱۰۲ بچوں کے ساتھ زیادتی کے کیسز سامنے آئے۔رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ابھی ایسے بہت سے بچے ہے جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے لیکن ان کی رپورٹ جمع نہیں کروائی گئی۔رپورٹ میں کہا گیا کہ گھروں، سکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں بچوں کو جسمانی اور ذہنی تشدد بھی کیا جاتا ہے[۳]

تحفظ اطفال کے لیے کام کرنے والی پاکستان کی ایک غیر سرکاری تنظیم "ساحل" کے مطابق پاکستان میں ہر روز ۱۱ بچے جنسی تشدد کا شکار ہوتے ہیں۔"ساحل" کے مطابق ۲۰۱۶ء میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی اور تشدد میں ۱۰ فیصد تک اضافہ ہوا ہے جن میں ۶۶ فیصد بچیاں ہیں۔اس تنظیم کے مطابق ۱۰۰ ایسے زیادتی کے کیسز بھی سامنے آئے جن کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا۔[۴]

عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کے آرٹیکل ۳۴ میں رکن ممالک کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بچوں کو جنسی استحصال سے تحفظ فراہم کریں۔[۵]

بچے کی جسمانی، ذہنی اور جنسی تشدد کی متعدد وجوہات ہیں:

۱۔سب سے بڑی وجہ لوگوں کا مذہب سے دور ہونا ہے۔انھیں دینی معاملات سے شناسائی ہی نہیں ہوتی کی ہمارے مذہب کی کیا کیا حدود ہیں وہ صرف اپنے نفس کی پیروی کرتے ہوئے معصوم بچوں کی زندگیاں برباد کر دیتے ہیں۔

۲-جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو والدین کی یہ اہم ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ان کی اچھی تعلیم و تربیت کریں ان کی شخصیت کے ہر پہلو

---

1 -The State of Children in Pakistan,P: 159

2-Study on the important issue of child right in Pakistan, P:24

۳- اردو پوائنٹ نیوز، کمسن بچے جاانی اور ذہنی تشدد کا شکار، ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۵

4-Right of the Child in Pakistan(Report on the implementation of the Convention on the Rights of the Child by Pakistan),Stefano Berti,Geneva, Sep 2003, P:16

۵- مضامین انسانی حقوق، ص:۲۴۷

کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کی پرورش کریں۔ بچے جسمانی، ذہنی اور جنسی تشدد کا شکار تب ہوتے ہیں جب والدین اپنی ذمہ داری بروقت انجام نہ دیں۔

۳- بچہ جوں جوں بڑا ہو رہا ہوتا ہے تو اس میں جسمانی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں ان حالات میں والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کے ذہن میں جو الجھنیں ہیں ان کے جواب دیں۔ ہمارے ہاں بہت سے والدین شرم محسوس کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ بڑے ہوں گے تو خود ہی سمجھ آجائے گی اور یہی سے بچہ غلط راستے تلاش کرنا شروع ہو جاتا ہے پھر یا تو وہ اپنے دوستوں سے اس بارے میں پوچھنا شروع کر دیتا ہے یا انٹرنیٹ کا سہارا لے کر الٹی سیدھی چیزیں دیکھ کر اپنا ذہن خراب کر لیتا ہے۔

۴- بچوں کے جنسی تشدد کا ذمہ دار آج کا میڈیا بھی ہے جو فحش گانے، ڈرامے دکھا کر لوگوں کے دماغوں کو گندا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ شیطانیت پر اتر آتے ہیں۔

۵- اس قسم کے تشدد کی ایک وجہ والدین اپنے بچوں کی حفاظت نہیں کرتے ہیں اکثر بچے گلی محلوں میں کھیل رہے ہوتے ہیں جہاں سے وہ آسانی کے ساتھ اغواء ہو کر جنسی تشدد کا نشانہ بن جاتے ہیں لہذا والدین کی ناقص توجہ بھی اس کی اہم وجہ ہے۔

۶- ان تشدد کی وجہ غربت بھی ہے۔ بہت سے بچے کمانے کی غرض سے گھروں سے نکلتے ہیں جہاں انھیں جسمانی، ذہنی اور جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

۷- اس قسم کے تشدد کی اہم وجہ حکومت کی کمزور پالیسیاں ہیں جن پر سختی سے عمل نہیں کیا جاتا اور بچے استحصال کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۸- جو لوگ بچوں کے ساتھ جنسی تشدد کرتے ہیں ان کے اس اقدام کی ایک وجہ ان کا ماضی بھی ہوتا ہے۔ ۲۰۱۷ء میں پاکستان میں کئی ایسے کیس بھی سامنے آئے ہیں جس میں بچے کا ریپ کرنے والے نے کہا کہ اس کے ساتھ بچپن میں یہ ظلم ہوا ہے لہذا اس وجہ سے اس نے بھی یہ قدم اٹھایا ہے۔[۱]

بچے پر تشدد جسمانی، ذہنی یا جنسی ہو ان پر ان کے منفی اثرات ایک جیسے ہی مرتب ہوتے ہیں۔ بچے پر جسمانی تشدد سب سے زیادہ سکولوں، کارخانوں، گھروں میں کام کے دوران کیا جاتا ہے جس سے ان کے ذہنوں پر برا اثر پڑتا ہے ایسے بچے نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں ان میں خود اعتمادی کی کمی آجاتی ہے۔ وہ ڈرپوک ہو کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں کیونکہ وہ کمزور ہوتے ہیں اور حالات و واقعات کا مقابلہ نہیں کر پاتے ہیں۔ ایسے بچے یا تو خوف زدہ ہو کر جھوٹ کی عادت اپنا لیتے ہیں یا پھر مشتعل ہو کر ڈھیٹ بن جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ نہ تو کوئی تعلیم حاصل کر پاتے ہیں اور نہ ہی کوئی ہنر سیکھ پاتے ہیں۔[۲] جہاں تک بات جنسی تشدد کی ہے تو یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے لیکن اگر یہ ظلم بچے پر اس کے خون کے رشتے دار کریں تو رشتوں سے اعتبار

۱- بچوں کی حفاظت کیسے کریں، ص:۹۳

۲- بچوں کی تربیت کیسے کریں،: ص:۲۲۱

جاتا رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ بچہ خطرناک قسم کے نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سے کیسز ہیں جن میں بچے اپنے قریبی رشتے داروں کے ہاتھوں اس ظلم کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنے والدین کو بتانے سے ڈرتے ہیں کہ ان کی عزت خراب ہو جائے گی اور خاندان برباد ہو جائے گا۔ ہمارے معاشرے میں آج کل جنسی تشدد کی یہ لہر عام ہو گئی ہے جس میں بچے کو ڈرا دھمکا کر چپ رہنے کا کہا جاتا ہے یا پھر زیادتی کرنے کے بعد سفاکی سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ جنسی تشدد کا شکار بچے جسمانی بیماری کا شکار ہونے کے علاوہ ذہنی طور پر مفلوج ہو جاتے ہیں اور ان میں قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے اور مسائل کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل پڑتا ہے۔[۱]

ب-گداگری

پاکستان کے سماجی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ گداگری ہے۔ گداگر لوگوں میں بڑی تعداد بچوں کی پائی جاتی ہے۔ ہر روز سڑکوں پر بچوں کی بڑی تعداد ہمیں بھیک مانگتے نظر آتی ہے۔ گداگری آج ایک کاروبار کی شکل اختیار کر چکی ہے اب باقاعدہ ان لوگوں کی برادریاں بن گئی ہیں۔ پاکستان میں ۱۰ سال سے کم عمر بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد گداگری کا شکار ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں دس لاکھ بچے سڑکوں پر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ان بچوں کو جبری مشقت پر لگانے کے علاوہ گداگری پر لگایا جاتا ہے۔ پاکستان کے آئین کی دفعہ (۳) ۱۱ کے مطابق ریاست ۱۴ سال سے کم عمر بچوں کو تحفظ فراہم کرنے کی پابند ہوگی لیکن اس پر عمل نہ ہونے کے برابر نظر آتا ہے۔[۲]

گداگری کی مختلف شکلیں پاکستان میں پائی جاتی ہیں۔ کچھ بچے پیدائشی یا کسی وجہ سے حادثات کا شکار ہو کر معذور ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ گداگر بن جاتے ہیں۔ کچھ بچوں کو جعلی طور پر معذور بنا دیا جاتا ہے اور ان سے بھیک منگوائی جاتی ہے۔ کچھ بچوں کو اغوا کر کے فقیر بنا دیا جاتا ہے ان کو ایسی نشہ آور دوائیں دے دی جاتی ہیں کہ وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھتے ہیں۔ بہت سے بچے شاپنگ مالز کے باہر اور سڑکوں پر بھیک مانگتے ہیں اور لوگ ان بچوں کی معصومیت کو دیکھتے ہوئے انھیں بھیک دیتے ہیں۔[۳]
پاکستان میں سب سے زیادہ گداگری کراچی میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ اندرون سندھ بھکاریوں کی اتنی کثیر تعداد ہے کہ گماں ہوتا ہے کہ آدھی آبادی ہی بھکاری ہو۔ ایک سروے کے مطابق کراچی میں ہر ۱۰۰ میں سے ایک شخص رضاکارانہ طور پر یہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ گداگری سے منسلک ہے۔ سروے کے مطابق گداگری کے پیشے میں ۵۰ فیصد مرد جبکہ باقی ۵۰ فیصد میں خواتین اور بچے شامل ہیں۔[۴]

۱- سلیم ملک، گھروں میں جنسی تشدد، ہم سب ڈاٹ کام، ۱۵ اپریل ۲۰۱۷

۲- مدیحہ ریاض، گداگری میں بڑھتی ہوئی بچوں کی تعداد، روزنامہ پاکستان، ۲۱ جولائی ۲۰۱۷

۳- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص: ۳۲۳

۴- آفتاب احمد، پاکستان میں گداگری کا بڑھتا ہوا رجحان، عالمی اخبار، لندن، ۲۳ جنوری ۲۰۱۸

پاکستان کی فلاحی تنظیم "روشنی" کے مطابق سال ۲۰۱۰ء میں صرف کراچی سے ۳۰۰۰ بچے لاپتہ ہوئے ایسے بچوں کو اغوا کر کے گداگری پر لگایا جاتا ہے۔[1]

بچوں کے گداگر بننے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

۱- غربت، افلاس، جنگیں، بے روزگاری، ذہنی و جسمانی معذوری، قدرتی آفات عام طور پر گداگری کی وجوہات بنتے ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ گداگر کی بنیادی وجہ غربت ہے لہذا گداگری کے خاتمے کے لیے غربت کا خاتمہ ضروری ہے۔ سروے کے مطابق پاکستان کی ۷ کروڑ سے زائد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔[2]

۲- گداگری آج ایک کاروبار کی شکل اختیار کر گئی ہے اب ایک مافیا ہے جو بچوں کو اغوا کر کے ان سے بھیک منگواتا ہے۔ مختلف بچوں کو مختلف شہروں سے اغوا کر کے انھیں بھیک مانگنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ بعض بچوں کو ظالمانہ تشدد کرتے ہوئے ان کے ہاتھ یا پاؤں کاٹ دیئے جاتے ہیں اور انھیں درباروں پر بھیک مانگنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

۳- گداگری کی ایک وجہ بچوں کا ذہنی اور جسمانی طور پر معذور ہونا بھی ہے۔ غریب والدین جو اپنے معذور بچوں کا علاج نہیں کروا سکتے وہ اپنے بچوں کو سڑکوں پر بھیک منگوانے پر لگا دیتے ہیں اس طرح یہ بچے والدین کے لیے کمانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں اس طرح دوسرے لوگ ان کی دیکھا دیکھی اپنے بچوں کو بھی اسی طرح بھیک پر لگا دیتے ہیں۔

گداگری کے بچوں پر انتہائی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایسے بچے ساری زندگی لوگوں کے محتاج رہنے کے علاوہ معاشرے پر بوجھ بن جاتے ہیں۔ گداگری کی بدولت ایسے بچے تعلیم سے محروم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اچھے برے کی پہچان نہیں رکھ پاتے اور برائیوں کا ارتکاب کر جاتے ہیں۔ گداگری کی وجہ سے بچوں کی عزت نفس مجروح رہتی ہے ایسے بچے چوری، منشیات، جنسی تشدد وغیرہ جیسے مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔[3]

ج- بچوں کی بیرون ملک اسمگلنگ

پاکستان میں بچوں کے مختلف مسائل میں سے ایک مسئلہ بچوں کی بیرون ملک ایجنٹوں کے ذریعے اسمگلنگ ہے۔ غریب والدین کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر یہ ایجنٹ بچوں کی بیرون ملک خرید و فروخت کرتے ہیں جہاں بچوں کو مختلف مقاصد جیسے خلیجی ممالک میں اونٹ کی دوڑ کے لیے، جبری مشقت، جسمانی تشدد، خود کش حملے کے لیے، جاسوسی وغیرہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اونٹ کی دوڑ کے لیے بچوں کا استعمال خلیجی ممالک میں اس لیے زیادہ ہے کیونکہ بچوں کا وزن کم ہوتا ہے اس لیے اونٹ کی دوڑ میں ان کا استعمال کیا جاتا ہے اور اکثر بچے اونٹ سے گر کر موت کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔ کچھ وقت پہلے بچوں کی

۱- مبین اظہر، بھیک مافیہ کا شکار پاکستانی بچے، بی بی سی اردو نیوز، ۱ جون ۲۰۱۳

۲- زارا جیلانی، بچوں کے حقوق اور حکومتی ادارے، اردو واؤ، ۱۸ جولائی ۲۰۱۳

۳- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص: ۳۲۲

ایک فلاحی تنظیم نے ایسے بچوں کو بازیاب کرواکے پاکستان بھیجا جو انتہائی بری حالت میں واپس آئے۔[1] سب سے زیادہ بچے پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش سے اسمگل کیے جاتے ہیں، جبکہ کچھ کا تعلق سری لنکا، برما، نیپال، افغانستان، ایران، آذربیجان، ازبکستان سے بھی ہے۔افغان پناہ گزین کیمپ بھی اس منفی اقدام کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔بچوں کی تنظیم "سپارک" کے مطابق پاکستان میں جنوبی پنجاب کا صحرائی علاقہ، سندھ کا صحرائی علاقہ اور ساحلی علاقے اس غیر قانونی تجارت کے مراکز ہیں۔[2]

"World Organisation Against Torture" کے مطابق ۱۹۹۴ء میں خلیجی ممالک میں اونٹ کی دوڑ کے لیے ۵ سال سے کم عمر بچوں کی فروخت کی گئی۔پاکستان کے" World Organisation Against Tortur "کی وفد خالدہ سلیمی نے ۲۰۰۳ء کی رپورٹ میں بتایا کہ ہر سال ۳۶۰ بچے مشرق وسطیٰ اور خلیجی ریاستوں میں اونٹ کی دوڑ کے لیے فروخت کیے جاتے ہیں۔۲۰۰۲ء میں پاکستانی حقوق کے ادارے "انصار برنی" نے مالٹا کی حکومت سے درخواست کی کہ وہ ۱۰۰ پاکستانی بچوں کی واپسی میں تعاون کرے۔[3]

امریکی محکمہ خارجہ نے اپنی ۲۰۰۸ء کی رپورٹ میں اعداد و شمار کے حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان انسانی اسمگلنگ کا مرکز بن چکا ہے جہاں ہزاروں عورتوں، مردوں اور بچوں کو سمگل کرکے جبری مشقت، جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور دوسرے ممالک سے آنے والے بچوں اور عورتوں کو مشرق وسطیٰ کے ممالک میں سمگل کیا جاتا ہے۔[4]

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر سی آر سی ۱۹۸۹ء کی دفعہ ۳۵،۳۶ میں بچوں کی بیرون ملک خرید فروخت کو روکنے اور اس قسم کے دوسرے استحصال سے بچوں کو تحفظ دینے کے لیے رکن ممالک کو اقدامات کرنے کی تاکید کی ہے۔[5]

بچوں کی اسمگلنگ کی سب سے بڑی وجہ غربت ہے۔بچوں کو فروخت کرنے والے جانور صفت ایجنٹ غریب والدین کو بے وقوف بناکر ان سے ان کے لخت جگر جدا کرکے بیرون ملک مختلف مقاصد کے لیے فروخت کردیتے ہیں اس کے علاوہ حکومت کی کمزور پالیسیاں اور قوانین ہے جس کی وجہ سے ہر سال بہت سے بچے سمگل ہوجاتے ہیں اس حوالے سے اگر کوئی کاروائی کی بھی جائے تو اسے کرپشن کی وجہ سے ناکام بنادیا جاتا ہے کیونکہ بچوں کی اسمگلنگ میں بہت سے بااثر لوگوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔[6]

۱- اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ص:۵۲

2 -OMCT,Right of the Child in Pakistan, P: 20

3 -OMCT,Right of the Child in Pakistan, P: 21

۴- حسن مجتبیٰ، "پاکستان انسانی اسمگلنگ کا اہم مرکز"، بی بی سی اردو، نیویارک، ۱۰ جون ۲۰۰۸

۵- مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۳۸

۶- اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ص: ۵۲

اسمگلنگ کے بچوں پر انتہائی برے اثر مرتب ہوتے ہیں۔ایسے بچے اپنے والدین اور ملک سے جدا ہو جانے کے علاوہ بعض دفعہ موت کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ جو بچے اونٹ کی دوڑ کے لیے سمگل کیے جاتے ہیں ان میں اکثر بچے اونٹ سے گر کر موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ سمگل کیے گئے بچے جبری مشقت، جسمانی اور ذہنی معذوری کا شکار بھی ہو جاتے ہیں کیونکہ اسمگلنگ کے بعد بہت سے بچوں کے اعضاء کاٹ کر ان کو بھکاری بنادیا جاتا ہے اس کے علاوہ بہت سے بچوں کو ملازم بنا کر ان سے مشقت والے کام لیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے ایسے بچے اپنے بچپن، تعلیم، صحت اور بہت سے حقوق سے محروم ہو جاتے ہیں۔بیرون ملک سمگل کیے گئے بچوں کو جنسی مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بہت سے بچے نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ مر بھی جاتے ہیں۔[1]

د۔کم عمری کی شادیاں

پاکستان میں بچوں کے مسائل میں ایک مسئلہ کم عمری کی شادیاں بھی ہیں۔کسی ملک میں تقریباً آدھی آبادی خواندہ نہ ہو، جہاں غربت کی شرح ۴۰ فیصد ہو، جہاں عورتوں کو نہ صرف جائیداد نہ دینے کا رواج ہو بلکہ عورت کو جائیداد سمجھا جائے، وہاں کم عمری میں شادی کر دینا کوئی عجیب بات نہیں ہوتی ہے۔کم عمری میں شادی دو افراد یا دو خاندانوں کا مسئلہ نہیں ہوتا بلکہ آنے والی نسلیں اس سے شدید متاثر ہوتی ہیں۔شادی جیسے بندھن کو نبھانے کے لیے ذہنی اور جذباتی ہم آہنگی ضروری ہوتی ہے لیکن ہمارے ہاں اس بات کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی جاتی ہے۔[2]

پاکستان میں ہر سال ہزاروں لڑکیاں جسمانی اور نفسیاتی عمر میں پہنچنے سے پہلے ہی بیاہ دی جاتی ہیں۔قانون کے مطابق پاکستان میں لڑکوں کے لیے شادی کی عمر ۱۸ سال اور لڑکیوں کی عمر ۱۶ سال ہے۔اس قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں صرف ایک ماہ کی سزا ہے جو کہ نہ ہونے کے برابر جس کی وجہ سے کم عمری کی شادی کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔یونیسف کی ۲۰۱۶ء کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ۲۱ فیصد شادیاں ایسی ہیں جن میں دولہا اور دولہن کی عمر ۱۸ سال سے کم ہے۔بچوں کے حقوق کی ایک بین الاقوامی تنظیم "پلان انٹرنیشنل" کے مطابق پاکستان میں لڑکیوں کی شادیاں لڑکوں کی نسبت زیادہ چھوٹی عمر میں کی جاتی ہیں۔[3] پاکستان کے جنوبی پنجاب میں کم عمری کی شادیاں عام ہیں، بچوں کی تنظیم "ساحل" کے مطابق صوبہ پنجاب میں ۲۰۱۴ء میں کم عمری کے ۲۶ کیس درج کیے گئے۔کم عمری کی شادی کے علاوہ "ونی" کا رواج بھی دیہاتوں میں نظر آتا ہے جس میں لڑکی کو تنازعات کے حل کے لیے یا قرض اتارنے کے لیے بیاہ دیا جاتا ہے جہاں اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے۔اس کے علاوہ "زبردستی کی شادی" بھی عام پائی جاتی ہے جس میں لڑکی کو خاندان کی کسی غلطی کی وجہ سے دوسرے ہے۔

1-The State of Children in Pakistan, UNICEF, 2015,P:141

۲-ناز بلوچ، کم عمری کی شادی، اسباب واثرات، لالٹین، لاہور، ۱۱ نومبر 2015

۳- اردو وائس آف امریکہ، پاکستان میں کم عمری کی شادی،، گیارہ اکتوبر ۲۰۱۶

دوسرے خاندان میں معاوضہ کے طور پر پیش کر دیا جاتا ہے اس طرح کی شادیاں لڑکیوں کے لیے خطرناک ثابت ہوتی ہیں۔اس کے علاوہ وٹہ سٹہ کی شادی جس میں ایک خاندان اپنی بچی ایک خاندان کو دیتا ہے تو اس کے عوض ان کی بیٹی بھی لیتا ہے۔[۱]

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ (۱) میں ۱۸ سال سے کم انسان کو بچہ مانا جاتا ہے چاہے وہ شادی شدہ ہو اور صاحب اولاد بھی ہو جبکہ پاکستان میں ۲۱ فیصد لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی ۱۸ سال سے بھی کم عمر میں کر دی جاتی ہے۔[۲]

کم عمری کی شادیوں کے سماجی، مذہبی اور معاشی اسباب ہیں

۱- کم عمری کی شادی کو کئی مذاہب میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔یہ سمجھے بغیر کے مذہب نے ایک مخصوص سماجی حالات کے باعث کم عمری کی شادی کا جواز پیش کیا تھا جو آجکل قابل اطلاق نہیں ہے کیونکہ آج کا ماحول ماضی کے ماحول سے بہت بدل چکا ہے۔

۲- کم سنی میں شادی کے ایک وجہ معاشی بحران بھی ہے۔غربت کی وجہ سے ماں باپ جلد بچیوں کی شادیاں کر دیتے ہیں۔تاکہ ان پر معاشی بوجھ نہ پڑے۔

۳- کم عمری کی شادی کہ ایک وجہ جہالت اور دقیانوسی رسومات بھی ہیں۔والدین کے خیال میں چونکہ لڑکیوں نے کل کو اپنے سسرال چلے جانا ہوتا ہے اس لیے کم عمری کی شادیوں کی شرح بڑھ جاتی ہے اس کے علاوہ لڑکی کو کم عمر اور خوبصورت سمجھنے کی بنا پر جلد شادی کا رواج پایا جاتا ہے۔لوگوں کا خیال ہوتا ہے لڑکی کی جتنی جلدی شادی کی جائے اس سے زیادہ اولاد کا حصول ممکن ہو جاتا ہے۔

کم عمری میں شادیوں کے بچیوں پر بہت برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔وہ بچیاں جن کی ابھی صحیح سے جسمانی اور ذہنی نشوونما نہیں ہو پاتی ان کو شادی جیسے بندھن میں باندھ دینا اکثر خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ایسی بچیاں جہاں اپنے بچپن سے محروم ہو جاتی ہیں وہیں وہ بہت سے نفسیاتی اور جذباتی الجھنوں کا بھی شکار ہو جاتی ہیں۔شادی کے بعد ماں بننے کے دباؤ کی وجہ سے بہت سے بچیاں دوران زچگی موت کا شکار بھی ہو جاتی ہیں۔[۳]

ح-سٹریٹ چائلڈ

پاکستان سمیت دنیا بھر میں "انٹرنیشنل سٹریٹ چلڈرن ڈے" یعنی بے گھر بچوں کا عالمی دن ہر سال ۱۲ اپریل کو منایا جاتا ہے اس دن کا مقصد بغیر گھروں والے لاوارث بچوں کو جو گلیوں اور فٹ پاتھوں پر اپنی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں ان کے

1-The State of Pakistan,P:162

۲- مضامین انسانی حقوق، ص:۲۳۳

۳- کم عمری کی شادی، اسباب واثرات، ۱۱ نومبر 2015

حقوق سے آگاہی فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں اس وقت ۱۰ کروڑ بچے گلی، محلوں، کوچوں میں اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں۔ پاکستان میں اس وقت ۱۵ لاکھ سے زائد بچے بے گھر ہیں۔ ان بچوں میں ۹۴ فیصد لڑکے جبکہ لڑکے جبکہ ۶ فیصد لڑکیاں ہیں۔ (۱)

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ ۳۹، ۳۲، ۲۰ میں رکن ممالک کو اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ ایسے بچے جو گھر کے ماحول سے دور ہیں رکن ممالک ان بچوں کی نگہداشت اور ہر قسم کے استحصال جیسے جسمانی، ذہنی، جنسی، نفسیاتی تشدد وغیرہ سے بچانے کے لیے موثر اقدامات کرے۔ (۲)

پاکستان میں سٹریٹ چلڈرن کی اہم وجہ غربت، گھریلو ناچاقیاں، والدین میں طلاق، پیسہ کمانے کا شوق، غلط صحبت، ٹی وی ڈراموں کا غلط اثر، بے جا مار پیٹ ہے جس کی وجہ سے بچے اپنے گھر بار اور سکولوں کو چھوڑ آتے ہیں۔ (۳)

بے گھر بچوں پر انتہائی تشویشناک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایسے بچے سب سے زیادہ منفی سرگرمیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ بے گھر بچے چونکہ گھر کے ماحول سے نا آشنا ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ صحیح غلط کا فرق نہیں کر پاتے۔ ایسے بچے منشیات، چوری، ڈکیتی، اسمگلنگ، قتل کی وارداتوں کا ارتکاب کر لیتے ہیں جس سے ان کی زندگیاں برباد ہو جاتیں ہیں۔ بے گھر بچوں کا چونکہ کوئی ولی وارث نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ بآسانی بردہ فروشوں کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں جو ان کو اغوا کر کے بھکاری یا بیرون ملک اسمگلنگ کر دیتے ہیں جاتے ہیں۔ ایسے بچے جنسی مصارف کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ (۴)

و۔ پیدائش کا اندراج نہ ہونا

بچوں کے استحصال میں ایک چیز بچوں کی پیدائش کا اندراج نہ ہونا ہے۔ دیہاتوں میں ایسے بچوں کی ایک کثیر تعداد موجود جن کی پیدائش کا اندارج نہیں ہو پاتا۔ بچوں کے حقوق کا عالمی معاہدہ ۱۹۸۹ء آرٹیکل (۸، ۷، ۶) اور پاکستان کی نیشنل چائلڈ پالیسی کے مطابق ہر بچے کو زندگی گزارنے، آزادی، شناخت کا حق حاصل ہے اور کوئی اس کو اس کے حق سے محروم نہیں کر سکتا ہے۔ (۵)

۲۰۱۶ء میں لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور یونیسف کے اشتراک سے لاہور میں سیمینار ہو جس میں مقررین کا یہ کہنا تھا کہ بچوں کو ان کے پیدائش کے اندارج سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ان کا پیدائشی اور قانونی حق ہے۔ والدین کو چاہیے کہ

---

1 -The State of children in Pakistan,P:162

۳- مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۴۸، ۲۴۶، ۲۴۱

۳- "سٹریٹ چلڈرن کا عالمی دن منایا گیا، پاکستان میں ۱۵ لاکھ بچے بے گھر، آوارگی پر مجبور"، روزنوائے وقت، لاہور، ۱۳ اپریل ۲۰۱۶

۴- بچوں کے حقوق اور تحفظ، ص: ۵۲

5-The State of children in Pakistan,P:163

اپنے بچوں کی پیدائش کا اندراج کروائیں ورنہ بچوں کو بڑے ہو کر مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سیمینار میں بتایا گیا کہ پاکستان میں ۶ کروڑ ایسے بچے ہیں جن کی پیدائش کا اندراج نہیں کروایا جاتا ہے جو کہ انتہائی تشویش تشویش کی بات ہے۔ [۱]

یونیسف کے مطابق پاکستان میں ہر سال اوسط ۴۵ لاکھ بچے پیدا ہوتے ہیں جس میں ۳۰ لاکھ بچوں کی پیدائش کا اندراج نہیں ہو پاتا۔ سندھ اور خیبر پختونخواہ میں پیدا ہونے والے نوزائیدہ بچوں میں صرف ۲۰ فیصد کا اندراج ہوتا ہے۔ پنجاب میں بچوں کی رجسٹریشن کی شرح ملک کے دوسرے علاقوں کے مقابلے میں زیادہ ہے اور تقریباً ۷۷ فیصد بچے رجسٹر ہوتے ہیں۔ [۲]

بچوں کی پیدائش کا اندراج نہ ہونے کی کئی وجوہات ہیں۔ بچوں کے حقوق کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والے ادارے یونیسف کے مطابق دنیا میں ۳ میں سے ا بچہ ایسا ہے جس کی پیدائش کا اندراج نہیں کیا جاتا ہے۔

اس ادارے کے مطابق اس کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

۱- اس کی بنیادی وجہ غربت اور تعلیم کی کمی ہے۔ والدین میں اس بات کی فکر یا آگاہی ہی نہیں ہوتی کہ وہ اپنے بچوں کی پیدائش کا اندراج کروائیں۔ والدین کو اس بات کا اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ اگر وہ بچے کا اندراج نہیں کروائیں گے تو ان کے بچوں کو مستقبل میں کن کن مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۲۔ ادارے کا کہنا ہے کہ والدین کو اس بات کی فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ ان کی معلومات کا استعمال نسلی اور مذہبی بنیادوں پر شناخت کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔

۳- اندراج کے سلسلے میں کیونکہ بھاری فیس لی جاتی ہے جس کی وجہ سے والدین بچوں کے پیدائش کے معاملے میں غفلت برتتے ہیں۔ [۳]

۴- ایک وجہ رسائی کا بھی ہے۔ غیر رجسٹرڈ بچوں کا تعلق دور دراز دیہی علاقوں سے ہوتا ہے جہاں رجسٹریشن کے ذمہ دار اداروں تک رسائی میں لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جسی کی وجہ سے اندارج کے سلسلے میں رکاوٹ آجاتی ہے۔

۵- پاکستان میں ۵۰ فیصد بچوں کی پیدائش گھروں میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے بہت سے بچوں کا اندراج ممکن نہیں ہو پاتا۔ [۴]

الغرض بچوں کی پیدائش کا اندراج اس کا قانونی اور پیدائشی حق ہے جس سے بچے کو محروم رکھنا ناانصافی ہے۔

ز۔ جیلوں میں قید بچے

پاکستان کے صوبہ پنجاب میں جیلوں میں مقیم بچوں کی سب سے زیادہ تعداد پائی جاتی ہے۔ بچوں کے حقوق کے لیے کام

۱- دنیا نیوز، ملک میں ۶ کروڑ بچوں کی پیدائش کا ریکارڈ موجود نہیں، ۱۱ اپریل ۲۰۱۶ء

۲- اردو وائس آف امریکہ، پاکستان: سماجی ترقی کے لیے بچوں کے اندراج کا نظام بہتر بنانے پر زور، ۲۰ نومبر ۲۰۱۱ء

۳- بی بی سی اردو، ۲ کروڑ بچے شناخت سے محروم، یونیسف، ۱۲ دسمبر ۲۰۱۳ء

۴- سحر بندیال، پاکستان کے غیر رجسٹرڈ بچے، روزنامہ مشرق، ۴ اپریل ۲۰۱۷

کرنے والے تنظیم اسپارک کے مطابق ۲۰۱۴ء میں جیلوں میں موجود بچوں کی تعداد پنجاب میں ۷۵۷، خیبر پختونخواہ میں ۳۰۱، سندھ میں ۲۹۱ اور بلوچستان میں ۱۰۷ تھی۔ پنجاب میں بچوں کی جیل کی تعداد ۳۲ ہے جس میں بہاولپور اور فیصل آباد کی "بورسٹ" کی جیل سرفہرست ہیں۔اب ان جیلوں میں بچوں کی تعداد کافی کم ہوگئی ہے جو کہ مثبت ترقی ہے ورنہ ۲۰۰۳ء میں یہ تعداد ۱۸۷۳ تھی۔ان جیلوں میں زیادہ تر بچے قتل، چوری، عصمت دری کے جرم میں قید ہیں ان میں اکثریت لاوارث، سٹریٹ چائلڈ کی ہے۔[1]

عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ ۳۷،۴۰ میں ۱۸ سال سے کم عمر انسان اگر کوئی قانونی جرم کر دے تو ان کو نہ سزائے موت دی جائے گی نہ عمر قید کی سزا دی جائے گی۔[2]

جیلوں میں قید بچوں کی اہم وجوہات درج ذیل ہیں۔

۱- بچوں کو گھر کا اچھا ماحول نہ ملنا جس کی وجہ سے وہ نفسیاتی امراض کا شکار ہو کر جرائم کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۲- لاوارث بچے مختلف بردہ فروشوں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں جو ان کو غیر اخلاقی سرگرمیوں میں ملوث کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے بچے غلط افعال کے مرتکب ہو کر جیلوں میں آجاتے ہیں۔

۳- بہت سے بچے اپنی ماؤں کے جرم کی وجہ سے جیلوں میں رہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں بلکہ کچھ بچے تو پیدا ہی جیلوں میں ہوتے ہیں اور اسی ماحول میں پلتے ہیں۔

۴- بچوں کا جیلوں میں قید رہنے کی ایک وجہ غربت بھی ہے جس کی وجہ سے ان کے والدین ان کی ضمانت نہیں کروا۔[3]

جیلوں میں قید بچوں پر جیل کے ماحول کا بہت برا اثر پڑتا ہے ایسے بچوں کی شخصیت میں خلل آجاتا ہے۔ایسے بچے تعلیم اور صحت اور اچھے ماحول سے دور ہو جاتے ہیں۔ جیل کے بند ماحول میں وہ نفسیاتی دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے بچوں کی تعلیم و تربیت کا جیلوں میں انتظام کیا جائے تاکہ وہ دوبارہ ان جرائم کا ارتکاب نہ کرے جس کی پاداش میں وہ اس ماحول کا حصہ بنے۔[4]

ط۔بچے اور مسلح تنازعات

پاکستان میں بچوں کو درپیش مسائل میں ایک وجہ مسلح تنازعات ہیں۔پاکستان میں افغانستان کی جنگ اور جموں کشمیر کے تنازعہ نے عام لوگوں کے علاوہ خاص طور پر بچوں پر بہت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ان تنازعات کی وجہ سے بچوں کی

1- The State of Children in Pakistan P:152

۲- مضامین انسانی حقوق، ص:۲۴۹

۳- جنگ نیوز، پاکستان میں ساڑھے ۴ ہزار بچے جیلوں میں قید ہیں، انسانی حقوق کمیشن، ۱۴ مئی ۲۰۱۴

۴- اسلام میں بچوں کے حقوق اور تحفظ، ص:۵۱

بقاءاور ان کی بنیادی ضروریات کو خطرہ لاحق ہوا ہے۔بچوں کے حقوق کا عالمی معاہدہ میں رکن ممالک کو ہدایت کی گئی ہے کی وہ بچوں کو جنگوں میں بھرتی نہیں کرے گے۔ حقوق اطفال کے عالمی چارٹر کے اختیاری پروٹوکول جس پر پاکستان نے ۲۰۰۱ء میں دستخط کیے تھے کہ وہ بچوں کو مسلح جھڑپوں میں بھرتی نہیں کریں گے۔ پاکستان نیشنل سروس آرڈیننس ۱۹۷۰ء کے مطابق جنگ میں حصہ لینے کی عمر ۱۸ سال ہے۔[۱]

عالمی چارٹر سی آر سی ۱۹۸۹ء کی دفعہ (۳۸) میں بچوں کو مسلح تنازعات میں شامل نہیں کیا جائے گا اور نہ مسلح افواج میں بھرتی کیا جائے گا۔[۲]

مسلح تنازعات کی اہم وجہ بین الاقوامی سازشیں اور اکثر اپنے ملک کی حفاظت کے لیے بھی جنگوں کی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔ جنگوں کے بچوں پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں، بہت سے بچے جسمانی اور ذہنی معذوری کا شکار ہو جاتے ہیں، مسلح تنازعات میں بہت سے بچے یتیم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ایسے بچے مسلح تنازعات کی صورت زندگی کی بنیادی ضروریات تعلیم، صحت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

۴- تعلیم کا فقدان

پاکستان میں بچوں کے مسائل میں ایک اہم مسئلہ بچوں کا تعلیم سے دور ہونا بھی ہے۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں ۸ ستمبر کو تعلیم کا دن منایا جاتا ہے۔ اس دن کو منانے کا اعلان ۱۹۶۵ء میں یونیسکو نے کیا تھا لیکن یہ دن پہلی دفعہ ۱۹۹۶ء کو منایا گیا۔ اس دن کو منانے کا مقصد عوام میں تعلیم کی آگاہی پیدا کرنا ہے۔[۳]

پاکستان میں تعلیم کی شرح ۵۸ فیصد ہے جو "ملینئیم ڈویلپمنٹ گولز" کے اہداف کو پورا نہیں کرتی حالانکہ گزشتہ سالوں میں تعلیمی ترقی میں اضافہ ہوا ہے جو جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں کم ہے۔ "انسٹیٹیوٹ آف سوشل اینڈ پالیسی سائنسز" کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان جنوبی ایشیا میں تعلیم پر سب سے کم خرچ کرنے والا ملک ہے۔ پاکستان تعلیم پر جی ڈی پی کا ۲ فیصد خرچ کرتا ہے جو کہ بہت ہی کم ہے۔ جبکہ بین الاقوامی قانون کے مطابق اس کی شرح ۴ فیصد تک ہونی چاہیے۔[۴] پاکستان کے آئین کی دفعہ ۲۴/ا حکومت کو پابند کرتا ہے کہ وہ ہر بچے کو ۱۶ سال تک تعلیم کو ممکن بنائے گی۔ لیکن حکومت اس کو ممکن بنانے سے ابھی تک قاصر ہے۔ پاکستان میں ابھی تک ۶ سے ۱۶ سال تک کے عمر کے ۲۰ فیصد بچے سکول

1-OMCT,Right of Child in Pakistan,P:661

۲- مضامین انسانی حقوق، ص:۲۴۶

۳- سید ماجد علی، عالمی یوم خوندگی اور پاکستان، کراچی اپ ڈیٹس، ۸ ستمبر ۲۰۱۴

4- The State of Children in Pkistan,P: 126

جانے سے قاصر ہیں۔ (۱)

پاکستان کی غیر سرکاری تنظیم "اثر" کی ۲۰۱۵ء کی رپورٹ کے مطابق سنہ ۲۰۱۴ء میں سکول نہ جانے والے بچوں کا تناسب ۲۱ فیصد تھا۔ ان میں کبھی بھی سکول نہ جانے والے بچوں کی شرح ۱۴ فیصد اور مختلف وجوہات کی بناء پر سکول چھوڑ دینے کی شرح ۶ فیصد تھی۔ اس رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا کہ صوبہ سندھ میں پرائمری سطح پر بچوں کے داخلے سب سے کم ہیں۔ (۲)

تعلیم کی علمبردار تنظیم "الف اعلان" کی ۲۰۱۶ء کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سرکاری پرائمری سکولوں میں ۵ میں سے ۱ بچے کو تعلیم کی مناسب سہولتیں مہیا ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ۴۱ فیصد بچے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دیتے ہیں جبکہ ۴۳ فیصد بچے سکول میں داخلے لیتے ہی نہیں۔ رپورٹ کے مطابق تعلیمی کارکردگی میں صوبائی سطح پر اسلام آباد پہلے نمبر پر اور بلوچستان اور فاٹا آخری نمبر پر ہے۔ (۳)

پاکستان کی وزارت تعلیم نے ۲۰۱۳ء میں ایک پانچ سالہ "نیشنل پلان آف ایکشن" بنایا اس کا مقصد یہ تھا کہ ملک میں ۲ سال کے اندر ملک میں خوندگی کی شرح میں ۵۰ فیصد اضافہ کیا جائے گا۔ لیکن کوئی خاطر اقدامات نظر نہیں آئے۔ آج بھی ملک میں ۲ کروڑ ۲ لاکھ بچے سکول نہیں جاتے۔ موجودہ حکومت کہتی ہے کہ بجٹ میں بتدریج اضافہ کر کے تعلیم کی شرح کو ۲ سے ۴ فیصد تک لے جایا جائے گا لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہو پایا۔ (۴)

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ ۲۸،۲۹ میں بچے کے تعلیم کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ (۵)

پاکستان میں بچوں کی تعلیمی پسماندگی کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

۱- پاکستان میں بچوں کی تعلیمی پسماندگی کی سب سے بڑی وجہ غربت ہے۔ اس وقت پاکستان میں غربت کی شرح ۳۹ فیصد ہو چکی ہے۔ اس غربت کی وجہ سے جہاں لوگ روٹی کے محتاج ہوں وہ اپنے بچوں کو تعلیم کیسے دلوا سکتے ہیں۔ اس طبقے میں چونکہ غربت زیادہ ہوتی ہے لہذا ایسے لوگ تعلیم کی جگہ اپنی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں۔ (۶)

۲- بچوں میں تعلیمی پسماندگی کی ایک وجہ والدین کا جاہل ہونا بھی ہے۔ بہت سے لوگ اپنے بچوں کو اس لیے بھی تعلیم نہیں دلواتے کہ انھیں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا وہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم حاصل کر کے بھی تو کمانا ہی ہوتا ہے تب ہی وہ اپنے

۱- قیوم نظامی، پاکستان کا بنیادی مسئلہ تعلیم، روزنامہ نوائے وقت، ۶ اگست ۲۰۱۶

۲- ۲۰ فیصد پاکستانی بچے تاحال تعلیم سے دور، ۱۸ دسمبر ۲۰۱۵

۳- پاکستان کا بنیادی مسئلہ تعلیم"، ۶ اگست ۲۰۱۶

4- Unicef Report,Children in Pakistan,2010,P:14

۵- مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۴۵

۶- پاکستان میں غربت کی وجوہات، ۲۱ جولائی ۲۰۱۷

بچوں کو چھوٹی عمر میں سکول بھیجنے کے بجائے ملازمت پر لگا دیتے ہیں۔ [۱]

۳۔ ایک بہت اہم وجہ حکومت کی نااہلی اور کمزور پالیسیاں ہیں۔ پاکستان کے آئین میں یہ بات درج ہے کہ ۱۶ سال تک کے بچوں کو لازمی تعلیم دلوانا حکومت پر فرض ہے لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ۲۰ فیصد سے زیادہ بچے ان پڑھ ہیں۔

۴۔ بچوں کی تعلیم میں کمی کی ایک وجہ لوگوں کا دقیانوسی ہونا بھی ہے۔ بعض لوگ خاص طور پر دیہی علاقوں کے لوگ بچیوں کی تعلیم کے خلاف ہوتے ہیں جس کی وجہ سے تعلیم کی شرح میں کمی آجاتی ہے۔

۵۔ سروے کے مطابق بہت سے بچے سکولوں میں داخلے تو لیتے ہیں لیکن غربت یا سکول میں اساتذہ کی دی جانے والی جسمانی سزا کے خوف سے تعلیم ادھوری چھوڑ جاتے ہیں۔ [۲]

تعلیم سے محرومی بچوں پر بہت سے منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ ایسے بچے ذہنی طور پر مثبت نشوونما نہیں پا سکتے انھیں اچھے برے کی تمیز نہ ہونے کی وجہ سے گناہ ثواب کا فرق ہی پتہ نہیں ہوتا۔ ایسے بچے نہ دین کے قابل رہتے ہیں نہ دنیا کے۔ تعلیم چونکہ شعور کا ذریعہ ہے یہ ذریعہ ان بچوں تک نہیں پہنچ سکتا جس کی وجہ سے وہ ان پڑھ رہ جاتے ہیں۔ تعلیم سے محرومی کی وجہ سے بچہ کیونکہ کوئی ہنر نہیں سیکھ پاتا ہے تو اس وجہ سے مستقبل میں کوئی ڈھنگ کا ذریعہ معاش نہ ملنے کی وجہ سے کم اجرت پر کام کرنے پر مجبور رہ جاتا ہے جس سے اس کا معیار زندگی کبھی بلند نہیں ہو پاتا۔ [۳]

۵۔ صحت کا ناقص انتظام

پاکستان میں بچوں کی صحت کی صورتحال تسلی بخش نہیں ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق دنیا بھر میں تقریباً ہر سال ۲۰ لاکھ افراد مضر صحت کھانے کے وجہ سے لقمہ اجل بنتے ہیں ان میں زیادہ تعداد بچوں کے ہے۔ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کے مطابق پاکستان میں صرف ۳۰ لاکھ افراد آلودہ پانی کے وجہ سی مختلف بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں جن میں سے بہت سے لوگ زندگی کی بازی ہار جاتے ہیں ان مرنے والے لوگوں میں بچوں کی تعداد زیادہ ہے۔ پاکستان میں ۶۶ لاکھ بچے پینے کے صاف پانی اور ۶۰ لاکھ بچے صابن سے ہاتھ دھونے کی نعمت سے محروم ہے۔ جس کی وجہ سے ۵۳ ہزار بچے ہیضہ کے مرض سے فوت ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ۶۰ فیصد بچے ماں کے دودھ سے محروم ہیں جس کی وجہ سے وہ مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں "ہیومن رائٹس کمیشن" کے مطابق ۲۰۱۴ء میں ۳۰ فیصد بچے غذائی قلت کا شکار ہوئے۔ [۴]

۱۔ شہلا عزیز، پاکستان میں اہم تعلیمی مسائل اور ان کا حل، روزنامہ پاکستان، ۲۴ مارچ ۲۰۱۳

۲۔ پاکستان کا بنیادی مسئلہ تعلیم، ۱۶ اگست ۲۰۱۶

۳۔ اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ص: ۴۷

4-Child protection data: an analysis of newspaper coverage of child protection issues in Pakistan",P:126

پاکستان میں صحت کی صورتحال کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان کل بجٹ کا صرف ۰.۶ فیصد صحت پر خرچ کرتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے دیہی علاقے کے ۴۰ فیصد لوگ صحت کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے۔ اقوام متحدہ کا ذیلی ادارہ یونیسف کے مطابق پاکستان کے ۹ کروڑ بچوں کے لیے صرف ۵۰۰۰ ماہرین اطفال ہیں جو کہ عالمی ادارہ صحت کے مطابق بہت کم ہے۔ اس ادارے کے مطابق ہر سال ۵ سال سے کم عمر ۱۰۰۰ بچوں میں سے ۱۱۰ بچے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں جبکہ سری لنکا جیسے ملک میں ۱۰۰۰ بچے میں صرف ۶ بچے فوت ہوتے ہیں۔ پاکستان میں صرف ۴۷ فیصد بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگوائیں جاتے ہیں جبکہ ۳۵ لاکھ بچے وٹامن اے کی کمی رکھتے ہیں۔ ماہرین اطفال ایسوسی ایشن کے مطابق صحت کی ناکافی صورتحال کے پیش نظر ہر سال ۵۰ فیصد بچے کھجلی، ۳۳ فیصد بچے سانس کی بیماریوں اور ۲۱ فیصد معدے کے امراض کا شکار ہوتے ہیں۔ پاکستان میں آبادی کا ایک بڑا حصہ متوازن خوراک کی کمی رکھتا ہے جس کی وجہ سے پاکستان کے ۴۵ فیصد بچوں کی جسمانی نشوونما میں رکاوٹ آتی ہے۔

یونیسف کے مطابق دنیا کے ۱۹۴ ممالک میں سے پاکستان ۱۴۷ نمبر پر آتا ہے جہاں شرح اموات ۱۰۰۰ میں سے ۱۱۰ ہے جبکہ انڈیا میں ۴۷ اور بنگلہ دیش میں ۳۷ شرح اموات ہے۔ ہومن رائٹس کمیشن کی ۲۰۰۷ء کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں صحت کے میدان میں کچھ بہتری آئی ہے لیکن یہ بہتری تسلی بخش نہیں۔ ۲۰۰۷ء میں ۱۰۰۰ بچوں میں ۱۰۳ بچے زندگی کی بازی ہارے جو کہ اس سے پہلے ۱۱۰ تھی۔ یونیسف کی ۲۰۱۵ء کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہر ۱۴ بچوں میں سے ایک بچہ اپنی ایک سال کی عمر تک پہنچے سے پہلے انتقال کر جاتا ہے جبکہ ہر گیارہواں بچہ ۵ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے فوت ہو جاتا ہے۔[۱] طبی جریدے "دی لانسٹ" کے مطالعاتی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۵ء میں دنیا میں سب سے زیادہ مردہ بچوں کی پیدائش پاکستان میں ہوئی۔ پاکستان میں یہ شرح ۱۰۰۰ بچوں میں ۴۳ ہے جو پسماندہ افریقی ممالک سے بھی کم ہے۔[۲]

"ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی" کے مطابق اگر دنیا کے کسی ملک میں ۱۰ فیصد بچے بیماریوں کا شکار ہو جائے تو وہاں ہنگامی اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں یہ شرح ۴۴ فیصد ہے۔ ۲۰۰۸ء سی آئی اے فیکٹ بک کی رپورٹ کے مطابق بچوں کی شرح اموات ۶۶ فیصد رہی۔[۳]

پاکستان میں صحت کے لحاظ سے پنجاب کی صورتحال قدرے بہتر ہیں لیکن یہ بین الاقوامی سطح بہت کم ہے۔ پاکستان ڈیموگرافک اینڈ ہیلتھ سروے کی ۲۰۱۲-۲۰۱۳ء کی رپورٹ کے مطابق پنجاب میں سالانہ ۱۰۰۰ میں سے ۸۸ بچے وفات پاتے ہیں۔ پی ڈی ایچ ایس کے سروے کے مطابق ۲۰۱۳ء میں ۳۶ فیصد ۵ سال سے کم بچے ملیریا کا شکار جو گزشتہ سالوں کی نسبت کم ہے۔ سروے

1- Unicef,Children in Pakistan,P:8

۲- ناصر محمود، شعبہ صحت میں اصلاحات اور لوگوں میں آگاہی اشد ضروری، اردو واؤ، اسلام آباد، ۲۰ جون ۲۰۱۷

۳- اردو واؤ، پاکستان: بچوں کی صحت کے مسائل باعث تشویش، ۲۹ مارچ ۲۰۱۴

کے مطابق ۲۰۱۳ء میں پولیو کے ۷ کیس سامنے آئے ہیں جبکہ ۲۰۱۴ء میں یہ تعداد کم ہو کر ۴ ہو گئی۔ [۱]
ڈیمو گرافک اینڈ ہیلتھ سروے کی ۲۰۱۲-۲۰۱۳ء کی رپورٹ کے مطابق سندھ میں بچوں کی شرح اموات ۱۰۰۰ میں سے ۷۴ بچے ہیں۔ سروے کے مطابق سندھ میں پولیو کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۱۳ء میں پولیو کے ۱۰ کیس سامنے آئے جبکہ ۲۰۱۴ء میں یہ بڑھ کر ۳۰ ہو گئی۔ ۲۰۱۳ء میں ۳۹ فیصد ۵ سال سے کم عمر بچے ملیریا کا شکار ہوئے۔ پی ڈی ایچ ایس کے مطابق ۲۰۱۲-۲۰۱۳ء کی رپورٹ کے مطابق بلوچستان میں بچوں کی شرح اموات ۱۰۰۰ میں سے ۹۷ ہے۔ سروے کے مطابق ۲۰۱۴ء میں بلوچستان میں پولیو کے ۲۵ کیس سامنے آئے جو گزشتہ سالوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۳ء میں ملیریا کے ۵ سال سے کم عمر بچوں کے ۲۳ فیصد کیس سامنے آئے جبکہ ۲۰۰۶ء کے سروے میں یہ شرح ۱۳ تھی۔ یونیسف کے مطابق خیبر پختونخواہ میں ہر دوسرا بچہ غذائی قلت کا شکار ہے۔ رپورٹ کے مطابق صوبے میں ۱۰۰۰ میں سے ۵۴ بچے ایک ماہ ہونے سے پہلے وفات پا جاتے ہیں جبکہ ۷۳ بچے ۵ سال کی عمر سے پہلے فوت ہو جاتے ہیں جس کی بنیادی وجہ غذائی قلت ہے۔ ڈیمو گرافک اینڈ ہیلتھ سروے کی ۲۰۱۲ - ۲۰۱۳ء کی رپورٹ کے مطابق خیبر پختونخواہ میں بچوں کی شرح اموات ۱۰۰۰ میں سے ۵۸ بچے ہیں۔ سروے کے مطابق خیبر پختونخواہ میں پولیو کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۱۳ء میں پولیو کے ۱۱ کیس سامنے آئے جبکہ ۲۰۱۴ء میں یہ بڑھ کر ۶۸ ہو گئے۔ سروے کے مطابق ۲۰۰۲ - ۲۰۰۷ء میں ۳۰ فیصد ۵ سال سے کم عمر بچے ملیریا کا شکار ہوئے تھے جو ۲۰۱۳ء میں بڑھ کر ۴۰ فیصد ہو گئی۔ [۲]
حقوق اطفال کے عالمی چارٹر کی دفعہ ۲۵، ۲۴، ۲۳ میں بچے کی جسمانی صحت کے لیے فریق ممالک کو موثر اقدامات کی ہدایت کی گئی ہے اور معذور بچوں پر خصوصی توجہ دینے کے علاوہ ان کی ضروریات کا خیال کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ [۳]
پاکستان میں بچوں کی ناقص صحت کی کئی وجوہات ہیں۔
۱- پاکستان میں بچوں کی خراب صحت کی اہم وجہ یہ ہے کہ پاکستان کی آبادی ۲۰ کروڑ کے قریب ہے لیکن ملک کے کل بجٹ کا صرف ۰.۶ فیصد صحت کے محکمے میں خرچ کیا جاتا ہے جو کہ پسماندہ افریقہ ممالک سے بھی کم ہے تو ایسے میں عوام کو صحت کی بہتر مواقع کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟
۲- دوسری اہم وجہ غربت ہے ملک میں غربت کی شرح ۳۹٪ ہے جہاں غریب لوگوں کو دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے میسر آتی ہے ایسے میں وہ اپنی صحت کا خیال کیسے رکھیں۔ [۴]

1-The State of children in Pakistan,Qindeel shujaat,2015,P:132

2-The State of children in Pakistan, P:168

۳- مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۴۴

4- Unicef,Children in Pakistan,P:8

۳- ملک میں جہالت بھی ایک وجہ ہے خاص طور پر دیہی علاقوں میں جہاں صحت کے حالات انتہائی کشیدہ ہے وہاں لوگوں کو حفظان صحت کے بنیادی اصول ہی معلوم نہیں۔ ان علاقوں میں ماں اور بچے کی صحت پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ ایک عورت کا ہر سال بچہ پیدا کرنے کا عام رواج ہے جس سے ماں کی صحت اچھی نہیں رہتی ہے پھر بچہ پیدا کرنے کے دوران صحت کی سہولتوں کی کمی کی وجہ سے ماں بچے میں سے ایک یا دونوں فوت ہو جاتے ہیں۔ [1]

۴۔ صحت کی ناقص صورتحال کی ایک اہم وجہ صحت کی ناکافی سہولتیں ہیں خاص طور میں ہمارے دیہی آبادی میں صحت کی پوری سہولتیں نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہاں شہروں کی نسبت شرح اموات زیادہ ہیں۔ عام طور پر صحت کے بڑے مراکز شہروں میں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اچانک بیماری میں مریض دوران سفر فوت ہو جاتا ہے۔ اس علاوہ بہت سے دیہی علاقوں میں پینے کا صاف پانی کا ناقص انتظام اور دور دراز علاقے بچوں کہ حفاظتی ٹیکے نہیں لگ سکتے جس کی وجہ سے اموات کی شرح زیادہ ہے۔
اگر ہمسایہ ملک چین کی بات کی جائے تو چین میں صرف ۳ دفعہ پولیو کی مہم چلی اور انھوں نے پورے ملک سے پولیو کی بیماری ختم کر دی۔

۵- خراب صحت کی ایک وجہ سروس فراہم کرنے والوں کا بد اخلاق، کاہل، صلاحیتوں میں کمی بھی ہے جس کی وجہ سے وہ بروقت بیماری کی تشخیص نہیں کر پاتے اور لوگوں کو رہنمائی نہیں کر پاتے جس سے صحت کا معیار گر جاتا ہے۔

۶۔ پاکستان میں صحت کا معیار کم ہونے کی ایک وجہ حکومت کی نااہلی بھی ہیں۔ حکمرانوں کی صحت کی طرف توجہ نہیں ہونے کی وجہ سے بہت سے بچے غذائی قلت کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔ [2]

صحت کی ناکافی سہولیات بچے کی جسمانی اور ذہنی صحت پر انتہائی منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ بہت سے بچے غذا کی قلت، حفاظتی ٹیکوں کی غفلت، پینے کا صاف پانی کی کمی، دواؤں کی قلت کی وجہ سے مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر نہ صرف خاندان بلکہ ملک کے لیے بوجھ بن جاتے ہیں۔ بہت سے بچے ایک چارپائی پر پوری زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یا پھر مختلف بیماریوں سے لڑتے لڑتے مر جاتے ہیں۔ اس طرح ملک کی ترقی میں رکاوٹ آجاتی ہے کیونکہ ملک کے مستقبل صحت کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ملک کی ترقی میں اپنا ہاتھ نہیں بٹا سکتے۔ [3]

۶- منشیات

پاکستان سمیت دنیا بھر میں ۲۶ جون کو عالمی منشیات کا دن منایا جاتا ہے اس حوالے سے دنیا بھر میں منشیات کے تدارک کے لیے

1-The (many) problems with maternal health in Pakistan,Mahnoor Sherazee,Dawn, 8 july 2014

۲- اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ص: ۴۴

۳- ایضاً، ص:۴۵

ورکشاپ کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں منشیات کے پھیلاؤ کو کم کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت دنیا میں منشیات استعمال کرنے والے افراد کی تعداد ۲۰ کروڑ ہے۔ دنیا بھر میں سب سے زیادہ منشیات کا استعمال براعظم امریکا میں کیا جاتا ہے اور دنیا بھر میں منشیات کی سب سے زیادہ کاشت افغانستان میں کی جاتی ہے۔ اقوام متحدہ کی ۲۰۰۷ء کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۰ء میں دنیا میں ۳۰ فیصد افیون کی کاشت افغانستان میں ہوتی تھی جو ۲۰۰۷ء میں ۳ گناہ بڑھ گئی تھی۔ (۱)

وطن عزیز کا ایک سماجی مسئلہ چھوٹی عمر میں بچوں کا منشیات کا عادی ہو جانا ہے۔ اس کا آغاز عموماً سگریٹ نوشی سے ہوتا ہے ۔ بچے اپنے بڑوں اور ٹی وی پر سگریٹ کے اشتہارات دیکھ کر متاثر ہو جاتے ہیں۔ سگریٹ کے عادی بچے آگے جا کر ہیروئن، چرس کا استعمال بھی شروع کر دیتے ہیں- منشیات کا شکار سب سے زیادہ مزدور بچے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بہت جلد سینے کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں منشیات کی مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں ان میں ہیروئن، چرس، افیون، بھنگ،، تریاک اور کرسٹل کے علاوہ کیمیائی منشیات جیسے صمد بانڈ، نشہ آور ٹیکے اور سکون بخش ادویات ہیں۔ (۲)

اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ۶۷ لاکھ افراد منشیات کا شکار ہیں جن میں ۷۸ فیصد مرد اور ۲۲ فیصد خواتین شامل ہیں۔ ان ۶۷ لاکھ میں زیادہ تعداد ۲۴ سال سے کم عمر افراد کی ہے جو کہ انتہائی تشویش کی بات ہے۔ مشہور امریکی جریدے "فارن پالیسی کے مطابق پاکستان میں ہر سال ڈھائی لاکھ افرا منشیات کے نتیجے میں موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ (۳)

پاکستان کی جامعات میں بھی منشیات کا استعمال بڑھتا جارہا ہے۔ تعلیمی اداروں کے سکیورٹی گارڈز اور اور تعلیمی اداروں کے باہر کھڑے ٹیکسی ڈرائیورز اس دھندے میں شامل ہوتے ہیں۔ ایک غیر سرکاری ادارے "ساسی" کے مطابق ۱۸ ماہ کے سروے کے مطابق سرکاری اداروں کے بچے بالعموم اور نجی اداروں کے بچے بالخصوص کسی نہ کسی صورت میں منشیات کے عادی ہیں جس کی شرح ۴۳ سے ۵۳ فیصد ہے۔ (۴)

"سیزر گوئیڈز" کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ میں سب سے زیادہ منشیات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ صوبے کے ایک لاکھ چالیس ہزار افراد ہیروئن کا شکار ہیں جبکہ ۸۴ ہزار افراد افیون کا شکار ہیں۔ صوبہ بلوچستان میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد کیمیکل نشہ کے عادی ہیں۔ صوبے میں ۱۷ ہزار افراد سرنج کے ذریعے نشہ کرتی ہے۔ صوبہ پنجاب میں ۱۵ سے ۶۴ سال کی عمر کے افراد مختلف قسم کے نشے کا شکار ہیں، صوبے کے ۸ لاکھ ۴۰ ہزار افراد ہیروئن اور ۸۶ ہزار افراد افیون کا نشہ کرتے ہیں۔

۱- انور غازی، پھولوں کو بچایئے، العربیہ نیٹ، پاکستان، ۲۴ جون ۲۰۱۰

۲- اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، ص:۴۹

۳- کامران اسلم ہوت، تعلیمی اداروں میں منشیات کی لعنت، سماء، ۱۱۴ کتوبر ۲۰۱۷

۴- مسرت قیوم، منشیات اور نسل نو، روزنامہ نوائے وقت، ۲۸ جنوری ۲۰۱۸

صوبہ سندھ میں نشہ آور افراد کی تعداد بھی کافی زیادہ ہے۔ صوبہ میں ۳ سے ۴ فیصد افراد چرس کا نشہ کرتے ہیں، سرنج سے نشہ کرنے والوں کے تعداد ۹۶ ہزار ہے، ۵ لاکھ ۷۰ ہزار افراد افیون کا شکار ہیں۔[۱]

حقوق اطفال کے عالمی چارٹر ۱۹۸۹ء کی دفعہ (۳۳) میں فریق ممالک کو بچوں کو منشیات اور دوسری نشہ آور اشیاء سے تحفظ دینے کے لیے اقدامات کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔[۲]

بچوں میں منشیات کے پھیلاؤ کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

۱- والدین کا بچوں کی مناسب تربیت نہ کرنا اور ان پر خصوصی توجہ نہ دینا جس کی وجہ سے بچے بری صحبت کا شکار ہو کر غیر اخلاقی سرگرمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں دولت اور تعلیم تو عام ہو گئی ہے لیکن پیار محبت اور ہمدردی جیسے جذبات کا فقدان ہو گیا ہے۔ نمود نمائش اور غرور کے اس دور میں والدین کو معلوم ہی نہیں کہ ان کے بچوں کا کن لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا ہے، کن لوگوں کے ساتھ مراسم ہیں، گھر میں کس وقت آتے ہیں اگر گھر لیٹ آتے ہیں تو اس کے پیچھے کیا وجہ ہے ان سب باتوں سے لاتعلقی کی وجہ سے بچے منشیات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۲- بچوں میں منشیات کے پھیلاؤ کی دوسری اہم وجہ پیسے کا بے دریغ استعمال ہے۔ صاحب حیثیت والدین اپنے بچوں کو کھلا پیسہ دے کہ اس بات سے غافل ہو جاتے ہیں کہ بچے اس پیسے کو کہاں صرف کر رہے ہیں جس کی وجہ سے بچے اس دلدل کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۳- بچوں کا منشیات کا عادی ہو جانے کی ایک وجہ باپ کا بچوں کے سامنے سگریٹ نوشی کرنا ہے جس کی وجہ سے بچے بھی ان سے متاثر ہو کر چوری چھپکے سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں جو آگے جا کر سنگین صورتحال کا باعث بن جاتی ہے۔

۴- منشیات کے شکار بچوں کی بڑی تعداد غریب بچوں کی ہوتی ہے۔ ان غریب گھروں میں غربت کے علاوہ کئی ایسے عوامل ہوتے ہیں جو بچوں کو گھروں سے دور کر دیتے ہیں یوں بچے باہر کے منفی اثرات کو جلد قبول کر لینے کی وجہ سے منشیات کا عادی بن جاتے ہیں۔

۵- بچوں میں غربت کے علاوہ جہالت اور بے روزگاری بھی منشیات کا سبب بنتی ہے۔ والدین کے آپس کے تعلقات بہتر نہ ہونا ان کا بچوں کے ساتھ برا سلوک، بچوں کو گھر میں خوشی نہ ملنا جس کی وجہ سے وہ گھر سے باہر برے لوگوں کی صحبت کا شکار ہو جاتے ہیں اور نشے کی دلدل میں دھنس جاتے ہیں۔

۶- بچے کا اپنے معاشرتی اور معاشی حیثیت سے مطمئن نہ ہونا اسے ذہنی دباؤ کا شکار کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے بچہ نشہ آور چیزوں کا سہارا لیتا ہے۔

۱- مبین امجد، منشیات کا استعمال، اسباب اور تدارک، دلیل، ۱۹ نومبر ۲۰۱۶

۲- مضامین انسانی حقوق، ص: ۲۴۷

۷- گداگری کے پیشے سے وابستہ بچے جلد منشیات کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنی زندگیاں برباد کر لیتے ہیں۔

۸- بعض دفعہ مسلسل ناکامیوں کی وجہ سے بچہ حالات کا مقابلہ نہیں کر پا رہا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ نشہ آور چیزوں میں سکون پانے کی کوشش کرتا ہے۔

۹- ایک اہم وجہ بچوں کو والدین دین کی صحیح تعلیم نہیں دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ غیر اخلاقی سرگرمیوں کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔[۱]

منشیات جیسی برائی کا بچوں پر بہت منفی اثر رونما ہوتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ اس کی وجہ سے بچے کی زندگی برباد ہو جاتی ہے تو کچھ غلط نہ ہو گا۔ ایسے بچے زندگی کے ہر میدان میں ناکام رہ جاتے ہیں۔ ایسا بچہ جب منشیات جیسی دلدل میں پھنستا ہے تو بہت سے جرائم میں مبتلا ہو کر صرف دنیا نہیں بلکہ آخرت بھی خراب کر لیتا ہے۔ ماہر نفسیات کے مطابق سگریٹ نوشی انسان کو لازمی طور پر نشے کی طرف لے جاتا ہے پاکستان میں بڑے افراد کے ساتھ ساتھ کم عمر بچے بھی منشیات کا شکار ہیں۔ ۱۲ سے ۱۸ سال کے بچوں میں منشیات کا رجحان بڑھنے لگتا ہے کیونکہ اس عمر میں بچے اپنے اردگرد کے ماحول سے جلد متاثر ہوتا ہے لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے تاکہ وہ منشیات جیسی لعنت کا شکار نہ ہو پائیں۔[۲]

۱- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص: ۳۲۶

۲- منشیات کا استعمال، اسباب اور تدارک، ۱۹ نومبر ۲۰۱۶

فصل سوم

پاکستان میں حقوق اطفال کی فلاح و بہبود کے لیے تجاویز

پاکستان میں حقوق اطفال کی فلاح وبہبود کے لیے تجاویز

بچے کسی بھی معاشرے کا مستقبل ہوتے ہیں اگر ان کی تعلیم و تربیت پر توجہ نہ دی جائے تو وہ معاشرے پر بوجھ بن جاتے ہیں۔ بلاشبہ اچھے بچوں سے اچھی قومیں بنتی ہیں جبکہ بگڑے ہوئے بچوں سے آنے والے کل کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اس لیے بچوں کو قومی امانت سمجھ کر ان کی تربیت مثبت انداز میں کرنا قوم کی خدمت ہے۔ پاکستان میں بچوں کو متعدد مسائل درپیش ہیں ان مسائل کا سدباب وقت کی اہم ضرورت ہے۔ لہذا ایسے قوی اقدامات کرنا چاہیے جس سے بچوں کے حقوق کو تحفظ فراہم ہوسکے اور معاشرہ ترقی کی طرف گامزن ہو جائیں۔

۱-چائلڈ لیبر کا خاتمہ

چائلڈ لیبر سے مراد بچوں کو کم عمری میں تعلیم و تفریح سے محروم کر کے محنت مشقت پر لگا دینا۔ افسوس پاکستان میں چائلڈ لیبر کی سرعام خلاف ورزی کی جارہی ہے اور حکومت چائلڈ لیبر کو کنٹرول کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ عالمی ادارے آئی ایل او (انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن) کے مطابق ۱۲ ملین بچے چائلڈ لیبر کا شکار ہیں جس کی شرح میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ یونیسف کی ۲۰۱۲ء کی رپورٹ کے مطابق کم سن کام کرنے والے بچوں کی تعداد ایک کروڑ تھی جو اب دوگنی ہو چکی ہے۔[۱]

دین اسلام بچوں کے حقوق کو ہر طرح سے تحفظ فراہم کرتا ہے اور بچوں کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے۔ رسول پاک ﷺ بچوں کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا

((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ))[۲]

جو بچوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

اس حدیث مبارکہ سے اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کس حد تک بچوں کے حقوق کا قائل ہے جس کی مثال دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔ جہاد اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ رسول پاک ﷺ کا یہ طریقہ کار رہا ہے کہ وہ جہاد میں بچوں کی شرکت سے منع فرماتے تھے۔ جب جہاد جیسے اہم فریضے میں بچوں کی شرکت سے منع فرمایا گیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ بچوں کو محنت مزدوری کی اجازت دی گئی ہو۔[۳]

چائلڈ لیبر بچوں کے استحصال کی ایک بہت بڑی وجہ ہے لہذا اس کے خاتمے کے لیے اقدامات کر کے اس سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے۔ اگر درج ذیل اقدامات کیا جائے تو اس مسئلے پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

۱- آج کا دن، چھوٹوں کے نام، ۱۲ جون ۲۰۱۵

۲- صحیح بخاری، کتاب الأدب ، باب رحمته الولدوتقبيله، حديث:۵۹۹۷، ۵/۵۸۶

۳- اسلام میں بچوں کے حقوق اور تحفظ، ص: ۴۷

۱- حکومت کو چاہیے کہ وہ بے سہارا اور نادار لوگوں کی مدد کرے۔ یہ مسلم حکمرانوں کا فرض ہے کہ جو لوگ غریب ہیں جن کا کوئی کمانے والا نہ ہو ان کی بیت المال یا سرکاری خزانوں سے کفالت کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تمام بچوں کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر کیے جاتے تھے جو ان کے والدین کو دیئے جاتے تھے اور جو بچے لاوارث یا یتیم ہوتے تھے ان کی الگ سے نگہداشت کی جاتی تھی یہ مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی کفالت اور تعلیم و تربیت کا انتظام کریں تاکہ بچوں کو درپیش مسائل کا حل ممکن ہو سکے۔ [۱]

۲- اگر معاشرے کا ہر فرد جس کے مالی حالات بہتر ہوں وہ اپنے کسی غریب پڑوسی یا رشتے دار کی امداد کرے تو چائلڈ لیبر سے فرار ممکن ہو سکتی ہے کیونکہ ہر غریب کسی کا پڑوسی یا رشتے دار ہوتا ہے۔ [۲]

۳- اگر بین الاقوامی تنظیمیں غریب ممالک کے نادار افراد کی امداد کریں تو اس مسئلے سے نجات ممکن ہو سکتی ہے۔ اگر معاشرہ، ملک اور بین الاقوامی برادری اپنا مثبت انداز میں کردار ادا کرے تو چائلڈ لیبر جیسے مسئلے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

۴- حکومت کو چاہیے کہ وہ غریب والدین کو روزگار مہیا کرے تاکہ وہ اپنے بچوں کو غربت کی وجہ سے کام پر لگائیں اور ان کو تعلیم حاصل کرنے دیں۔

۵- حکومتی سطح پر ایسا سخت قانون بنایا جائے کہ والدین اپنے بچوں کو سکول بھیجنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے والدین کے خلاف سخت کاروائی کی جائے۔ تاکہ چائلڈ لیبر کو روکا جا سکتا ہے۔

۶- چائلڈ لیبر کو روکنے کے لیے حکومت کے علاوہ افراد کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ ہر بچہ تعلیم حاصل کر سکے۔ [۳]

اس طرح اقدامات کر کے چائلڈ لیبر کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکا جا سکتا ہے۔ پاکستان کے صوبے پنجاب کی حکومت نے چائلڈ لیبر کے خلاف موثر انداز میں اقدامات کیے ہیں جیسے مزدور کے بچوں کو معیاری تعلیم، کتابیں، یونیفارم، خوراک اور ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کر کے عملی اقدامات کیے ہیں۔ اس کے علاوہ اینٹوں کے بھٹوں پر چھاپے مار کر بہت سے بچوں جبری مشقت سے نجات دلا کر تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا ہے جس پر پرنٹ میڈیا اور الیکٹرک میڈیا نے دل کھول کے داد دی ہے۔ دوسرے صوبوں کے وزراء کو بھی چاہیے کہ وہ چائلڈ لیبر کے خلاف موثر اقدامات کر کے بچوں کو استحصال سے بچائیں۔

۲- بچوں پر تشدد کا خاتمہ

بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے ضروری ہے کہ ان کو زندگی کے ہر معاملے میں سازگار ماحول کی فراہمی کو ممکن بنایا جائے اور ایسی تمام اسباب کا سدباب کیا جائے جس سے بچے کے حقوق ضبط ہوتے ہوں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں بچوں پر تشدد

۱- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص: ۳۲۱

۲- آج کا دن، چھوٹوں کے نام، ۱۲ جون ۲۰۱۵

۳- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص: ۳۲۲

کی کئی صورتیں پائی جاتی ہیں جو بچوں کی تعلیم و تربیت اور ترقی میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ پاکستان میں بچوں کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ تشدد کی ان تمام صورتوں کا سدباب کیا جائے اور اس حوالے سے موثر اقدامات کیے جائیں۔ بچوں پر تشدد کی مختلف صورتوں کے حل کے لیے اگر درج ذیل اقدامات کیے جائیں تو ان مسائل کا حل ممکن ہو سکتا ہے۔

۳۔ جسمانی، ذہنی اور جنسی تشدد کا خاتمہ

بچوں پر جسمانی اور ذہنی تشدد کے خاتمے کے لیے ضروری ہیں کہ تعلیمی اداروں، کام کرنے والی جگہوں جیسے کارخانے، فیکٹریاں وغیرہ، جیلوں میں بچوں پر جسمانی سزا کا خاتمہ کیا جائے کیونکہ جسمانی سزا ذہنی سزا کا بھی موجب بنتی ہے۔ بچوں پر جسمانی سزا اتنا اثر نہیں کرتی جتنا نفسیاتی سزا جیسے اگر استاد کا تھوڑے وقت کے لیے بچے کی اصلاح کے لیے ناراض ہو جانا۔ جسمانی سزا سے بچہ ڈھیٹ ہو جاتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے جس میں اس پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ (۱)

دین اسلام بچوں پر تشدد کی تمام صورتوں کی ممانعت کرتا ہے اور ان کے ساتھ پیار و محبت کا سلوک رکھنے کا حکم دیتا ہے۔
ارشاد نبوی ﷺ ہے

((لَيْسَ مِنَّا مَن لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرِ كَبِيرَنَا)) (۲)

جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

اسلام بچوں پر تشدد کے کسی اقدام کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بچوں پر ۷ سال کی عمر میں نماز کی ترغیب دی ہے جبکہ ۱۰ سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے کی صورت میں مارنے کی اجازت دی ہے اور اس اجازت میں بھی کچھ شرائط رکھی ہے کہ بچوں کے چہرے پر ضرب نہ لگائی جائے اور کوئی بھی ایسی ضرب نہ لگائی جائے جو نشان چھوڑ جائے اس کے علاوہ غصہ اور اشتعال میں مارنے سے بھی منع کیا ہے اس سے یہ بات کھل کے سامنے آجاتی ہے کہ بچوں کو مارنے کی اسلام میں عملی شکل کیا ہے۔

پاکستان میں بچوں کو بے جا مار پیٹ کا رواج عام پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے بچے جسمانی اور ذہنی مسائل کا شکار ہو کر غیر اخلاقی سرگرمیوں کا حصہ بن جاتے ہیں لہٰذا اس مسئلے کے حل کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جائیں تو کافی حد تک بچوں کو جسمانی تشدد سے بچایا جا سکتا ہے۔

ا- بچوں کو جسمانی اور ذہنی سزا دینے میں اسلام نے جو شرائط رکھی ہیں ان کو مد نظر رکھنا چاہیے اور یہ بات تمام علماء کرام سے بھی ثابت ہے کہ اسلام بچوں کو جسمانی سزا دینے سے روکتا ہے۔

ب۔ اس کے علاوہ حکومتی سطح پر ایسے سخت قانون بنائیں جس میں بچوں کو جسمانی سزا دینے والوں کو سخت سزا سے دوچار ہونا

۱- اسلام میں بچوں کے حقوق اور تحفظ ۴۰

۲- سنن ابی داؤد، كتاب الأدب، باب في الرحمة، حديث: ۴۹۴۳، ۴/ ۳۲۱

پڑے۔[۱]

پاکستان میں بچے جسمانی تشدد کے علاوہ جنسی تشدد کا بھی شکار ہیں جن میں چھوٹے بچوں اور بچیوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ آئے روز ملک میں بچے اس درندگی کا شکار ہو رہے ہیں حال ہی میں "قصور" اور "مردان" میں بچوں پر جنسی تشدد کے واقعات رونما ہوئے ہیں جو کہ افسوسناک ہیں۔ پاکستان کی ایک غیر سرکاری تنظیم "ساحل" کے مطابق پاکستان میں ہر روز ۱۱ بچے جنسی تشدد کا شکار ہوتے ہیں۔[۲]

بچوں پر جنسی زیادتی کو کنٹرول کرنے کے لیے حکومت اور عوام کو درج ذیل اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

ا- والدین کو اپنے بچوں کی حفاظت کرنی چاہیے انہیں بلاضرورت گھر سے باہر نہ جانے دیں اور ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنی چاہیے کہ وہ کس کس سے ملتے ہیں۔

ب۔ جنسی تشدد کی اکثر وارداتوں میں اپنے رشتے دار ملوث پائے گئے ہیں لہذا ان پر اندھا اعتبار کرتے ہوئے کبھی بچوں کو ان کے سہارے نہ چھوڑیں۔

ج-بچوں کو کسی بھی اجنبی سے ملنے، کھیلنے اور کوئی بھی چیز نہ لینے دیں۔

د۔ اگر کوئی بچہ سکول میں استاد یا کسی اسٹاف کے بارے میں کوئی شکایت کرے تو اس کو نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ فوری طور پر اس کے بارے میں ایکشن لیا جائے۔

ہ۔ حکومتی سطح پر بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کرنے والوں کے لیے سخت سزا کا تعین کیا جائے جو باقی تمام لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بن جائیں۔[۳]

۴-غربت کا خاتمہ

پاکستان میں ۴۰ فیصد آبادی غربت کے مسئلے سے دوچار ہے جس کی وجہ سے بہت سے بچے اپنا بچپن کھو دینے کے علاوہ تعلیم سے محروم ہو کر کارخانوں، فیکٹریوں، ہوٹلوں میں محنت کرنے پر مجبور ہیں۔ غربت ہی کی وجہ سے ملک میں بچے چائلڈ سٹریٹ جیسے مسئلوں کا شکار ہیں ان بچوں میں بہت سے بچے سڑکوں پر بھیک مانگتے، نشہ کرنے، جنسی زیادتی کا شکار ہوتے ہیں اس کے علاوہ کم عمری میں شادی کا ہو جانا، پیسوں کی کمی کی وجہ سے لوگوں کا بچوں کی پیدائش کا اندراج نہ کروانا، تعلیم سے دور ہو جانا، صحت کی بنیادی ضروریات جیسے خوراک، علاج اور دوا سے محروم ہو جانا، ان سب مسائل کا شکار بچے غربت کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ غربت کی وجہ سے بہت سے بچے مختلف جرائم میں ملوث ہو کر کم عمری میں جیلوں میں قید ہو جاتے ہیں جو ان

۱- اسلام میں بچوں کے حقوق اور تحفظ، ص: ۴۱

۲- روزنامہ نوائے وقت، پاکستان سمیت دنیا بھر میں جارحیت کا شکار بچوں کا عالمی دن آج منایا جارہا ہے، ۴ جون ۲۰۱۷

۳- اسلام میں بچوں کے حقوق اور تحفظ، ص:۴۱

کی جسمانی وذہنی صحت کے لیے خطرناک ہوتا ہے۔[1]
لہذا بچوں کو معاشرے کا کار آمد فرد بنانے کے لیے ضروری ہے کہ غربت جیسے شر کا خاتمہ کیا جائے اور موثر اقدامات کر کے بچوں کے مستقبل کو محفوظ بنایا جائے۔

۱- سڑیٹ چائلڈ کے مسئلے کی سب سے بڑی وجہ غربت ہے جس کی وجہ سے بچے بھکاری یا چھوٹے چھوٹے روز گار میں الجھ کر رہ جاتے ہیں۔لہذا حکومت کو چاہیے کہ جو بچے لاوارث ہیں اور سڑکوں پر پنا لینے پر مجبور ہیں ان کی تعلیم و تربیت اور نگہداشت کے لیے عملی اقدامات کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تمام بچوں کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر کیے جاتے تھے جو ان کے والدین کو دیئے جاتے تھے اور جو بچے لاوارث یا یتیم ہوتے تھے ان کی الگ سے نگہداشت کی جاتی تھے یہ مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی کفالت اور تعلیم و تربیت کا انتظام کریں تا کہ بچوں کو درپیش مسائل کا حل ممکن ہو سکے۔[2]

۲-والدین غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں کمانے پر لگادیتے ہیں یا پھر بچیوں کو چھوٹی عمر میں بیاہ دیتے ہیں تا کہ ان کا معاشی بوجھ کم ہو۔ایسی بچیاں جسمانی اور ذہنی طور پر مضبوط نہیں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ دوران حمل بہت سے پیچیدگیوں کا شکار ہو جاتی ہیں اور بعض دفعہ موت کا شکار بھی ہو جاتی ہیں۔کم عمری میں شادی کی ایک وجہ تعلیمی اداروں کا دور ہونا ہے جس کی وجہ سے بہت سے بچوں کی کم عمری میں شادی کر دی جاتی ہے لہذا حکومت کو چاہیے کہ شہروں کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں بھی زیادہ سے زیادہ تعلیم ادارے کھولے۔اس کے علاوہ کم عمری شادی کو روکنے کے لیے سخت قوانین کا نفاذ ممکن بنایا جائے اور خاص طور پر نکاح خواہ کو چاہیے کہ وہ نکاح پڑھوانے سے پہلے لڑکے اور لڑکی کا شناختی کارڈ ضرور دیکھیں۔لہذا حکومت کو بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے ان اقدامات کو عملی جامہ پہننا ضروری ہے۔[3]

۳- غربت کی وجہ سے والدین اپنے بچوں کو نہ تو تعلیم دلواسکتے ہیں نہ صحت کی بنیادی ضروریات کو پورا کرسکتے ہیں۔پاکستان میں اس وقت ۶ کروڑ بچے ایسے ہے جن کی پیدائش کا اندراج ابھی تک نہیں ہوا اس کی سب سے اہم وجہ کاغذی کاروائی کے دوران بھاری فیس اور والدین کا دقیانوس ہونا ہے۔[4]

۴- غربت کی وجہ سے بچے جرائم کا ارتکاب کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ جیلوں میں قید جیسے ماحول کا حصہ بن جاتے ہیں۔

1- Poverty in Pakistan: Trends and Issues, Muhammad asfaq,Ashfaq, M,Jehangir, Waqar A,Hussain, Intizar,Islamabad, Pakistan,2004,P: 4

2-The State of children in Pakistan,P:162

۳-کم عمری کی شادی، اسباب و اثرات، ۱۱ نومبر ۲۰۱۵

4-The State of Children in Pakistan ,P:163

جیلوں میں قید بچوں کی ۲ اقسام ہیں ایک وہ جو کسی جرم میں لائے جاتے ہیں جبکہ دوسری قسم ان بچوں کی ہوتی ہے جو جیلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور وہیں پلتے ہیں یہ دونوں بچے خصوصی توجہ کے مستحق ہیں ان بچوں کو دینی اور اخلاقی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ علما کرام اور سماجی کارکنوں کو اس سلسلے میں خصوصی اقدامات کرنا چاہیے۔ جیل کی انتظامیہ کی اجازت سے جیل میں موجود بچوں سے ملاقات کر کے وعظ و نصیحت کرنی چاہیے۔ جہاں بچوں کی بیرا کیں بنائی جائے تا کہ وہ محفوظ ہوں تا کہ ان کو جنسی زیادتی کا نہ نشانہ نہ بنایا جائے۔ چھوٹے جرائم میں ملوث بچوں کی رہائی اور ماؤں کے ساتھ بچوں کے مستقبل کی فکر کرتے ہوئے ضروری اقدامات کرنے چاہیے۔

۵- ملک کے مخیر حضرات کو بھی چاہیے کہ وہ لاوارث اور غریب بچوں کی فلاح بہبود کے لیے حکومت کے ساتھ تعاون کریں، اس وقت پاکستان میں ایدھی، انصار برنی جیسے ٹرسٹ اور دوسرے بچوں کے فلاح بہبود کی تنظیمیں اپنی کوششیں کر رہی ہیں۔ [۱]

۵- تعلیم کو عام کرنا

بلاشبہ تعلیم کسی ملک کی ترقی کی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم کے بغیر کوئی قوم بھی اپنے مقاصد اور اہداف حاصل نہیں کر سکتی لہذا ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے کے لیے تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے۔ بچے کے حق میں سب سے اہم حق تعلیم کا حق ہے جس کے ذریعے وہ معاشرے کا ایک مفید اور مہذب فرد بن سکتا ہے۔ پاکستان میں تعلیم کی شرح ۵۸ فیصد ہے جو کہ کم ہے ابھی بھی ملک کے ۲۰ فیصد بچے تعلیم سے محروم ہے۔ پاکستان تعلیم پر جی ڈی پی کا ۲ فیصد خرچ کرتا ہے جو کم بہت ہی کم ہے۔ جبکہ بین الاقوامی قانون کے مطابق اس کی شرح ۴ فیصد تک ہونی چاہیے۔ [۲]

اسلام تعلیم کے حوالے سے تمام لوگوں کے لیے علمبردار ہے۔ حضور ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ بھی اس تاکید سے ہے کہ پڑھنا لکھنا واجب ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ [۳]

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا

آپؐ نے اپنے صحابہ کو تعلیم حاصل کرنے کی تاکید کی اور اسے عورت اور مرد دونوں پر فرض قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

۱- بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص:۳۲۱

2- The State of Children in Pakistan,P:126

۳- سورۃ العلق:۹۶/۱

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))(۱)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

مندرجہ بالا آیت اور احادیث اس بات کی ضمانت ہے کہ دین اسلام کس قدر تعلیم کو ہر انسان کے لیے ضروری قرار دیتا ہے۔

پاکستان میں تعلیم کے راہ میں حائل رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

۱- پاکستان تعلیم پر جی ڈی پی کا ۲ فیصد خرچ کرتا ہے جو کہ بہت ہی کم ہے جبکہ بین الاقوامی قانون کے مطابق اس کی شرح ۴ فیصد تک ہونی چاہیے۔لہذا تعلیم میں بہتری کے لیے جی ڈی پی میں اضافہ کرنا ضروری ہے۔

۲- پاکستان کے آئین کی دفعہ نمبر ۲۴/ا حکومت کو پابند کرتا ہے کہ وہ ہر بچے کو ۱۶ سال تک کی عمر تک تعلیم کو ممکن بنائیں گا۔لیکن حکومت اس کو ممکن بنانے سے ابھی تک قاصر ہے۔پاکستان میں ابھی تک ۶ سے ۱۶ سال تک کے عمر کے ۲۰ فیصد بچے سکول جانے سے قاصر ہیں۔لہذا اس دفعہ پر اگر سختی سے عمل کیا جائے تو تعلیم کی رفتار تیز کی جاسکتی ہے۔(۲)

۳- بچوں کی تعلیم کو ممکن بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ایسے سخت قانون بنائیں جس میں والدین اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے پر مجبور ہو جائیں اور جو والدین اس قانون کی خلاف ورزی کریں تو ان کو سخت سزا دی جائے۔

۴- تعلیم کی شرح میں اضافہ کے لیے ضروری ہے کہ شہروں کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں تعلیمی اداروں کا اہتمام کیا جائے اور آمدورفت کی سہولتیں بھی مہیا کی جائیں۔

۵- تعلیم نسواں کا باقاعدہ اہتمام کیا جائے۔

۶- طلبہ کے لیے درست میڈیم کا چناؤ کیا جائے۔زیادہ سے زیادہ اساتذہ کا تقرر کیا جائے اور نصاب میں یکسانیت پیدا کی جائے۔(۳)

۶-منشیات کا خاتمہ

پاکستان میں بچوں کے سماجی مسائل میں ایک اہم مسئلہ بچوں کا منشیات کا عادی ہونا بھی ہے۔اس کا آغاز عموماً سگریٹ نوشی سے ہوتا ہے جو آگے جا کر ہیروئن اور چرس پر ختم ہوتا ہے۔منشیات کا شکار سب سے زیادہ مزدور بچے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بہت جلد سینے کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔مشہور امریکی جریدے "فارن پالیسی" کے مطابق پاکستان میں ہر سال ڈھائی لاکھ افراد منشیات کے نتیجے میں موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔(۴)

۱-سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمہ، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، حدیث:۲۲۴، ۸۱/۱

۲- قیوم نظامی، پاکستان کا بنیادی مسئلہ تعلیم، روزنامہ نوائے وقت، ۶ اگست ۲۰۱۶

۳- پاکستان میں اہم تعلیمی مسائل اور ان کا حل، ۲۴ مارچ ۲۰۱۳

۴- تعلیمی اداروں میں منشیات کی لعنت، ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۷

دین اسلام میں کسی بھی قسم کا نشہ حرام ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[1]

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔

بچوں کو منشیات جیسی لعنت دے دور رکھنے کے لیے اگر درج ذیل اقدامات کیے جائیں تو اس لعنت سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

۱- حکومت کو چاہیے کہ وہ منشیات کے خاتمے کے لیے عملی اور سخت اقدامات کریں۔ یہ اقدامات صرف وعظ و تلقین پر نہ ہو بلکہ عملی اقدامات کی صورت میں ہوں۔

۲- والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے تعلیم و تربیت اور نگرانی صحیح نہج پر کریں اور بچوں کو دینی تعلیمات کی روشنی میں منشیات کے نقصانات سے آگاہ کریں۔

۳- تعلیمی ادارے اور اساتذہ کے پاس بچے امانت ہوتے ہیں لہذا ان کو چاہیے کہ وہ بچوں میں منشیات کے نقصانات کا شعور پیدا کریں۔

۴- نصاب تعلیم میں ایسے مضامین شامل کیے جائیں جس سے بچوں میں منشیات کے خلاف نفرت پیدا ہو۔

۵- منشیات سے بچاؤ کی ذمہ داری علما کرام پر بھی عائد ہے لہذا انھیں چاہیے کہ وہ لوگوں میں اپنے علم کی بدولت منشیات سے دور رہنے کی تلقین کریں۔

۶- منشیات کی لعنت کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے ختم کرنے کی اور لوگوں کو اس کے نقصانات سے آگاہ کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔[2]

۷- صحت کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی

مشہور قول ہے "صحت ہزار نعمت ہے" لکھنے پڑھنے میں یہ عام سا جملہ لگتا ہے لیکن ان الفاظ کی اہمیت کا اندازہ ہسپتالوں میں موجود مریضوں کو دیکھ کر بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

دین اسلام بچوں کو صحت کی تمام سہولیات فراہم کرنے کی تاکید کرتا ہے اور اس کی ذمہ داری ریاست اور والدین پر عائد کرتا

۱- سورۃ مائدہ:۵/۹۰

۲- بچوں کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار، ص:۳۰۵

ہے۔ اللہ تعالی نے کوئی بھی ایسی بیماری نہیں رکھی جس کا علاج نہ ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

((مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ دَوَاءً)) (۱)

خدا نے کوئی بھی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کی دوا پیدا نہ کی ہو۔

"پرہیز علاج سے بہتر ہے" کا نسخہ بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے ہمیں بہت سی ہدایات ملتی ہیں جس پر عمل کر کے بیسیوں بیماریوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے جیسے مسواک کرنا، کھانے سی پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا، دائیں ہاتھ سے کھانا، کھانا۔ صاف پانی پینا، وضو اور غسل سے صفائی کا خیال رکھنا، ناخن کاٹنا، گندگی سے بچنا، کھانے پینے کی اشیاء ڈھک کر رکھنا، پاک صاف لباس پہننا وغیرہ شامل ہیں ان باتوں پر عمل کر کے بہت سے بیماریوں سے بچا جاسکتا ہے۔

پاکستان کے سماجی مسائل میں سے حفظان صحت کے اصولوں کا خیال نہ رکھنا ہے جو سب سے زیادہ بچوں کو متاثر کر رہا ہے۔ پاکستان میں ۶۶ لاکھ بچے پینے کے صاف پانی اور ۶۰ لاکھ بچے صابن سے ہاتھ دھونے کی نعمت سے محروم ہے۔ جس کی وجہ سے ۵۳ ہزار بچے ہیضہ کے مرض سے فوت ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ۶۰ فیصد بچے ماں کے دودھ سے محروم ہیں جس کی وجہ سے وہ مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہر سال پانچ سال سے کم عمر ۱۰۰۰ بچوں میں سے ۱۱۰ بچے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں پاکستان میں صحت کی صورتحال کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان کے کل بجٹ کا صرف ۶.۰ فیصد صحت پر خرچ کرتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے دیہی علاقے کے ۴۰ فیصد لوگ صحت کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے۔

یونیسف کے مطابق دنیا کے ۱۹۴ ممالک میں سے پاکستان ۱۴۷ نمبر پر آتا ہے جہاں شرح اموات ۱۰۰۰ میں سے ۱۱۰ ہے طبی جریدے "دی لانسٹ" کے مطالعاتی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۵ء میں دنیا میں سب سے زیادہ مردہ بچوں کی پیدائش پاکستان میں ہوئی۔ پاکستان میں یہ شرح ۱۰۰۰ بچوں میں ۴۳ ہے جو پسماندہ افریقی ممالک سے بھی کم ہے۔ (۲)

بچوں کی صحت کی بحالی کے لیے ٹھوس اقدامات کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے ورنہ مستقبل کے یہ معمار معاشرے کا ایک کارآمد فرد بننے کے بجائے معاشرے پر بوجھ بن جائیں گے۔ لہذا اگر درج ذیل اقدامات کیے جائیں تو اس سماجی مسئلے پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

۱- پاکستان کل بجٹ کا صرف ۶.۰ فیصد صحت پر خرچ کرتا ہے جو کہ بہت ہی کم ہے لہذا سب سے پہلے اس بجٹ میں اضافہ کرنا بے حد ضروری ہے تاکہ بچوں کی صحت کا عمل بحال رہے۔

۱- سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب: ما انزل اللہ داء إلا انزل له شفاء، حدیث نمبر: ۳۴۳۸، ۴/ ۵۸۳

2-"Child protection data: an analysis of newspaper coverage of child protection issues in Pakistan,P:126

۲- شہروں کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں بھی صحت کی بنیادی ضروریات جیسے ہسپتالوں کی سہولت، دوائیں، جدید مشنیری، ماہر عملہ وغیرہ کی فراہمی کے ساتھ ساتھ آمدورفت کے نظام میں بہتری لائی جائے تاکہ مریض پر وقت اور آسانی سے طبی مراکز پہنچ سکے۔

۳- بچوں کی صحت کے معیار کو بہتر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ۱۲ ماہ سے ۲۳ ماہ تک کے بچوں کو ویکسین لگوائی جائیں اور ان ٹیکوں کی فراہمی حکومت کی ہے جبکہ بچوں کو ٹیکے لگوانے کی ذمہ داری والدین پر عائد ہے۔ ان ٹیکوں کی مدد سے بہت سی بیماریوں سے جیسے خناق، تپ دق، خسرہ، یرقان سے تحفظ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۴- صحت کے شعبے کو بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کے شہروں کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں بھی صاف پانی کے فلٹر کا انتظام کیا جائے تاکہ بہت سی بیماریوں سے بچا جاسکے۔ (۱)

۵- سروے کے مطابق ۱۵ سال سے ۴۹ سال تک کی ۱۴ فیصد عورتیں کمزور ہیں اور ۴۰ فیصد عورتوں کا اوسط سے زیادہ ہے۔ طبی ماہرین کے نزدیک طبی مراکز میں خاص طور پر زچگی کے لیے مناسب آلات اور مناسب ضروریات کے علاوہ ماہر دائیوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ (۲)

۶- بچوں کو معذوری سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ پولیو مہم کو مضبوط بنایا جائے اور اس کی رسائی گلی گلی ممکن بنائی جائے۔

۷- دیہی علاقوں میں ماہر ڈاکٹروں کو عمدہ مراعات دے کر تعینات کیا جائے تاکہ ان علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو عمدہ علاج میسر آسکے۔

۸- طبی مراکز میں ڈاکٹروں اور عملے کی ڈیوٹی پر موجودگی کو ہر صورت ممکن بنایا جائے اور غفلت برتنے والوں کے خلاف سخت اقدامات کیے جائیں۔ (۳)

۹۔ ملک میں غریب لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاکر ان کے اعضاء کی خرید و فروخت کو روکا جائے اور اس اقدام کے کرنے والوں کی عبرت ناک سزا دی جائے۔ ابھی حال ہی میں لڑکیوں کے جہیز پیکج کا لالچ دے کر بون میرو نکالنے کا بھی انکشاف ہوا ہے۔ (۴)

---

1 -Child protection data: an analysis of newspaper coverage of child protection issues in pak,P:44

۲۔ حماد عباسی، نئے سروے میں صحت و تعلیم کی افسوسناک صورتحال، ڈان نیوز، ۲۸ فروری ۲۰۱۴

۳۔ سید انور محمود، بچوں کا عالمی دن اور حقیقت، مکالمہ، ۱۹ نومبر ۲۰۱۶

۴۔ رحمت بلوچ، شعبہ صحت میں اصلاحات لانے کے لیے اقدامات کیے ہیں، روزنامہ آزادی، کوئٹہ، ۲۷ مارچ ۲۰۱۷

نتائج بحث

مقالہ تحقیق سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔

ا۔ دین اسلام نے بچوں کے حقوق کے حوالے سے جو ہدایات دی ہیں وہ حقوق اطفال کے عالمی چارٹر (سی آر سی) میں دی گئی ہدایات کی نسبت بچوں کے وسیع تر مفاد میں ہیں۔

۲۔ حقوق اطفال کے عالمی چارٹر میں بچوں کے کچھ حقوق کو عمومی طور پر بیان کر کے کچھ حقوق کو نظر انداز کیا گیا ہے جو اسلامی نقطہ نظر کے خلاف ہیں۔

۳۔ اسلام ایک آفاقی، الہامی مذہب ہونے کے حوالے سے بچے کے متعلق ایک حقیقی اور منصفانہ زادیہ فکر رکھتا ہے جو کہ انتہائی قدرتی ہے۔ اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جو بچوں کو صرف بعد از پیدائش ہی نہیں بلکہ قبل از پیدائش (زندگی، وراثت، وصیت، وقف، اور نان نفقہ) بھی حقوق کی فراہمی کو ممکن بنا کر بچوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے جس کی دنیا کے دیگر معاشروں میں مثال نہیں ملتی۔

۴۔ پاکستان میں حقوق اطفال کی ناکامی کی وجہ جہالت، رسم ورواج کے ڈیرے، وسائل کی کمی، کرپٹ حکمران اور کمزور حکومتی پالیسیاں ہیں۔

تجاویزوسفارشات

اس تحقیقی مقالے کے درج ذیل چند تجاویز وسفارشات پیش خدمت کی جاتی ہیں۔

۱۔ بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ملکی، صوبائی اور ضلعی سطح پر نگران کمیٹیاں تشکیل دی جائے جن میں حکومتی ارکان کے علاوہ علماء کرام اور مقامی معزز افراد کو بھی شامل کیا جائے جو عالمی معاہدہ سی آر سی اور اسلام مین دیئے گئے بچوں کے حقوق کو مد نظر رکھ کر قوانین مرتب کریں اور ان قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے سخت اقدامات کو اپنائیں۔

۲۔ ابلاغ عامہ اور پریس میڈیا کے ذریعے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر عوام میں حقوق اطفال کے بارے میں شعور بیدار کیا جائے اس مقصد کے لیے علماء کرام کا تعاون بھی حاصل کیا جائے کہ وہ اپنی تقاریر اور جمعہ کے خطبہ میں بچوں کے مذکورہ حقوق کی آگاہی اور شعور عوام میں پیدا کریں۔

۳۔ پاکستان کے آئین کی دفعہ ۲۵ اے کے تحت تعلیم کو بچون کا بنیادی حق قراد دیا گیا ہے۔ حکومت اور معاشرتی اداروں کو چاہیے کہ وہ اس بنیادی حق کو عملی طور پر لاگو کریں۔ اسی طرح بچوں کی صحت اور خوراک کے سلسلے میں کم سے کم ضلعی سطح پر تمام سرکاری ہسپتالوں میں بچوں کی خصوصی بیماریوں کت علاج کے لیے چلڈرن وارڈ مخصوص ہونے چاہیے۔

۴۔ حقوق اطفال کے عالمی چارٹر میں دی گئی دفعات اور اسلام میں بچوں کے حوالے سے دی گئی تعلیمات میں تصادم کی صورت میں اسلامی تعلیمات کو فوقیت دی جائے۔

۵۔ طفلان ملت کی اعلیٰ تربیت، عمدہ تعلیم، مناسب پرورش، مہذب نگہداشت، اور خصوصی دیکھ بھال کے لیے والدین ایسے پروگرام کا انعقاد کیا جائے جو بچے کو معاشرے کارآمد شہری بنانے میں معاون ثابت ہوسکے۔

۶۔ بچون کو درپیش مسائل پر قابو پانے کے لیے تجویز کیا جاتا ہے کہ حکومت کے علاوہ معاشرے کے ہر فرد کو اس مہم میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ بچوں کے حقوق کو محفوظ کیا جاسکے۔

۷۔ حقوق اطفال کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کا نفاذ کیا جائے کیونکہ اسلامی تعلیمات خود ساختہ نہیں ہیں بلکہ عملی طور پر ثابت شدہ ہیں۔

فہرست آیات

شمار	آیت کریمہ	نام سورۃ	سورۃ اور آیت نمبر	مقالہ صفحہ نمبر
۱	رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً------	البقرہ	۱۲۸/۲	۴۸
۲	وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُم-----	البقرہ	۱۹۰/۲	۱۸۵
۳	وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.......	البقرہ	۲۲۸/۲	۱۶۸
۴	وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ---	البقرہ	۲۳۳/۲	۵۸،۳۲،۱۷۲،۳۳،۱۸۹،۱۸
۵	وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى	البقرہ	۲۳۷/۲	۵۸،۶۷
۶	لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ---	البقرہ	۲۵۶/۲	۱۸۴
۷	هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ-----	آل عمران	۲/۳	۱۷
۸	وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ	آل عمران	۱۳۴/۳	۵۸
۹	وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوْا الْخَبِيْثَ------	النساء	۲/۴	۱۹
۱۰	وَابْتَلُوْا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوْا النِّكَاحَ فَاِن-----	النساء	۶/۴	۲۰
۱۱	يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ	النساء	۱۱/۴	۲۰
۱۲	وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا ------	النساء	۱۲۷/۴	۴۲
۱۳	وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى	المائدہ	۲/۵	۱۸۰
۱۴	وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا	المائدہ	۲۳/۵	۲۴
۱۵	مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۃ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ----	المائدہ	۳۲/۵	۱۶۹،۲۲
۱۶	وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً -----	المائدہ	۳۸/۵	۵۴
۱۷	بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ	المائدہ	۵۰/۵	۵
۱۸	يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ -------	المائدہ	۹۰/۵	۲۳۱،۲۲۷،۱۷۶
۱۹	وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ -----	الانعام	۱۳۷/۶	۶۴
۲۰	قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ	الانعام	۱۴۰/۲	۱۸،۶۴
۲۱	قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا -------	الانعام	۱۵۱/۶	۶۵،۱۶۹
۲۲	وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَمَا-----	الاعراف	۸۰/۷	۱۷۷

۲۳	وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ	الانفال	۲۸/۸	۱۶۳
۲۴	وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ	الانفال	۶۰/۸	۵۶
۲۵	اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا	یونس	۳۶/۱۰	۵
۲۶	وَيَسْتَنْۢبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ	یونس	۵۳/۱۰	۵
۲۷	وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا	ہود	۶/۱۱	۶۵
۲۸	وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰى نُوْحُ---	ہود	۴۲/۱۱	۴۸
۲۹	فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا ------	ہود	۸۲/۱۱	۱۸۰،۱۸۱
۳۰	وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ---	النحل	۵۸،۵۹/۱۶	۱۶۷،۶۶
۳۱	وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ------	الاسراء	۳۱/۱۷	۶۵،۳۰،۱۸
۳۲	وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ -----	الاسراء	۳۲/۱۷	۱۷۷
۳۳	وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ	الاسراء	۸۱/۱۷	۴
۳۴	وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ------	مریم	۵۵،۵۴/۱۹	۴۸
۳۵	وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا	طٰہٰ	۱۱۴/۲۰	۳۴
۳۶	هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ----	الحج	۵/۲۲	۱۳
۳۷	وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ -----	المومنون	۳/۲۳	۱۸۲
۳۸	وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ	المومنون	۲۳/۱۲-۱۴	۱۶
۳۹	وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ -----	المومنون	۷۱/۲۳	۴
۴۰	اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ----	النور	۲/۲۴	۱۷۸
۴۱	يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ ---	النور	۲۵/۲۴	۴
۴۲	الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِّنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ---	النور	۵۸/۲۴	۱۶۵
۴۳	وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا ---	النور	۵۹/۲۴	۱۷،۱۶۵,۱۳,۶۱
۴۴	لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ -----	النور	۶۱/۲۴	۱۹۱
۴۵	وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَن---	لقمان	۱۳/۳۱	۴۹،۳۵
۴۶	مَّا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ------	الاحزاب	۴/۳۳	۱۷۹
۴۷	اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ ---	الاحزاب	۵/۳۳	۱۷۹،۳۸،۲۱

۴۸	یاَیُّھَا النَّبِیُّ قُل لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ	الاحزاب	۳۳/۵۹	۵۴
۴۹	وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی-----	المومن	۴۰/۶۷	۱۳
۵۰	وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلاً ----	الزخرف	۴۳/۱۷	۶۶
۵۱	لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ -----	الفتح	۴۸/۱۷	۲۵۲
۵۲	وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ------	الطور	۵۲ / ۲۱	۱۹
۵۳	وَاِنْ کُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْھِنَّ حَتّٰی------	الطلاق	۶۵/۶	۲۱،۵۵
۵۴	یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ ------	التحریم	۶۶/۶	۴۶
۵۵	وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ	المعارج	۷۰/۲۴	5
۵۶	وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًاوَّیَتِیْمًا-----	الانسان	۷۶/۸	۱۷۳
۵۷	عَبَسَ وَتَوَلّٰیٓ اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی یُدْرِیْکَ----	عبس	۸۰/۴-۱	۱۹۰
۵۸	وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُسُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ	التکویر	۸۱ /۸،۹	۶۹،۳۰،۱۷،۱۶۹
۵۹	فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ	الضحی	۹۳/۹	۱۷۳
۶۰	اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ ...	العلق	۹۶ /۱-۲	۱۷،۲۲۵،۲۰۵،۱۷۱
۶۱	لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ	الکفرون	۱۰۹/۶	۱۸۴

فہرست احادیث

شمار	متن حدیث	نام کتاب	حدیث نمبر	مقالہ صفحہ نمبر
۱	اتقوا الله واعدلوا في اولادكم	صحیح بخاری	۴۱۸۱	۳۹,۱۶۷،
۲	أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ-------	صحیح بخاری	۵۴۶۸	۳۷,۲۶
۳	اتى بي أبي إلى رسول الله ﷺ---	صحیح مسلم	۱۶۲۳	۴۰,۱۶۷
۴	أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيهَا---	صحیح بخاری	۵۸۲۳	۲۷
۵	إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلا مِنْ------	صحیح مسلم	۴۲۲۳	۵۲
۶	أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ	سنن ابن ماجہ	۳۶۷۱	۳۵,۱۸۹
۷	الشيخ والشيخة إذا زنيا فارجموها البتة	صحیح بخاری	۲۶۲۷	۱۷۸
۸	الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ	سنن ترمذی	۳۵۱۷	۵۶
۹	العُطاسُ منَ الله والتّثاؤبُ منَ الشّيطانِ-------	سنن ترمذی	۲۷۴۶	۵۸
۱۰	الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَقَصُّ---	صحیح بخاری	۵۸۹۱	۳۲
۱۱	اللهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ	صحیح بخاری	۳۷۴۹	۲۴
۱۲	اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ	صحیح بخاری	۲۸۲۳	۱۸۲
۱۳	المؤمن القوي خير واحب إلى الله من المؤمن	سنن ابن ماجہ	۷۹	۵۷،۱۸۲،۸۶
۱۴	إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ ------	صحیح بخاری	۱۳۰۳	۲۴
۱۵	إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ	سنن ابی داوٗد	۲۹۶۲	۶
۱۶	إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا -----	سنن ابی داوٗد	۳۳۲۶	۶
۱۷	أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ-------	جامع ترمذی	۱۹۱۸	۱۸۰
۱۸	إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ و-----	سنن ابی داوٗد	۴۹۴۸	۳۷
۱۹	إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي وَإِنَّهُ رَدَّهَا --------	صحیح مسلم	۱۳۲۳	۵۴
۲۰	أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ-----	صحیح بخاری	۶۸۶۱	۶۵
۲۱	تَحَسَّنَ إِسْمُه وَأَدَّبَه وَصَنَعَه مَوْضِعاً حَسَناً	مسند احمد	۲۱۷۳۹	۳۶
۲۲	تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِوَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى ---	سنن ابی داوٗد	۴۹۵۰	۳۷

۲۳	تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ----	سنن الکبری	۱۰۰	۲۶
۲۴	خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ	صحیح بخاری	۵۳۶۴	۴۱
۲۵	خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -------	سنن ابن ماجہ	۵۹۹۶	۲۵
۲۶	خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ -----	سنن ابن ماجہ	۳۶۷۹	۲۶
۲۷	رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ --	سنن ترمذی	۱۵۱۴	۳۶
۲۸	رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى --------	سنن ترمذی	۱۴۲۳	۴۳
۲۹	طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ	سنن ابن ماجہ	۲۲۴	۳۴،۲۲۶,۱۷۷
۳۰	عائد المريض في مخرفة الجنة حتى يرجع	صحیح مسلم	۶۵۵۱	۵۸
۳۱	عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَ----	سنن نسائی	۴۲۲۴	۳۹
۳۲	عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى ----	مسند احمد	۱۶۰۳۳	۲۴
۳۳	فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ	صحیح بخاری	۱۴۰۰	۵
۳۴	كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ -----	صحیح بخاری	۱۳۵۶	۳۹
۳۵	كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَام	صحیح بخاری	۵۵۸۸	۱۷۶
۳۶	كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللهِ فَهُوَ لَغْوٌ -------	صحیح مسلم	۴۹۴۶	۵۶
۳۷	كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهِ، يُذْبَحُ عَنْهُ-----	مسند احمد	۱۲/۵	۴۰
۳۸	كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ------	صحیح بخاری	۸۹۳	۵۲،۴۶
۳۹	لا يَدْخُلُ الجَنَّةَ مَنْ لاَ يأْمنُ جارُهُ بوائِقَهُ	صحیح مسلم	۱۷۲	۵۸
۴۰	لا يَكُونُ لأَحَدِكُمْ ثَلاثُ بَناتٍأَوْ ثَلاثُ -----	سنن ترمذی	۱۹۱۲	۶۸,۲۷
۴۱	لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ،--------	سنن ترمذی	۱۹۷۷	۵۸
۴۲	لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا	سنن ابوداؤد	۴۹۴۳	۲۲۲, ۲۳
۴۳	مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ دَوَاءً	سنن ابن ماجہ	۳۴۳۸	۲۲۸
۴۴	مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ	سنن ابوداؤد	۲۸۶۲	۶
۴۵	مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً --------	صحیح مسلم	۷۰۸	۲۵
۴۶	مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نُحْلٍ أفضل من---------	سنن ترمذی	۱۹۵۲	۵۳
۴۷	مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ ------	سنن ابن ماجہ	۳۶۷۰	۱۶۷,۳۹

۴۸	مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ،---------	صحیح بخاری	۱۳۵۵	۴۷,۱۶۴
۴۹	مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعٍ-----	سنن ابی داوٗد	۴۹۵	۵۱,۳۵
۵۰	مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ-----	صحیح بخاری	۶۷۶۶	۱۸۰,۳۹
۵۱	من الكبائر شتم الرجل والديه قالوا ------	صحیح مسلم	۹۰	۵۴
۵۲	مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ	صحیح بخاری	۶۹۹۶	۶
۵۳	مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ	صحیح بخاری	۵۹۹۷	۴۱،۲۲۰،۲۳
۵۴	مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ	صحیح مسلم	۲۵۹۲	۲۳
۵۵	مَنْ يَلِي مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا -------	جامع ترمذی	۱۹۱۲	۶۸
۵۶	وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُو	صحیح بخاری	۶۰۹۴	۵۳
۵۷	وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ-	صحیح بخاری	۳۰۱۵	۲۵
۵۸	وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ -----	صحیح بخاری	۵۴۶۷	۳۷
۵۹	يا علي،لاتتبع النظرة النظرة----------	سنن ترمذی	۲۷۷۷	۵۴

فہرست مصطلحات

شمار	اصطلاحات	مختصر معانی	صفحہ نمبر
۱	اسقاط حمل	اسقاط حمل سے مراد ایک ایسا عمل ہے جس کے دوران میں رحم مادر میں موجود بچہ رحم سے خارج ہو جاتا ہے جو بچے کی موت کا باعث بنتا ہے۔	۳۰
۳	تحنیک	بچے / بچی کو پیدائش کے روز اپنی یا کسی بزرگ کی گھٹی دینا۔	۳۷
۵	تعزیر	تعزیر کے شرعی معنی اس سزا کے ہیں جو حاکم وقت تادیبا کسی ایسے جرم کے لیے تجویز کرتا ہے جس کے لیے شرع اسلامی میں کوئی سزا مقرر نہ ہو۔	۴۴
۶	جنین	ماں کے پیٹ میں زیر پرورش بچہ	۲۹
	چائلڈ لیبر	بچوں کو کم عمری میں جبری مشقت کروانا۔	۱۳۱
۷	حضانت	شرعی اصطلاح میں مال یا کسی شرعی مستحق کے کسی چھوٹے بچے کی پرورش کرنے کو حضانت کہتے ہیں	۳۴
۹	رضاعت	رضاعت سے مراد بچے کا ولادت کت بعد پہلے دو سالوں میں عورت کی چھاتی سے دودھ چوسنا ہے۔	۱۸
۱۰	ستی	ہندوستانی تہذیب میں شوہر کی وفات کے بعد بیوی کو اسکے ساتھ جلا دینے کو ستی کی رسم کہا جاتا ہے۔	۶۴
۱۱	عقیقہ	عقیقہ کے لغوی معنی کاٹنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نومولود بچہ / بچی کی جانب سے اس کی پیدائش کے ساتویں دن جو خون بہایا جاتا ہے اسے عقیقہ کہتے ہیں۔	۳۸
۱۲	قصاص	قتل کے بدلے قتل کرنا اور زخم کے بدلے زخم لگانا قصاص کہلاتا ہے۔	۴۴
۱۶	نسب	بچے کو اس کے اصلی باپ کی طرف سے دی گئی پہچان۔	۳۸
۱۵	نفقہ	نفقہ کے لفظی معنی خرچ کرنے اور نکال دینے کے ہیں۔ فقہ کی اصطلاح میں نفقہ سے مراد اس خرچ کی ذمہ داری ہے جو شوہر پر عائد ہوتی ہے۔	۴۱
۱۸	وراثت	شرعی اصطلاح میں وراثت، میراث یا ترکہ اس جائیداد کو کہا جاتا ہے جو کوئی شخص وفات کے وقت چھوڑتا ہے، اور اس وقت موجود ورثاء میں تقسیم ہوتی ہے۔	۲۰

۱۷	وصیت	وصیت اس کام کو کہتے ہیں جس پر عمل کرنے کا حکم موت کے بعد ہو، یعنی اُس کام پر عمل زندگی میں نہیں بلکہ موت کے بعد ہو۔	۲۱
۲۰	وضع حمل	بچے کا پیدا ہونا۔	۲۰
۱۹	وقف	وقف کسی شے (چیز) کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ تعالیٰ کی مِلک کر دینا اس طرح کہ اُس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔	۴۲

فہرست شخصیات

شمار	شخصیات	صفحہ نمبر
۱	ایگلانٹین جب	۷۷
۲	جان لاک	۷۴
۳	جان لینگن ڈیوس	۷۷
۴	جان ولیم سالمنڈ	۹
۵	جولیو ہرمن وان کرچمن	۷
۶	جین جیک	۷۵
۷	ڈاکٹر لودوک راجچمن	۷۶
۸	زید بن عمرو بن نفیل	٦۷
۹	صعصہ بن ناجیہ	٦۷
۱۰	فریڈرک پولاک	۷
۱۱	فلپ ایریس	۷۱
۱۲	کیتھرین علائمو	۷۰
۱۳	لایڈ ڈیموس	۷۱
۱۴	ہارالڈ لاسکی	۸
۱۵	ہیبرٹ لیونیل ایڈولفس ہارٹ	۷۰

فہرست مخففات

Sr.#	Abbreviation	Name
1	AHP	Accelerated Health Programme
2	CPWA	Child Protection and Welfare Act
3	CSO	Civil Society Organizations
4	ECA	Employment of Children Act
5	EFA	Education for All
7	EPI	Expanded Programmer on Immunization
6	ESR	Education Sector Reforms
8	GOP	Government of Pakistan
9	ILO	International Labour Organization
10	MDG	Millennium Development Goals
11	MNCH	Maternal and Newborn and Child Health
12	NCCWD	National Commission for Child Welfare and Development
13	NCPP	National child Protection Policy
14	NNS	National Nutrition Survey
15	NPA	National Plan of Action
16	PCCWD	Provincial Commissions for Child Welfare and Development
17	PPC	Pakistan Pennal Code
18	SPARC	Society for the Protection of the Rights of the Child
19	UNCRC	UN Convention on the Rights of the children
20	UNDP	United Nation Development Programme
21	UNDP	United Nations Development Program
22	UNHCR	United Nations High Commissioner for Refugees
23	UNICEF	United Nations Children’s Fund
24	UNODC	United Nations Office on Drug and Crime
25	VOC	Voice of Children
26	WHO	World Health Organization

مصادر و مراجع

ا۔ ابراہیم انیس (۱۹۷۷ء)، المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرہ، ۱۳۷۹ھ

۲- ابوالحسین مسلم بن الحجاج (۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح،، دار اسلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ

۳- ابوالفداء اسمعیل (۷۷۴ھ) تفسیر ابن کثیر۔ دار طیبہ، سعودی عرب، ریاض، ۱۴۲۱ھ

۴- ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (۱۰۶۶ء)، السنن الکبری، مکتبہ دارالباز، سعودی عرب، ۱۹۹۴ء

۵- ابوزکریا محیی الدین یحی بن شرف النووی (۶۷۶ھ) روضتہ الطالبین، المکتب الاسلامی، بیروت، ۶۷۶ھ

۶- ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (۲۵۶ھ) سنن ابن ماجہ، دار اسلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ

۷- ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (۲۷۹ھ)، جامع ترمذی، دار اسلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ

۸- ابوعبدالرحمن شبیر، تہذیب اطفال، نور اسلامی اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۵ء

۹- ابوعبداللہ محمد، المستدرک علی الصحیحین (۱۰۱۴ء)، دارالمعرفتہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ

۱۰- ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی (۱۲۷۳ء) الجامع الاحکام القرآن، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۶۷۱ھ

۱۱- ابو علی الاموودی (۱۹۷۹)، تفہیم القرآن، آرمی ایجوکیشن پریس، ۱۹۹۹

۱۲- احمد بن حنبل (۲۶۱ھ) مسند احمد، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۲۴۱ھ

۱۳- امین احسن اصلاحی (۱۹۹۷)، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان، ۲۰۰۹ء، ۳۰۳/۵

۱۴- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۱ء

۱۵- اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، جامعہ کراچی دار التحقیق برائے علم و دانش، ۲۰۱۵ء

۱۶- امام جلال الدین سیوطی (۱۹۱۱ء)، رسائل سیوطی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان ۲۰۱۰ء

۱۷- امام راغب اصفہانی (۱۱۰۸ء)، المفردات فی غریب القرآن، دار لمعرفتہ، بیروت، لبنان، ۵۰۲ھ

۱۸- امام ابو حامد محمد الغزالی (۱۱۱۱ء) احیاء علوم الدین، مطبعہ عثمانیہ، مصر، ۱۳۵۲ء

۱۹- پیر کرم شاہ الازہری (۱۹۹۸)، تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، ۱۹۹۵ء، ص: ۳۱۶/۱

۲۰- جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور (۷۱۱ھ)، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۹۵۶ء

۲۱- حافظ صلاح الدین یوسف، حقوق اولاد، دار لسلام، لاہور، ۲۰۰۵ء

۲۲- حافظ صلاح الدین یوسف حقوق و فرائض، مکتبہ الرحمانیہ، لاہور، ۲۰۰۷

۲۳-حافظ عمران ایوب لاہوری، اولاد اور والدین، فقہ الحدیث پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان، ۲۰۰۶ء

۲۴- حسین بن محمد الدامغانی(۴۷۸ق)، قاموس القرآن، دارالعلم للملایین، بیروت، ۱۹۷۷ء

۲۵- حکیم سیف اللہ سیکھو، طب نبوی اور اکیسویں صدی، علم و عرفان، لاہور۔ ۲۰۰۵ء

۲۶-خالد علوی، اسلام میں اولاد کے حقوق، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۱ء

۲۷- خلیل بن احمد الفراھیدی(۷۹۰ء)، کتاب العین، دارالکتب العلمیۃ، ۱۳۸۳ھ

۲۸۔زکریا محی الدین یحیی بن شرف النووی(۶۷۶ھ)، المجموع، دارلفکر بیروت، ۲۰۱۰ء

۲۹-ڈاکٹر اسلم خاکی، مضامین انسانی حقوق، پکٹوریل پرنٹرز، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء

۳۰-ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن پبلیشرز، لاہور، ۲۰۰۴ء

۳۱-ڈاکٹر طاہر القادری، بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور، ۲۰۱۶ء

۳۲-ڈاکٹر محمد اقبال خلیل، اسلام میں بچوں کے حقوق اور ان کا تحفظ، اسلامک ریسرچ کمیٹی، کراچی، ۲۰۱۱ء

۳۳-ڈاکٹر شیخ وہبہ الزحیلی(۲۰۱۵ء)، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دارلفکر، دمشق، ۱۹۷۸ء

۳۴- سراج الدین ندوی، بچوں کی تربیت کیسے کریں، دارلابلاغ پبلیشر، لاہور، ۲۰۰۱ء

۳۵- سلیمان بن الاشعث السجستانی(۲۷۵ھ)، سنن ابی داؤد، دار اسلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ

۳۶- شبلی نعمانی(۱۹۱۴ء) وسلیمان ندوی(۱۹۵۳ء)، سیرت النبی ﷺ، ادارہ اسلامیات، جلد:۶، ۱۹۳۸ء

۳۷- شمس الدین ابو بکر محمد بن اسماعیل(۱۴۹۷ء) المبسوط، دارالمعرفہ للطباعہ والنشر، بیروت، لبنان، ۱۴۰۶ھ

۳۸-عبداللہ بن احمد بن محمد(۶۲۰ھ)، المغنی، مکتبہ القاھرہ، ۱۹۶۸ء

۳۹-عبداللہ ناصح علوان(۱۴۰۸ھ)، تربیۃ الاولاد فی اسلام، دارالاسلام، مصر ۱۹۹۲ء

۴۰-عبدالراؤف ظفر، اطراف سیرت ﷺ، نشریات، لاہور، ۲۰۱۴ء

۴۱-علی بن سعید بن حزم اندلسی(۱۰۶۴ء)، المحلی، دارالآفاق الجدیدہ، بیروت، لبنان، ۴۵۶ھ

۴۲۔علامہ اقبال(۱۹۳۸ء)، کلیات اقبال، الفیصل پبلیشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء

۴۳-فیصل احمد ندوی بھٹکلی، بچوں کے احکام و مسائل(ولادت سے بلوغ تک)، ادارہ احیائے علم و دعوت، ۲۰۱۱ء

۴۴-مبارک بن محمد(۷۹۷ء) النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۷۹ء

۴۵-متعب بن محمد، بد چلنی اور جنسی بے راہ روی سے بچوں کی حفاظت کیسے کریں، (مترجم) حافظ عبدالجبار، مکتبہ بیت السلام، لاہور، ۲۰۱۵ء

۴۶۔محمد بن محمد البابرتی(۷۸۶ء)، العنایة في شرح الهداية، دارلفکر، ۸۵۵ھ

۴۷-محمد بن احمد صالح، کتاب الطفل فی الشریعۃ الاسلامیۃ، مھارات النجاح، طبع ثانیہ، ۱۴۰۳ھ

۴۸-محمد بن جمیل، اسلام میں بچوں کی تعلیم و تربیت، حدیبیہ پبلیشرز، ۲۰۰۵ء

۴۹-محمد بن اسماعیل بخاری(۸۷۰ء)، الجامع الصحیح، دار اسلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ

۵۰-محمد علی الصابونی، عالم الکتب، بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ء

۵۱-محمد فواد عبد الباقی (۱۹۶۸ء)، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، دار الکتب المصریہ، ۱۳۶۴ء

۵۲-محمد نواز چیمہ، خطبات والدین و اولاد، حنظلہ اکیڈمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء

۵۳-محمد یعقوب فیروزآبادی(۸۱۷ھ)، القاموس المحیط، دار الجلیل، بیروت، لبنان، ۸۱۷ھ

۵۴-عبد الرزاق السنہوری(۱۹۷۱ء) مصادر الحق فی الفقہ الاسلامی، مکتبہ الحلبی الحقوقیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء

۵۵-مصطفیٰ احمد الزرقاء(۱۴۲۰ھ) المدخل الفقہی العام، دار لقلم، دمشق، ۱۹۶۸ء

۵۶-مفتی محمد شفیع(۱۹۶۳)، معارف القرآن، ادارہ معارف العلوم، کراچی، ۱۹۷۳، ص:۵/ ۴۷۵

۵۷-مفتی عبد الرحمن الرحمانی، الجہاد الاسلامی، دار اندلس، ۲۰۰۳ء

۵۸-مفتی محمد فیض احمد اندیسی، جہاد کی فضیلت، بہاولپور پاکستان، ۱۴۲۱ھ

۵۹-مولانا عمران اشرف عثمانی، اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار، بیت العلوم، لاہور، ۲۰۰۰ء

۶۰-مولانا محمد ھود، بچوں کی تربیت (قرآن و سنت کی روشنی میں)، دار لاندلس لاہور، ۲۰۰۳ء

۶۱-مولانا اشرف علی تھانوی، حقوق العباد، ادارہ اسلامیات، کراچی، ۱۴۲۷ھ، ص:۴۸

۶۲-مولوی سید احمد دہلوی(۱۸۳۱ء) فراہنگ آصفیہ، رفاہ نامہ پریس، ۱۹۰۸ء

انگریزی کتب

1- A S Hornby,A P Cowie, J Windsor Lewis, “Oxford Advanced Learner’s Dictionary” London,1948

2- Cristina Martins, “ Social work and the Rights of the Child ” ,Munsingen Switzerland,2002

3- F.Steingass, “A Learner’s Arabic- English Dictionary” Lebanon,Beirut,1989

4- David Archard, “Children Right and Childhood”,Routledge,

London,1993
5- Hart,“The History of Children Rights”,Springer, 1991
6- HathiTrust “Encyclopedia Americana”, America,1920
7- Jean-jacques Rousseau “Emile”,Kingdom of France,1762
8 - John Locke“Some Thoughts Concerning Education”,London,1663
9- Kathleen Alaimo,“The History of ChildrenRights”,Springer,2002
10- Kirchmann ,Rudolf Wiethölter, Universitätsbibliothek Johann Christian Senckenberg,1988
11-Kosher, Hanita, Ben-Arieh, Asher, Hendelsman, Yael, “Children Rights and Social work”, Jerusalem Israel ,2017
12- Laski,H.J. “A Gramar of Politics”, Georgy Allen Union Ltd, London,1970
13-Otto Harrasowetze,“A Dictionary of Modern Written Arabic” Germany,1961
14- Philippe Aries ,“Centuries of Childhood”, University of Pittsburgh,America,1960
15- Rama Kant Rai, “History of child right and child labour”, INDIA,2011
16-Salmond, “Jurisprudence”,Printed Sweet and NexwellLimited,London,1924
17 - Stanley Cohen “,Folk Devils and Moral Panics”, Routledge, New York,2002
18- The Journal of Politics,Kingsley Martin,NewYork,The Viking press,1953
19- The State of Children in Pakistan,Unicef, 2015
20 - The United Nations Convention on The Rights of the child,Children’s Rights Alliance,2010
21- John Locke,Graham A.J. Rogers,Encyclopedia Britannica

22- Jean-Jacques Rousseau,Brian Duignan, Encyclopedia Britannica
23- Ludwik Rajchman: the founder of UNICEF,.humanium, 14 MAY 2014
24- The Woman Who Saved the Children,Clare Mulley, One world Publications, 2000

آرٹیکل

۱- آفتاب احمد، پاکستان میں گداگری کا بڑھتا ہوا رجحان، عالمی اخبار، لندن، ۲۳ جنوری ۲۰۱۸
۲- انور غازی، پھولوں کو بچائیے، العربیہ نیٹ، پاکستان، ۲۴ جون ۲۰۱۰
۳- اویس حفیظ، چھوٹوں کے نام، ایکسپریس نیوز، کراچی، ۱۲ جون ۲۰۱۵
۴- حسن مجتبیٰ، "پاکستان انسانی اسمگلنگ کا اہم مرکز"، بی بی سی اردو، نیویارک، ۱۰ جون ۲۰۰۸
۵- حماد عباسی، نئے سروے میں صحت و تعلیم کی افسوسناک صورتحال، ڈان نیوز، ۲۸ فروری ۲۰۱۴
۶- ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی، علم میراث اور اس کے مسائل، اردو نیوز، کراچی، ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۷ء
۷- ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی، اسلام میں وصیت کا حکم اور اُس کی شرعی حیثیت، روزنامہ جنگ، اسلام آباد، ۲۹ اپریل ۲۰۱۸ء
۸- رحمت بلوچ، شعبہ صحت میں اصلاحات لانے کے لیے اقدامات کیے ہیں، روزنامہ آزادی، کوئٹہ، ۲۷ مارچ ۲۰۱۷
۹- زارا جیلانی، بچوں کے حقوق اور حکومتی ادارے، اردو واؤ، ۱۸ جولائی ۲۰۱۳
۱۰- سحر بندیال، پاکستان کے غیر رجسٹرڈ بچے، روزنامہ مشرق، ۴ اپریل ۲۰۱۷
۱۱- سید انور محمود، بچوں کا عالمی دن اور حقیقت، مکالمہ، ۱۹ نومبر ۲۰۱۶
۱۲- سید ماجد علی، عالمی یوم خواندگی اور پاکستان، کراچی اپ ڈیٹس، ۸ ستمبر ۲۰۱۴
۱۳- شمائلہ خان، "قانونی طور پر بچے کی تعریف میں تضاد ہے" بی بی سی اردو، اسلام آباد، ۷ اپریل ۲۰۱۷ء
۱۴- شہلا عزیز، پاکستان میں اہم تعلیمی مسائل اور ان کا حل، روزنامہ پاکستان، ۲۴ مارچ ۲۰۱۳
۱۵- قیوم نظامی، پاکستان کا بنیادی مسئلہ تعلیم، روزنامہ نوائے وقت، ۶ اگست ۲۰۱۶
۱۶- کامران اسلم ہوت، تعلیمی اداروں میں منشیات کی لعنت، سماء، ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۷
۱۷- مبین اظہر، بھیک مافیہ کا شکار پاکستانی بچے، بی بی سی اردو نیوز، ا جون ۲۰۱۳
۱۸- مبین امجد، منشیات کا استعمال، اسباب اور تدارک، دلیل، ۱۹ نومبر ۲۰۱۶
۱۹- مختار چوہدری، پاکستان میں غربت کی وجوہات، روزنامہ دنیا پاکستان، لاہور، ۲۱ جولائی ۲۰۱۷

۲۰- مدیحہ ریاض، گداگری میں ۲۱-بڑھتی ہوئی بچوں کی تعداد، روزنامہ پاکستان، ۲۱جولائی ۲۰۱۷

۲۱- مسرت قیوم، منشیات اور نسل نو، روزنامہ نوائے وقت، ۲۸جنوری ۲۰۱۸

۲۲- ناز بلوچ، کم عمری کی شادی، اسباب و اثرات، لالٹین، لاہور، ۱۱نومبر ۲۰۱۵

1- A Life of H.L.A. HART: The Nightmare and the Noble Dream, Lacey, Nicola; Renaud, Justice Gilles, Oxford University Press, 2004

2- Action Man, Hannah Pennell,barcelona-metropolitan, 1 APRIL 2008

3- Child protection data: an analysis of newspaper coverage of child protection issues in Pakistan" Tahira jabeen,University of the Punjab, Lahore,2014

4- Islamic Law and CRC,Imran Ahsan Nyazee, International Islamic University, Islamabad,2003

5- Salmond, Sir John William, Diane Langmore,Australian Dictionary of Biography,1988

6- Philippe Aries and the Politics of French Cultural History, PATRICK H. HUTTON,University of Massachusetts Press, 2004

7- Poverty in Pakistan: Trends and Issues, Muhammad asfaq,Ashfaq, M,Jehangir, Waqar A,Hussain, Intizar,Islamabad, Pakistan,2004

8- Pollock, Sir Frederick, third baronet, Richard A. Cosgrove , Oxford University Press, 2018

9- Study on the important issue of Child right in Pakistan,Munir Moosa Sadruddin, Sindh Madressatul Islam University,Karachi,12 DEC 2012,

10-The (many) problems with maternal health in Pakistan,Mahnoor Sherazee,Dawn,8 july 2014

REPORTS

1 - Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article 44 of The Convention, Distr.General,Initial Reports of States parties due in1993, PAKISTAN

2- Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article -44 of the Distr.General, Second Reports of Saudi Arab in 2003, Convention,

3-Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article - 44 of the Convention, Distr. General, Distr. General, Combined Third and Fourth periodic reports of States parties due in 2011, Saudi Arab

4-Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article - 44 of The Conventions, Distr.General, Second Periodic Reports of States parties due in 1997, EGYPT,

5- Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article- 44 of The Convention,Distr.General, Third and fourth periodic Reports of States parties due in 2011, EGYPT

6-Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article - 44 of The Convention ,Distr.General, Second periodic Reports of States parties due in 2003, PAKISTAN

7- Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article 44of The convention, Distr.General, Third and fourth periodic Reports of States parties due in2007, PAKISTAN

8 - Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article - 44 of The convention,Distr.General,Fifth periodic Report of States parties due in 2015,PAKISTAN

9- Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article - 44 of the Convention,Distr. General, Concluding observations of the Committee on the Rights of the Child,IRAN,2000

10- Consideration of Reports Submitted by States Parties- Under Article -44 of the Convention,Distr, General, Initial Reports of States parties due in 1996,IRAN,

11- Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article 44 of the Convention,Distr. GENERAL, Second reports of States parties due in 2001,IRAN

12- Consideration of Reports Submitted by States PartiesUnder Article -44 of the Convention,Distr. General, Combined Third and Fourth periodic Reports of States partiesdue in 2013,IRAN

13-Consideration of Reports Submitted by States Parties Under Article -44 of the Convention, Distr. General, Initial Reports of Saudi Arab in 1998

14- Right of the Child in Pakistan(Report on the implementation of the Convention on the Rights of the Child by Pakistan),Stefano Berti,Geneva, SEP 2003

15 - Unicef Report, Children in Pakistan , 2010

اخبارات وجرائد

۱- اردو پوائنٹ نیوز، ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۳

۲- اردو پوائنٹ نیوز، ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۵

۳۔ اردو پوائنٹ نیوز، ۲۰ نومبر ۲۰۱۶

۴- اردو وائس آف امریکہ، ۲۰ نومبر ۲۰۱۱

۵۔ اردو وائس آف امریکہ، ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۶

۶۔ اردو وائس آف امریکہ، ۲۰ جون ۲۰۱۷

۷۔ ایکسپریس نیوز، ۸ اپریل ۲۰۱۶

۸۔ بی بی سی اردو، ۱۲ دسمبر ۲۰۱۳

۹۔جنگ نیوز،۱۴مئی ۲۰۱۴
۱۰۔دنیانیوز،۱۱اپریل ۲۰۱۶
۱۱۔دنیانیوز،لاہور،۲۱جولائی ۲۰۱۸
۱۲۔روزنوائے وقت،لاہور،۱۳اپریل ۲۰۱۶
۱۳۔روزنامہ نوائے وقت،۴جون ۲۰۱۷
۱۴۔روزنامہ نوائے وقت،اسلام آباد،۱۲جون ۲۰۱۷
۱۵۔سچ نیوز،۱۲نومبر ۲۰۱۶

Websites:

1. https://pakistan.savethechildren.net
2. https://plan-international.org
3.https://web.archive.org/web
4.https://www.bbc.com
5. http://www.ccfp.org.pk
6.https://www.childrensrights.ie
7. https://www.edhi.org
8. https://www.goodreads.com
9. https://www.humanium.org
10.https://www.ohchr.org
11. https://www.paycheck.pk
12.http://www.refworld.org
13. https://www.savethechildren.org
14.http://www.sparcpk.org
15. http://www.sxu.edu
16.https://www.unicef.org
17.http://www.voiceofchildren.org.np